تسہیل النحو
حضرت مولانا قاری صدیق صاحب
باہتمام قاری فیض الحسن اعظمی
مکتبہ صوت القرآن دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تسہیل النحو

تالیف

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب باندوی رح

ناظم وبانی جامعہ رحمانیہ ہتورا، باندہ، یوپی۔ (انڈیا)

باہتمام

قاری فیض الحسن اعظمی

ناشر

مکتبہ صوت القرآن دیوبند فون: (۰۱۳۳۶) ۲۲۳۴۶۰، ۲۲۷۵۵۴

نام کتاب : تسہیل النحو

تالیف : حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ

صفحات : ۱۵۲

قیمت :

کمپیوٹر کتابت : (محمد لقاء الرحمٰن) الفضل کمپیوٹرس امیر منزل، دیوبند

باہتمام : قاری فیض الحسن اعظمی

ناشر : مکتبہ صوت القرآن دیوبند

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
علم نحو	۶
علامات اسم	۸
علامات فعل	۹
علامات حرف	۹
مرکب کا بیان	۱۰
جملہ انشائیہ	۱۲
مرکب غیر مفید کا بیان	۱۵
معرب اور مبنی کا بیان	۱۸
اقسام اسم متمکن باعتبار اعراب	۲۰
منصرف اور غیر منصرف کا بیان	۲۴
مرفوعات ـ مرفوعات کا بیان	۳۰
مَفْعُوْل مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ	۳۳
مبتدا و خبر	۳۵
حروف مشبہ بہ فعل کی خبر	۳۷
ما و لا مشابہ بہ لیس کا اسم	۳۸
افعال ناقصہ کا اسم	۳۸
لا ئے نفی جنس کی خبر	۳۸
منصوبات	۳۹
مفعول بہ	۴۱
ترخیم منادی	۴۴
اضمار علیٰ شریطۃ التفسیر	۴۴

عنوان	صفحہ
مفعول لہٗ	۴۶
مفعول معہٗ	۴۶
مفعول فیہ	۴۷
حال	۴۹
تمیز	۵۴
مستثنیٰ	۵۵
مستثنیٰ کے اقسام اعراب کے اعتبار سے	۵۶
بقیہ منصوبات	۵۸
مجرورات	۵۹
توابع کا بیان	۶۱
تاکید	۶۵
بدل	۶۸
عطف بحرف	۶۹
عطف بیان	۷۱
مبنی	۷۱
اسم غیر متمکن کے اقسام	۷۳
اسماء اشارہ	۷۶
اسماء موصولہ	۷۶
اسماء افعال	۷۸
اسماء اصوات	۷۹

عنوان	صفحہ
اسمار کنایات	۷۹
مرکبات	۸۱
ظروف	۸۲
معرفہ اور نکرہ کا بیان	۸۶
مذکر اور مؤنث کا بیان	۸۸
واحد، تثنیہ جمع	۸۹
جمع کے اقسام	۹۰
اسمار اعداد	۹۲
اسمار عاملہ	۹۶
مصدر	۹۶
اسم فاعل	۹۷
اسم مفعول	۹۹
صفت مشبہ	۱۰۱
اسم تفضیل	۱۰۳
الفعلُ	۱۰۵
فعل مضارع کے عوامل نصب	۱۰۷
فعل مضارع کے عوامل جزم	۱۱۰
افعال ناقصہ	۱۱۵
افعال مقاربہ	۱۱۸
افعال قلوب	۱۲۰
افعال مدح وذم	۱۲۲
افعال تعجب	۱۲۴
حرف	۱۲۵
حروف جارہ	۱۲۵

عنوان	صفحہ
حروف مشبہ بالفعل	۱۳۲
ماولامشابہ بہ لیس	۱۳۴
لائے نفی جنس	۱۳۵
حروف عطف	۱۳۶
حروف تنبیہ	۱۴۰
حروف ندا	۱۴۰
حروف ایجاب	۱۴۱
حروف زیادۃ	۱۴۲
حروف تفسیر	۱۴۴
حروف مصدر	۱۴۵
حروف التخصیض	۱۴۶
حروف توقع	۱۴۶
حروف استفہام	۱۴۷
حروف شرط	۱۴۸
حروف ردع	۱۴۹
تار تانیث ساکنہ	۱۵۰
تنوین	۱۵۰
نون تاکید	۱۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علومِ شریعت کا منبع اور سرچشمہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ ہیں علوم کے ان سرچشموں سے حقیقی سیرابی، علمِ صرف اور علم نحو میں دلچسپی اور درک کے بغیر ناممکن ہے، چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔

"اَلصَّرْفُ اُمُّ الْعُلُوْمِ والنَّحْوُ اَبُوْهَا"

یعنی علم صرف علوم کی ماں ہے تو علم نحو ان کا باپ ہے ـــــ نیز "اَلنَّحْوُ فِیْ الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِیْ الطَّعَامِ" یعنی کلام میں علم نحو کی وہی حیثیت واہمیت ہے جو کھانے میں نمک کی ہے، کہ اگر کھانے میں نمک مناسب مقدار میں نہ ہو تو قیمتی سے قیمتی کھانا بے مزہ اور بیکار ہو جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ابتدار سے ہر زمانہ میں آج تک برابر یہ کوشش رہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ علم نحو کی تعلیم وتحصیل کو آسان وسہل بنایا جائے۔

انہیں کوششوں کی ایک سنہری کڑی عارف باللہ حضرت مولانا سید صدیق احمد صاحب باندویؒ بانی ومہتمم سابق مدرسہ ہتھورہ باندہ کی عمدہ اور مقبول تصنیف "تسہیل النحو" بھی ہے، اس کتاب کو اس کے شایانِ شان طباعت کی مکتبہ "صوت القرآن" سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اس کتاب سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین!

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

علم نحو

علم نحو کی تعریف: نحو ایسے علم کو کہتے ہیں جس سے اسم، فعل، حرف کو ایک دوسرے سے ملا کر جملہ بنانے کا طریقہ اور ان کے آخر کی حالت معلوم ہو۔

علم نحو کا موضوع: ہر علم کا موضوع ایسی شئی ہوتی ہے جس کے ذاتی احوال اس علم میں بیان کئے جائیں۔ علم نحو کا موضوع ''کلمہ'' اور ''کلام'' ہے۔ اس علم میں انہیں دونوں کے احوال بیان کئے جائیں گے۔

علم نحو کا فائدہ: اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اس کا جاننے والا اگر قواعد کی رعایت کرے تو بولنے اور لکھنے میں غلطی سے محفوظ رہے گا۔

لفظ: جاننا چاہیے کہ انسان کے منہ سے جو بات نکلتی ہے اس کو لفظ کہتے ہیں۔

لفظ کی دو قسمیں ہیں: (۱) موضوع (۲) مہمل۔

موضوع: ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو کچھ معنی رکھتا ہو جیسے: مَاءٌ (پانی) خُبْزٌ (روٹی)

مہمل: ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس کے کوئی معنی نہ ہوں۔ جیسے اردو زبان میں پانی کے ساتھ وانی اور روٹی کے ساتھ ووٹی کہہ دیتے ہیں۔ اور عربی زبان میں لفظ ''دیز'' جو زید کا عکس ہے۔

لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مفرد (۲) مرکب۔

مفرد: ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنی بتائے جیسے قلم، کتاب مفرد کو ''کلمہ'' بھی کہتے ہیں۔

کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) اسم، (۲) فعل، (۳) حرف۔

اسم: ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں کوئی زمانہ پایا جائے جیسے دِرْهَمٌ. عِلْمٌ. ضَارِبٌ.

اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) جامد، (۲) مصدر (۳) مشتق۔

جامد: ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ نہ اس سے کوئی لفظ بنا ہو اور نہ وہ کسی سے بنایا گیا ہو۔ جیسے رَجُلٌ (مرد) فَرَسٌ (گھوڑا) حِمَارٌ (گدھا) جَعْفَرٌ (چھوٹی نہر) سَفَرْجَلٌ (بہی)

مصدر: ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جو خود تو کسی لفظ سے نہ بنا ہو لیکن اس سے دوسرے الفاظ بنائے جاتے ہوں۔ جیسے نَصْرٌ، ضَرْبٌ، عِلْمٌ وغیرہ کہ ان سے ماضی، مضارع، امر نہی، اسم فاعل وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

مشتق: ایسے اسم کو کہتے ہیں جو مصدر سے بنایا جائے جیسے نَاصِرٌ، مَنْصُوْرٌ کہ یہ نَصْرٌ مصدر سے بنائے گئے ہیں۔

(۲) فعل: ایسا کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے سمجھ میں آجائیں اور اس میں تین زمانوں یعنی ماضی، حال، مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جاتا ہو۔ جیسے نَصَرَ (اس نے مدد کی) یَنْصُرُ (وہ مدد کرتا ہے) فَتَحَ (اس نے کھولا) یَفْتَحُ (وہ کھولتا ہے)

(۳) حرف: ایسا کلمہ ہے جس کے معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے نہ سمجھے جائیں۔ جیسے مِنْ (سے) فِیْ (میں) کہ جب تک ان کے ساتھ کوئی اسم نہ ملایا جائے اس وقت تک ان کے معنی سمجھ میں نہ آئیں گے۔ جیسے: زَیْدٌ خَرَجَ مِنَ الدَّارِ وَدَخَلَ فِی الْمَسْجِدِ (زید گھر سے نکلا اور مسجد میں داخل ہوگیا) اس مثال میں اگر مِن کے ساتھ لفظ دار کو اور فی کے ساتھ المسجد کو نہ ملاتے تو ان کے معنی سمجھ میں نہ آتے۔

سوالات

۱۔ علم نحو کی تعریف۔ موضوع، فائدہ بیان کیجئے؟

۲۔ لفظ موضوع اور مہمل کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

۳۔ مفرد کا دوسرا نام کیا ہے؟

۴۔ کلمہ کی کتنی قسمیں ہیں؟ ان سب کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

۵۔ اسم کے اقسام کی تعریف اور ان کی مثالیں بتائیے؟

(۶) امثلۂ ذیل میں اسم، فعل، حرف، جامد، مشتق کی تعیین کیجئے؟

رَجُلٌ، اِمْرَأَۃٌ، ضَرْبٌ، یَطْلُبُ، نَاصِرٌ، خَرَجَ، حَتّٰی، اِلٰی۔

علامات اسم

(۱) الف لام تعریف کا شروع میں ہونا۔ جیسے: اَلحَمْدُ.

(۲) مجرور ہونا خواہ حرف جر کی وجہ سے یا مضاف کی وجہ سے۔ جیسے: بِـزَیْـدٍ میں زید پر جر حرف کی وجہ سے ہے۔ اور غُلَامُ زَیْدٍ میں زید پر جر اس وجہ سے آیا ہے کہ غلام اس کی طرف مضاف ہو رہا ہے۔

(۳) تنوین کا آخر میں آنا جیسے۔ بَکْرٌ، خَالِدٌ

(۴) مسند الیہ ہونا (یعنی اس کی طرف کسی اسم یا فعل کی اسناد کی جائے) جیسے زَیْـدٌ قَـائِمٌ (زید کھڑا ہے) زَیْـدٌ نَصَرَ (زید نے مدد کی) پہلی مثال میں زید کی طرف قائم کی اسناد کی گئی ہے، جو کہ اسم ہے اور دوسری مثال میں نَصَرَ کی اسناد کی گئی ہے جو کہ فعل ہے۔

(۵) مضاف ہونا جیسے. غُلَامُ زَیْدٍ اس میں غلام مضاف ہے اور زید مضاف الیہ ہے.

(۶) مصغر ہونا یعنی فُعَیْلٌ یا فُعَیْعِلٌ یا فُعَیْلِیْلٌ کے وزن پر کلمہ کا ہونا جیسے عُبَیْدٌ، جُعَیْفِرٌ، قُرَیْطِیْسٌ. کہ یہ عَبْدٌ، جَعْفَرٌ، قِرْطَاسٌ کی تصغیر ہیں۔

(۷) منسوب ہونا، اسکی علامت یہ ہے کہ کلمہ کے اخیر میں یاء مشدد نسبت والی ہو. جیسے مَکِّیٌّ، مَدَنِیٌّ، هِنْدِیٌّ۔

(۸) تثنیہ ہونا. جیسے رَجُلَانِ.

(۹) جمع ہونا. جیسے رِجَالٌ۔

(۱۰) موصوف ہونا۔ رَجُلٌ فَاضِلٌ. اس میں زَیْدٌ موصوف ہے اور فَاضِلٌ اسکی صفت ہے۔

(۱۱) تا متحرک کا اخیر میں ہونا. جیسے: صَالِحَةٌ.

(۱۲) منادیٰ ہونا. جیسے: یَازَیْدُ یَارَجُلُ.

فائدہ: ممکن ہے کسی طالب علم کے ذہن میں یوں شبہ ہو کہ تثنیہ اور جمع فعل بھی ہوتا ہے. جیسے ضَرَبَا، یَضْرِبَانِ. نَصَرُوْا، یَنْصُرُوْنَ تو پھر یہ دونوں اسم کی علامت کیسے ہوں گی. علامت تو ایسی شئی ہوتی ہے جو کسی اور میں نہ پائی جائے. اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ فعل کے

صیغہ جو تثنیہ اور جمع کہلاتے ہیں، وہ فاعل کے اعتبار سے ہیں اور فاعل اسم ہوتا ہے جیسے مثال مذکور میں۔ مارنے والے دو ہیں۔ اس لئے ضربا کہا۔ اسی طرح مدد کرنے والے بہت سے ہیں۔ اس لئے نصرُوْا کہا۔

علامات فعل

(۱) لفظ قَدْ کا شروع میں ہونا۔ جیسے قَدْقَامَتِ الصَّلوٰۃ۔

(۲) س یا سَوْفَ کا شروع میں ہونا۔ جیسے: سَیَعْلَمُوْنَ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

(۳) حرف جزم کا شروع میں ہونا۔ جیسے لَمْ تَسْمَعْ (تو نے نہیں سنا) لَمَّا یَضْرِبْ (ابھی تک نہیں مارا)۔

(۴) ضمیر مرفوع متصل کا آخر میں ہونا۔ جیسے ضَرَبْتَ (واحد مذکر حاضر) سَمِعْتِ (واحد مونث حاضر) نَصَرْتُ (واحد متکلم)۔

(۵) تاء ساکنہ کا اخیر میں ہونا جیسے عَلِمَتْ (واحد مونث غائب)

(۶) امر کا صیغہ ہونا۔ جیسے اُکْتُبْ۔ اُنْصُرِی۔ اِضْرِبْنَ۔ اِسْمَعُوْا۔ اِسْمَعَانِّ۔

(۷) نہی کا صیغہ ہونا۔ جیسے لَاتَکْتُبْ، لَاتَنْصُرِیْ، لَاتَضْرِبْنَ، لَاتَسْمَعُوْا، لَاتَسْمَعَانِّ۔

علاماتِ حرف

آپ نے اسم وفعل کی علامات پڑھ لی ہیں۔ ان دونوں کی علامات میں سے کوئی بھی علامت جس کلمہ میں نہ پائی جائے وہ حرف ہے حاصل یہ ہوا کہ اسم وفعل کی علامتوں کا نہ پایا جانا حرف ہونیکی علامت ہے۔

حرف کا فائدہ: یہ ہے کہ اسکی وجہ سے دو کلموں میں ربط حاصل ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں

(۱) دو اسموں میں ربط ہو۔ جیسے زَیْدٌفِی الدَّارِ۔

(۲) دو فعلوں میں ربط ہو۔ جیسے اُرِیْدُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْآنَ۔

(۳) ایک اسم اور ایک فعل میں ربط ہو۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ۔

سوالات

(۱) اسم فعل حرف کی علامات تفصیل سے بیان کیجئے اور ان علامات کی مثالیں بھی بتایئے؟

(۲) ذیل کے کلمات میں اسم فعل حرف کی تعیین کیجئے اور بتایئے کہ ان میں کون سی علامت پائی جاتی ہے۔

اَلْكِتَابُ، رَيْبٌ ، بِالْغَيْبِ ، اَنْفُسُهُمْ، حُدُوْدُاللّٰهِ ، اللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ، بُنَيَّ، قَدْسَمِعَ ، سَيَعْلَمُ، سَوْفَ يُحَاسَبُ، لَوْيَعْلَمُ، اِنْفَجَرَتْ، اَنْعَمْتَ، لَبِثْتُ، خِفْتِ، اَنْبَتْنَ ،تَبَّتْ ،اُنْصُرْ، اِشْرَبِي، لَاتَحْزَنُوْا، لَاتَمُوْتُنَّ.

(۳) اسم و فعل کی علامات میں سے ہر ایک علامت کی کم از کم تین تین مثالیں بیان کیجئے ،جن میں سے ایک مثال قرآن پاک کی ضرور ہو؟

(۴) کلام عرب میں حرف کا کیا فائدہ ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں، ہر ایک کی دو دو مثالیں بیان کیجئے؟

مرکب کا بیان

مرکب ایسے لفظ کو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے ملا کر بنا ہو مرکب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرکب مفید۔ (۲) مرکب غیر مفید۔

مرکب مفید: ایسے مرکب کو کہتے ہیں کہ جب اس کا بولنے والا اس کو بول کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کسی بات کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو. اول کی مثال جیسے اَللّٰهُ وَاحِدٌ (اللہ ایک ہے) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں) پہلی مثال میں اللہ کا ایک ہونا اور دوسری مثال میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کا رسول ہونا معلوم ہوا. خَلَقَ اللّٰهُ (اللہ نے پیدا کیا) اس مثال میں اللہ کا خالق ہونا معلوم ہوا. ثانی کی مثال جیسے اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ. (نماز قائم کرد) اسمیں اَقِيْمُوْا. امر جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اسکے ذریعہ نماز قائم کرنے کو طلب کیا گیا ہے۔

مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں جملہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جملہ خبریہ (۲) جملہ انشائیہ۔

جملہ خبریہ: ایسے جملہ کو کہتے ہیں جسکے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ (زید نے مارا) زَیْدٌ ضَارِبٌ، (زید مارنے والا ہے)۔

(۱) جملہ اسمیہ خبریہ. (۲) جملہ فعلیہ خبریہ.

جملہ اسمیہ خبریہ: ایسے جملہ کو کہتے ہیں جس کا پہلا کلمہ اسم ہو اور دوسرا کلمہ خواہ اسم ہو یا فعل ہو اول کی مثال جیسے زَیْدٌ نَاصِرٌ (زید مدد کرنے والا ہے) دوسرے کی مثال جیسے زَیْدٌ نَصَرَ (زید نے مدد کی)

جملہ فعلیہ خبریہ: ایسے جملہ کو کہتے ہیں جس کا پہلا کلمہ فعل ہو اور دوسرا کلمہ اسم ہو جیسے خَلَقَ اللّٰہُ (اللہ نے پیدا کیا) جملہ اسمیہ میں پہلے کلمہ کو مسند الیہ اور مبتدا کہتے ہیں. اور دوسرے کلمہ کو مسند اور خبر کہتے ہیں. جملہ اسمیہ کی پہلی مثال میں نَاصِرٌ اسم کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے اور دوسری مثال میں نَصَرَ فعل کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے۔

جملہ فعلیہ میں پہلے کلمہ کو مسند اور فعل کہتے ہیں. اور دوسرے کلمہ کو مسند الیہ اور فاعل کہتے ہیں۔

جملہ اسمیہ کی ترکیب: زَیْدٌ عَالِمٌ. زَیْدٌ مبتدا عَالِمٌ خبر ہے. مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا. زَیْدٌ عَلِمَ. زَیْدٌ مبتدا عَلِمَ فعل ضمیر اس میں ھُوَ کی فاعل. فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ فعلیہ کی ترکیب: خَلَقَ اللّٰہُ. خَلَقَ فعل لفظ اللہ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا. ضَرَبَ فعل زَیْدٌ فاعل عمروًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دَخَلَ زَیْدٌ فِی الدَّارِ دَخَلَ فعل زَیْدٌ فاعل فِی حرف جار الدَّارِ مجرور جار مجرور سے مل کر دَخَلَ فعل کے متعلق ہوا۔ دَخَلَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: مسند الیہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کی طرف کسی اسم یا فعل کی نسبت کی جائے۔

مسند: ایسے اسم یا فعل کو کہتے ہیں جس کی اسناد کسی اسم کی طرف کی جائے۔ جیسے زَیْدٌ نَاصِرٌ اور زَیْدٌ نَصَرَ پہلی مثال میں زید کی طرف نَاصِرٌ اسم کی اسناد کی گئی ہے اور دوسری مثال میں زید کی

طرف نصر فعل کی اسناد کی گئی ہے۔ اس لیے زید مسند الیہ ہے اور ناصراور نصر مسند ہیں۔
فائدہ: اسم مسند الیہ اور مسند دونوں ہوتا ہے۔ فعل صرف مسند ہوتا ہے، مسند الیہ نہیں ہوتا۔ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ۔ زَیْدٌ عَالِمٌ میں زید مسند الیہ ہے اور عالم مسند ہے اور دونوں اسم ہیں۔ عَلِمَ زَیْدٌ میں عَلِمَ فعل ہے جو مسند ہے اور زَیْدٌ اسم ہے جو مسند الیہ اور فاعل ہے۔

سوالات

(۱) مرکب مفید کی تعریف اور اس کا دوسرا نام بتایئے؟
(۲) جملہ خبریہ کی تعریف اور اس کے اقسام بیان کیجئے؟
(۳) جملہ اسمیہ خبریہ اور جملہ فعلیہ خبریہ کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟
(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب کے بعد ان کا ممثل لہ بتایئے۔
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ. هُمْ یُوْقِنُوْنَ. هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.
(۵) مسند اور مسند الیہ کی تعریف کے بعد مثال سے ان کی توضیح کیجئے اور بتایئے کہ کلمہ کے اقسام ثلاثہ (اسم فعل، حرف) میں سے کون مسند اور مسند الیہ دونوں ہوتا ہے اور کون صرف مسند ہوتا ہے حرف مسند اور مسند الیہ کیوں نہیں ہوتا؟

جملہ انشائیہ

جملہ انشائیہ: جملہ انشائیہ ایسے جملہ کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں کیوں کہ سچ اور جھوٹ کا تعلق خبر سے ہوتا ہے۔ انشاء میں خبر نہیں ہوتی۔
جملہ انشائیہ کی دس قسمیں ہیں:
امر: فاعل سے کسی کام کو طلب کرنا۔ جیسے اِضْرِبْ (تو مار)
ترکیب: اِضْرِبْ فعل أَنْتَ ضمیر اس میں فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔
(۲) نہی: فاعل سے کسی کام کے ترک کو طلب کرنا جیسے لَا تَضْرِبْ (تو مت مار) ترکیب مثل امر ہے۔
(۳) استفہام: کسی سے کوئی بات دریافت کرنا جیسے هَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ (کیا زید نے مارا ہے)
ترکیب: هَلْ حرف استفہام ضَرَبَ فعل زَیْدٌ فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۴) تمنی: کسی چیز کے حاصل ہونے کی آرزو کرنا۔ جیسے لَیْتَ زَیْدًا حَاضِرٌ (کاش کہ زید حاضر ہوتا)

ترکیب لَیْتَ حرف مشبہ بالفعل زَیْدًا اس کا اسم حَاضِرٌ اس کی خبر لَیْتَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۵) ترجی: کسی چیز کے حاصل ہونے کی امید کرنا۔ جیسے لَعَلَّ عَمْرًوا غَائِبٌ (امید ہے کہ عمرو غائب ہوگا)

ترکیب لَعَلَّ حرف مشبہ بالفعل عَمْرًوا اس کا اسم غَائِبٌ خبر لَعَلَّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔ تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ تمنی ممکن وغیر ممکن دونوں کی ہوسکتی ہے اور ترجی صرف ممکن کی ہوسکتی ہے۔ مثلاً لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُودُ (امید ہے کہ جوانی لوٹ آئے گی) نہیں کہہ سکتے۔

(۶) عقود یعنی معاملات جیسے بِعْتُ وَ اِشْتَرَيْتُ (میں نے بیچا اور میں نے خریدا) بیچنے اور خریدنے کے وقت اگر یہ الفاظ کہے جائیں گے تو انشاء کے معنی میں ہوں گے کیونکہ اس وقت معاملہ کرنا مقصود ہے اس معاملہ کی خبر دینا مقصود نہیں اور اگر خریدنے اور بیچنے کے بعد یہ الفاظ بولے جائیں تو اس وقت خبر کے معنی میں ہوں گے کیونکہ اس وقت اپنے فروخت کرنے اور خریدنے کی خبر دینا مقصود ہے۔

ترکیب بِعْتُ فعل۔ ضمیر اَنَا اس میں فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ صورۃ اور معنی انشائیہ ہوا ایسی ترکیب اِشْتَرَيْتُ میں کیجئے

(۷) ندا: کسی کو پکارنا اور اپنی طرف متوجہ کرنا جیسے یَا اَللّٰهُ (اے اللہ) یَا زَیْدُ (اے زید)

ترکیب: یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُوْ فعل کے اَدْعُوْ فعل ضمیر اَنَا اس میں فاعل لفظ اَللّٰه مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ صورۃً اور معنیً انشائیہ ہوا۔

(۸) عرض: مخاطب کو بہت نرمی کے ساتھ کسی چیز کے حاصل کرنے کی توجہ دلانا۔ ہمارے محاورے میں اس کو درخواست پیش کرنا کہتے ہیں۔ جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبُ خَيْرًا (ہمارے پاس آپ کیوں تشریف نہیں لاتے جس سے آپ کو کچھ بھلائی حاصل ہو)

ترکیب اَلَا حرف تحضیض وعرض تَنْزِلُ فعل ضمیر اَنْتَ فاعل با حرف جار نا ضمیر متکلم مجرور جار مجرور سے ملکر متعلق ہوا، تَنْزِلُ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر

عرض ہوا۔ فا جواب عرض اس کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے۔ تُصِیبَ فعل اس میں اَنْتَ ضمیر فاعل خَیْرًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جواب عرض۔ اب عرض اپنے جواب عرض سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ (۹) قسم۔ خبر کو پختہ کرنا۔ جیسے۔ واللّٰہ لَاَنْصُرَنَّ زَیْدًا (خدا کی قسم میں زید کی ضرور مدد کروں گا)

ترکیب :واؤ قسمیہ حرف جار لفظ اللّٰہ مجرور۔ جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا اُقْسِمُ فعل محذوف کے اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل ملکر قسم لَاَنْصُرَنَّ فعل واحد متکلم اس میں انا ضمیر فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جواب قسم۔ قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۱۰) **تَعَجُّبْ** :کسی ایسی چیز کو معلوم کرنا جس کا سبب پوشیدہ ہو اس کے دو صیغے ہیں۔ مَا اَفْعَلَ اور اَفْعِلْ بِہٖ۔ جیسے مَا اَحْسَنَہٗ و اَحْسِنْ بِہٖ دونوں کے معنی ہیں وہ کس قدر حسین ہے۔

ترکیب:مَا استفہامیہ شَیْءٌ عَظِیْمٌ کے معنی میں ہوکر مبتدا اَحْسَنَ فعل۔ اس میں ضمیر ھُوَ فاعل ھاء ضمیر منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر ما مبتدا کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

ترکیب :صیغہ ثانی اَحْسِنْ صیغہ امر معنی میں اَحْسَنَ فعل ماضی کے باء زائدہ ھاء ضمیر معنی کے لحاظ سے اَحْسَنَ کے لئے فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ان دونوں صیغوں کی ترکیب میں اور بھی احتمال ہیں جن کو آپ بڑی کتابوں میں پڑھیں گے یا اپنے استاد سے معلوم کیجئے۔

فائدہ :(۱) ہر جملہ میں مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے خواہ جملہ خبریہ ہو یا جملہ انشائیہ۔ اس میں کم سے کم دو کلمے ضرور ہوں گے تاکہ ایک مسند الیہ ہو سکے اور دوسرا مسند۔ البتہ کبھی دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوتے ہیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ. نَصَرَ بَکْرٌ. اور کبھی ایک کلمہ لفظوں میں ہوتا ہے اور دوسرا کلمہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ اُنْصُرْ اس میں مسند یعنی اُنْصُرْ امر واحد مذکر حاضر موجود ہے۔ اور مسند الیہ یعنی اس کا فاعل یعنی اَنْتَ ضمیر ہے جو پوشیدہ ہے۔

فائدہ :کبھی جملہ میں دو کلموں سے زیادہ کلمات ہوتے ہیں جن کی تعداد متعین نہیں ہے۔ ان میں مسند اور مسند الیہ کے علاوہ باقی کلمات متعلقات کہلائیں گے۔

(سوالات)

(۱) جملہ انشائیہ کی تعریف کے بعد اس کے اقسام مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) جملہ انشائیہ کی جتنی بھی آپ نے اقسام پڑھی ہیں ان سب کی مثالیں اپنی طرف سے بیان کیجئے اور ہر ایک کی ترکیب کیجئے؟

(۳) امثلہ ذیل میں جملوں کی تعیین کیجئے کہ کون سا جملہ ہے اور ہر ایک کی ترکیب کیجئے؟

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ. لَا يَعْلَمُوْنَ نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ. هُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ. اَللّٰہُ قَدِيْرٌ. اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ. لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا. يَا آدَمُ. لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ. لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ. بِعْتُ الْفَرَسَ اِشْتَرَيْتُ الْجَمَلَ. اَلَا تَأْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا وَاللّٰهِ لَاَشْرِبَنَّ اللَّبَنَ. مَا اَكْرَمَ زَيْدًا. اَكْرِمْ بِزَيْدٍ. هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُؤْمِنٍ.

(۴) جملہ میں کم از کم کتنے کلمات کا ہونا ضروری ہے اور کیوں؟

(۵) اِضْرِبْ اگر جملہ ہے تو اس میں دوسرا کلمہ کیا ہے؟

مرکب غیر مفید کا بیان

مرکب غیر مفید ایسے مرکب کو کہتے ہیں کہ جب کہنے والا اپنی بات کہہ کر فارغ ہو تو سننے والے کو نہ کسی قسم کی خبر معلوم ہو اور نہ کسی چیز کی طلب پیدا ہو۔ مرکب غیر مفید کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرکب تقییدی (۲) مرکب غیر تقییدی

مرکب تقییدی: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں دوسرا جز پہلے جز کے لیے قید ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب اضافی (۲) مرکب توصیفی

مرکب اضافی: مرکب اضافی ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں پہلا جز مضاف ہو اور دوسرا جز مضاف الیہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔ اس میں غُلَامُ مضاف ہے اور زَیْدٍ مضاف الیہ ہے غُلَام عام تھا۔ زید کی وجہ سے اس میں تخصیص اور تقیید پیدا ہو گئی۔

مرکب توصیفی: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں پہلا جزء موصوف اور دوسرا جز صفت ہو۔ جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ اس میں رَجُلٌ موصوف اور عَالِمٌ صفت ہے۔ رَجُلٌ عام تھا۔

عالمٌ کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہوگئی۔

مرکب غیر تقییدی: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں دوسرا جز پہلے جز کے لیے قید نہ ہو۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) مرکب بنائی (۲) مرکب صوتی (۳) مرکب منع صرف۔

مرکب بنائی: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں کہ جس میں پہلے اسم کو دوسرے اسم کے ساتھ ربط دینے والے حرف یعنی واؤ کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ملا کر ایک کر لیا جائے۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ، اِثْنَا عَشَرَ، ثَلٰثَةَ عَشَرَ، اَرْبَعَةَ عَشَرَ، خَمْسَةَ عَشَرَ، سِتَّةَ عَشَرَ، سَبْعَةَ عَشَرَ، ثَمَانِيَةَ عَشَرَ، تِسْعَةَ عَشَرَ۔ احد عشر اصل میں اَحَدٌ وَّ عَشَرٌ تھا دونوں کے درمیان سے واؤ کو حذف کر دیا ہے اور دونوں اسموں کو فتحہ پر مبنی کر لیا۔ تِسْعَةَ عَشَرَ تک یہی صورت ہے۔ مرکب بنائی کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ صرف اثنا عشر کا پہلا جز یعنی اِثْنَا معرب ہے۔ اس میں رفع کی حالت میں الف رہے گا اور نصب وجر میں الف، یاء سے بدلا جائے گا اور بجائے اِثْنَا عَشَرَ کے اِثْنَیْ عَشَرَ ہو جائے گا۔

مرکب صوتی: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں دوسرا جز صوت (آواز) ہو۔ جیسے سیبویہ یہ سیب اور ویہ سے مرکب ہے اس میں دوسرا جز وَیْهِ ہے۔ مرکب صوتی کا پہلا جز فتحہ پر مبنی ہوتا ہے اور دوسرا جز کسرہ پر مبنی ہوتا ہے۔ سیبویہ امام النحو عمرو بن عثمان شیزاری کا لقب ہے۔

مرکب منع صرف: ایسے مرکب غیر مفید کو کہتے ہیں جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اور دونوں کے درمیان ربط دینے والا حرف یعنی واؤ نہ ہو جیسے بَعْلَبَكَّ، بَعْل ایک بت کا نام ہے جس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پوجا کرتی تھی اور بَكّ اس شہر کے بنانے والے کا نام ہے۔ دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا۔ اور ان دونوں اسموں کے درمیان واؤ نہیں ہے۔ مرکب منع صرف میں اکثر نحوی پہلے جز کو فتحہ پر مبنی کرتے ہیں اور دوسرے جز کو معرب غیر منصرف پڑھتے ہیں یعنی رفع کی حالت میں پیش اور نصب وجر کی حالت میں زیر پڑھتے ہیں۔ اور بعض نحوی اس میں ترکیب اضافی مانتے ہیں۔ پہلے جز کو مضاف کہتے ہیں جو معرب منصرف ہوگا۔ اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں اس کے

بعد بعض نحوی تو منصرف پڑھتے ہیں اور بعض غیر منصرف پڑھتے ہیں۔

فائدہ: مرکب غیر مفید کبھی پورا جملہ نہیں ہوتا، جملہ کا ایک جز ہوتا ہے خواہ مسند الیہ ہو یا مسند، اس کے ساتھ جب کوئی اسم یا فعل ملایا جائے گا اس وقت پورا جملہ بنے گا۔ مندرجہ ذیل عبارتوں میں اس کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) **غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ** (زید کا غلام کھڑا ہے) غُلَامُ مضاف زید مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ قَائِمٌ خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں مرکب اضافی غلام زید جملہ کا ایک جز یعنی مسند الیہ (مبتدا) واقع ہے۔

(۲) **جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ** (ایک عالم آدمی آیا) جَاءَ فعل رجلٌ موصوف عالمٌ صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر جاء کا فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس میں مرکب توصیفی رجلٌ عالمٌ جملہ کا ایک جز مسند الیہ (فاعل) واقع ہوا۔

(۳) **قَامَ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا** (گیارہ آدمی کھڑے ہوئے) قام فعل احد عشر ممیز رَجُلًا تمیز ممیز اپنی تمیز سے مل کر فاعل ہوا قَامَ کا۔ قَامَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اس میں مرکب بنائی احد عشر جملہ کا ایک جز مسند الیہ (فاعل) واقع ہوا۔

(۴) **سِیْبَوَیْہِ رَجُلٌ نحوِیٌّ** (سیبویہ نحوی آدمی ہے) سیبویہ۔ مبتدا رَجُلٌ موصوف نَحْوِیٌّ صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اس میں مرکب منع صرف بعلبك کا ایک جز مسند الیہ (مبتدا) واقع ہے۔

سوالات

(۱) مرکب غیر مفید کی تعریف کے بعد بتائیے کہ مرکب تقییدی اور غیر تقییدی کس مرکب کی قسمیں ہیں اور ان دونوں کی کیا تعریف ہے؟

(۲) مرکب تقییدی کی کتنی قسمیں ہیں ان کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) مرکب غیر تقییدی کے اقسام ثلثہ کی تعریف اور ان کا حکم مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) مرکب منع صرف کے دوسرے جز کا کیا حکم ہے؟

(۵) مرکب غیر مفید جملہ ہوتا ہے یا نہیں؟

(۹) امثلہ ذیل میں بتایئے کہ ان میں مرکب غیر مفید کی کونسی قسم پائی جاتی ہے اور وہ ترکیب میں کیا واقع ہے۔اس کے بعد پورے جملہ کی ترکیب کیجئے؟

(۱) غُلَامُ عَمْرٍو صَالِحٌ (۲) قَرَءَ رَجُلٌ عَالِمٌ (۳) عِنْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا (٤) رَاهُوَيْهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (٥) حَضَرَ مَوْتُ بَلْدَةٌ كَبِيْرَةٌ

معرب اور مبنی کا بیان

آخری حرف کی حرکت بدلنے اور نہ بدلنے کے اعتبار سے کلمہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) معرب (۲) مبنی۔

معرب: ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو ماضی، امر حاضر معروف اور حرف کے مشابہ نہ ہو اور اس کے آخر میں تبدیلی ہوتی رہتی ہو۔ معرب کو اسم متمکن بھی کہتے ہیں۔ معرب میں جس چیز کی وجہ سے یہ تبدیلی ہوتی ہے اس کو ''عامل'' کہتے ہیں اور جس حرف یا حرکت کے ساتھ تبدیلی ہوتی ہے اس کو ''اعراب'' کہتے ہیں۔ اور جس حرف پر یہ تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کو محل اعراب کہتے ہیں۔ جیسے جَاءَ زَيْدٌ. رَأَيْتُ زَيْدًا. مَرَرْتُ بِزَيْدٍ. اس میں زید معرب ہے۔ کیوں کہ اس کے آخر میں تبدیلی ہوئی ہے۔ کبھی رفع ہے، کبھی نصب ہے، کبھی جر ہے اور جَـــاءَ، رَأَيْتُ، باء حرف جار یہ تینوں عامل ہیں کیوں کہ ان تینوں کی وجہ سے زید کے آخر میں تبدیلی ہوئی ہے۔ جَاءَ کی وجہ سے زید پر پیش آیا ہے۔ رَأَيْتُ کی وجہ سے زید پر زبر آیا ہے اور باء حرف جار کی وجہ سے زیر آیا ہے۔ اور زید پر پیش، زبر، زیر جو آیا ہے یہ اعراب ہے اور زید کا آخری حرف دال یہ محل اعراب ہے۔ اعراب کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفظی۔ (۲) تقدیری۔

اعراب لفظی: ایسے اعراب کو کہتے ہیں جس کا زبان سے تلفظ کیا جائے جیسے: جَاءَ زَيْدٌ. میں رفع یعنی پیش۔

اعراب تقدیری: ایسے اعراب کو کہتے ہیں جو پوشیدہ ہو اور اس کا زبان سے تلفظ نہ کیا گیا ہو۔ جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ میں ضمہ (پیش) پوشیدہ ہے۔ بعض نحویوں نے اعراب کی ایک قسم اور بیان کی ہے اور اس کو اعراب محلی کہتے ہیں۔

اعراب محلی: یہ اسم مبنی پر آتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسم مبنی ایسی جگہ واقع ہے کہ اگر اس جگہ کوئی اسم معرب ہوتا تو اس پر اعراب آتا جیسے جاء ھٰؤلاء اس میں ھٰؤلاء، جاء کا فاعل ہے اور فاعل پر رفع آتا ہے لیکن اس پر رفع نہ لفظوں میں ہے اور نہ پوشیدہ ہے۔ بلکہ اس پر محل (جگہ) کے اعتبار سے رفع ہے۔ یعنی اگر بجائے ھٰؤلاء کے کوئی اسم معرب اس جگہ ہوتا مثلاً لفظ زید ہوتا تو اس پر رفع ہوتا۔

مبنی: ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو ہمیشہ ایک حالت پر رہے عامل کی تبدیلی سے اس کے آخر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جیسے جَاءَ ھٰذَا، رَأَیْتُ ھٰذَا، مَرَرْتُ بِھٰذَا کہ ان مثالوں میں عامل یعنی جاءَ، رَأَیْتُ، بَاء جارہ کی وجہ سے ھٰذا میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ ایک شاعر نے معرب اور مبنی کی تعریف میں یہ شعر کہا ہے:۔

مبنی آں باشد کہ مانند برقرار ☆ معرب آں باشد کہ گردد بار بار

ترجمہ: مبنی ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو ایک ہی حالت پر باقی رہے۔ اور معرب ایسا کلمہ ہے جو بدلتا رہے۔

سوالات

(۱) معرب اور مبنی کی تعریف کیجئے؟

(۲) عامل، اعراب اور محل اعراب کا کیا مطلب ہے؟

(۳) امثلہ ذیل میں عامل اعراب اور محل اعراب و معرب کی تعیین کیجئے؟

أَكَلَ زَيْدٌ، ضَرَبْتُ زَيْدًا. ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ.

(۴) اعراب لفظی تقدیری و محلی کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۵) ذیل کی مثالوں کی ترکیب کیجئے اور اعراب کے اقسام ثلثہ کی تعیین کیجئے؟

ذَهَبَ عَمْرٌو. جَاءَ مُوْسٰى، مَرَرْتُ بِعِيْسٰى. نَصَرْتُ بَكْرًا. قَتَلْتُمْ نَفْسًا. قال موسىٰ لفتاه. قَامَ هٰذَا. وَجَد عَبْدًا.

(۶) اسم متمکن کی تعریف کیجئے اور اس کا حکم بتایئے نیز اپنے استاذ سے دریافت کر کے اس کی وجہ تسمیہ بھی یاد کیجئے؟

اقسام اسم متمکن باعتبار اعراب

(۱) مفرد منصرف صحیح جیسے زَیْدٌ (۲) مفرد منصرف قائم مقام صحیح جیسے دَلْوٌ. ظَبْیٌ. (۳) جمع مکسر منصرف جیسے رِجَــــالٌ. ان تینوں قسموں کا اعراب حرکت کے ساتھ ہوگا، اور تینوں حالتوں میں سب کا اعراب علیحدہ علیحدہ ہے۔ یعنی حالت رفعی ضمہ کے ساتھ حالتِ نصبی فتحہ کے ساتھ۔ حالت جری کسرہ کے ساتھ جیسے: جَـاءَ زَیْـدٌ. رَأَیْـتُ زَیْدًا. مَـرَرْتُ بِـزَیْـدٍ. هٰـذَا دَلْـوٌ. رَأَیْـتُ دَلْوًا. مَرَرْتُ بِدَلْوٍ. هٰذَا ظَبْیٌ. رَأَیْتُ ظَبْیًا. مَرَرْتُ بِظَبْیٍ. هٰؤُلَآءِ رِجَالٌ. رَأَیْتُ رِجَالًا. مَرَرْتُ بِرِجَالٍ.

مفرد منصرف صحیح کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسم تثنیہ نہ ہو، جمع نہ ہو اور غیر منصرف نہ ہو اور اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔ ان سب کی تعریف اور اعراب کا بیان آئندہ آئے گا۔

صحیح نحویوں کی اصطلاح میں ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے آخری میں حرف علت نہ ہو، خواہ شروع اور درمیان میں ہو جیسے: وَعْـدٌ. زَیْـدٌ. اور قائم مقام صحیح کا مطلب یہ ہے کہ آخر میں حرف علت واؤ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو۔ جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ. نَفْیٌ.

جمع مکسر ایسی جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن ٹوٹ جائے، سالم نہ رہے جیسے: رِجَالٌ. رَجُلٌ. کی جمع ہے۔ اَفْلَاكٌ. فَلَكٌ. کی جمع ہے اَنْجُمْ نَجْمٌ کی جمع ہے۔

(۴) جمع مؤنث سالم: ایسی جمع کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف اور تاء ہو۔ اس کا اعراب بھی حرکت کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اس کی حالتِ نصبی حالت جری کے تابع ہے۔ نصب اور جر دونوں حالتوں میں جر ہی آئے گا۔ جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ. رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ. مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ.

(۵) غیر منصرف ایسے اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں منع صرف کے اسباب میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام ہو پایا جائے۔ اس کا اعراب حالتِ رفعی میں ضمہ کے ساتھ اور حالت نصبی و جری میں فتحہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے جَاءَ عُمَرُ. رَأَیْتُ عمرَ. مَرَرْتُ بِعُمَرَ اس کا اعراب بھی حرکت کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اس میں حالت جری حالت

نصبی کے تابع ہے۔ نصب اور جر دونوں حالتوں میں فتحہ آئے گا اور تنوین کسی حالت میں نہ آئے گی جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

(۶) اسماء ستہ مکبرہ جب یاء متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں اور وہ چھ اسم یہ ہیں۔ اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُوْمَالٍ. ان سب کا اعراب حروف کے ساتھ ہے رفع کی حالت واؤ کے ساتھ۔ نصب کی حالت میں الف کے ساتھ۔ جر کی حالت میں یاء کے ساتھ۔ جیسے جَاءَ اَبُوْكَ. رَأَيْتُ اَبَاكَ. مَرَرْتُ بِاَبِيْكَ. اسی طرح باقی اسموں پر اعراب جاری کیجئے۔ یہ اعراب ان اسموں پر اس وقت آئے گا جب کہ یہ پانچ شرطیں پائی جائیں۔

(۱) یہ اسماء واحد ہوں، تثنیہ وجمع نہ ہوں، ورنہ تثنیہ وجمع حسب اعراب ہوگا۔

(۲) مکبر ہوں، اگر تصغیر کی حالت میں ہوں گے تو ان کا اعراب مفرد منصرف صحیح جیسا ہوگا۔

(۳) مضاف ہوں اگر مضاف نہ ہوں گے تو پھر مفرد منصرف جیسا اعراب ہوگا۔

(۴) یاء متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اگر یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں گے تو پھر ان کا اعراب حرکت کے ساتھ ہوگا۔ البتہ تینوں حالتوں (رفع، نصب، جر) میں حرکت تقدیری (پوشیدہ) ہوگی۔ لفظوں میں نہ ہوگی۔ جیسے: جَاءَ اَبِیْ. رَأَيْتُ اَبِیْ. مَرَرْتُ بِاَبِیْ. اوّل مثال میں رفع دوسری میں نصب تیسری میں جر پوشیدہ ہے۔

(۷) تثنیہ: یہ ایسا اسم ہے جو دو پر دلالت کرے۔ اس کے آخر میں الف اور نون مکسور ہو۔ یا یاء اور نون مکسور ہو۔ جیسے رَجُلَانِ، رَجُلَيْنِ

(۸) کِلَا اور کِلْتَا جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔

(۹) اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ.

ان تینوں قسموں کا اعراب ایک ہی طرح ہوگا۔ یعنی حالت رفع میں الف کے ساتھ اور حالت نصب و جر میں یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ جیسے: جَاءَ رَجُلَانِ، رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ. مَرَرْتُ بِرَجُلَيْنِ. جَاءَ اِثْنَانِ، رَأَيْتُ اِثْنَيْنِ، مَرَرْتُ بِاِثْنَيْنِ. اسی طرح اِثْنَتَانِ. کا اعراب ہوگا۔ جَاءَ كِلَاهُمَا رَأَيْتُ كِلَيْهِمَا. مررت بكليهما. اسی طرح کِلْتَا کا بھی اعراب ہوگا۔ کِلَا، کِلْتَا اگر بجائے ضمیر کے اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو پھر ان کا اعراب تینوں حالتوں

میں تقدیری ہوگا۔ جیسے جَاءَ کِلَا الرَّجُلَیْنِ رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ. مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ اسی طرح کِلْتَا الْمَرْأَتَیْنِ پر بھی اعراب تقدیری ہوگا۔

فائدہ کلا، کلتا تثنیہ نہیں ہیں۔ البتہ تثنیہ کے حکم میں ہیں۔ یہی حال اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ کا ہے۔

(۱۰) جمع مذکر سالم: یہ ایسی جمع ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور آخر میں نون مفتوح ہو جیسے: مُسْلِمُوْنَ. مُسْلِمِیْنَ.

(۱۱) اُوْلُوْ۔

(۱۲) عِشْرُوْنَ سے لے کر تِسْعُوْنَ تک کی کل دہائیاں یعنی ثَلٰثُوْنَ اَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْنَ، سِتُّوْنَ، سَبْعُوْنَ، ثَمَانُوْنَ، تِسْعُوْنَ.

ان تینوں قسموں کا اعراب ایک ہی طرح ہوگا۔ یعنی حالت رفع میں واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ، حالت نصب اور جر میں یا ماقبل مکسور کے ساتھ۔ جیسے: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ. رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ. مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ. جَاءَ عِشْرُوْنَ. رَأَیْتُ عِشْرِیْنَ. مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ.

فائدہ: اُوْلُوْا. ذُوْ کی جمع ہے۔ یہ بھی ذُوْ کی طرح ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ ایسی جمع کو جمع من غیر لفظہ کہتے ہیں۔ عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ جمع نہیں ہیں، جمع کے حکم پر ہیں۔

(۱۳) اسم مقصور: یہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جیسے مُوْسٰی، عِیْسٰی، حبلٰی وغیرہ۔

(۱۴) جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی ایسا اسم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے: غُلَامِیْ، کِتَابِیْ وغیرہ۔ ان دونوں کا اعراب تقدیری ہوگا۔ یعنی حالت رفعی میں ضمہ تقدیری حالت نصبی میں فتحہ تقدیری، حالت جری میں کسرہ تقدیری ہوگا۔ جیسے: جَاءَ مُوْسٰی. رَأَیْتُ مُوْسٰی. مَرَرْتُ بِمُوْسٰی. جَاءَ غُلَامِیْ. رَأَیْتُ غُلَامِیْ. مَرَرْتُ بِغُلَامِیْ.

(۱۵) اسم منقوص: یہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے: قَاضِیْ دَاعِیْ اس کا اعراب دو حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے اور ایک حالت میں لفظی ہوتا ہے۔ یعنی رفع کی حالت میں ضمہ تقدیری اور جر کی حالت میں کسرہ تقدیری اور نصب کی حالت میں لفظوں

میں فتحہ آئے گا۔ جیسے: جَاءَ الْقَاضِيْ. رَأَيْتُ الْقَاضِيَ. مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ. اور اگر الف ولام نہ آئے تو اس طرح کیا جائے گا جَاءَ قَاضٍ رَأَيْتُ قَاضِيًا. مَرَرْتُ بِقَاضٍ.

(۱۶) جمع مذکر سالم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِيَّ. اس میں صرف رفع کی حالت میں اعراب تقدیری ہوگا۔ اور نصب وجر کی حالت میں اعراب لفظی ہوگا۔ یعنی رفع کی حالت میں واؤ پوشیدہ ہوگا اور حالت نصب وجر میں یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا جو یاء متکلم میں مدغم ہو جائے گی۔ جیسے: جَاءَ مُسْلِمِيَّ، رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ. مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ. حالت رفع میں مُسْلِمُوْنَ يْ تھا نونِ جمع اضافت کی وجہ سے گر گیا اس لیے مُسْلِمُوْيَ ہوا۔ اب واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے اور اس واؤ کو یاء کر کے یا کو یاء میں ادغام کر دیا مُسْلِمِيَّ ہوا۔ چوں کہ لفظوں میں باقی نہیں رہا اس لیے اعراب اس حالت کا تقدیری ہوگا اور یاء سے پہلے جو ضمہ ہے اس کو یاء کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ سے بدل دیا مُسْلِمِيَّ ہوا۔ حالت نصب اور جر میں اس کی اصل مُسْلِمِيْنَ، يَ، اضافت کی وجہ سے گر گیا۔ اس کے بعد دو یاء جمع ہونے کی وجہ سے یاء کا یاء میں ادغام ہو گیا۔ چوں کہ نصب اور جر میں اس جمع کا اعراب یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوگا اور ادغام کے بعد بھی یاء باقی رہتی ہے۔ اس لیے ان دونوں حالتوں میں اعراب لفظی ہوگا۔

سوالات

(۱) اسم متمکن کی تعریف کے بعد بتائیے کہ اعراب کے اعتبار سے اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) مفرد منصرف صحیح اور قائم مقام صحیح اور جمع مکسر کا کیا مطلب ہے اور ان کا اعراب کیا ہے۔ ہر ایک کی مثال بیان کیجئے اور ان پر اعراب جاری کیجئے؟

(۳) جمع مؤنث سالم اور اس کا اعراب بتائیے اور مثال دے کر اس کی توضیح کیجئے؟

(۴) اسماء ستہ مکبرہ کیا ہیں اور اس کے کیا اعراب ہیں اور کن اعراب کے ساتھ وہ اعراب آئے گا۔ یہ اسماء تو مفرد ہیں اور مفرد پر اعراب حرکت کے ساتھ ہونا چاہیے تو ان پر اعراب حروف کے ساتھ کیوں آتا ہے؟ اپنے استاذ سے اس کی وجہ دریافت کر کے اچھی طرح یاد کر لیجئے؟

(۵) غیر منصرف کس اسم کو کہتے ہیں اور اس کا کیا اعراب ہے؟

(۶) تثنیہ، کلا، کلتا، اثنان، اثنتان کا کیا اعراب ہے ہر ایک کی مثال دے کر اعراب جاری کیجئے۔ اور یہ بھی بتائیے کہ کلا، کلتا، اثنان، اثنتان تثنیہ کیوں نہیں ہیں؟

(۷) جمع مذکر سالم کی تعریف کیجئے اور اس کا اعراب بتائیے اور مثال سے اس کی وضاحت کیجئے نیز بتائیے کہ یہ اعراب اس کے علاوہ کن کن اسموں پر آتا ہے؟

(۸) اُولُو کس کی جمع ہے اور اس جمع کا کیا نام ہے۔ عشرُوْن و ثلثُوْن وغیرہ جمع کیوں نہیں؟

(۹) اسم مقصورہ کی تعریف کیجئے اور اس کی مثال لا کر اس پر اعراب جاری کیجئے؟

(۱۰) کتابی، حسابی. کا کیا اعراب ہے اور یہ اعراب کے اعتبار سے کس قسم میں داخل ہیں؟

(۱۲) اسم متمکن کی اعراب کے اعتبار سے سولہویں قسم کیا ہے اور اس کا کیا اعراب ہے۔ اس میں کتنی حالتوں میں اعراب تقدیری ہوگا اور اس کی کیا وجہ ہے۔ مثال سے اس کو سمجھائیے؟

(۱۳) ان سولہ قسموں میں سے کتنی قسموں میں اعراب حرکت کے ساتھ ہوتا ہے اور کتنی قسموں میں حروف کے ساتھ نیز بتائیے کہ اعراب تقدیری کتنی قسموں میں ہوتا ہے اور اعراب لفظی کتنی قسموں میں ہوگا۔

(۱۴) امثلۂ ذیل میں غور کر کے بتائیے کہ اعراب کے اعتبار سے کس قسم میں داخل ہیں اور ان کا اعراب تینوں حالتوں میں کیا ہوگا؟

بکر، عمرو، قسم، اسم، نفی، نهی، سعی، أفلاك، أنجم، كلمة، مجادلات، ناصرات، صالحات، تائبات، فاطمة، مساجد، احمد، عمران، اخیّ، حافظان، ناصران، حافظون، صائمون، آكلون، خمسون، شاربون، ثمانون، عیسیٰ، یحییٰ، حبلی، الداعی، الرامی، النائی

منصرف اور غیر منصرف کا بیان

اسم معرب کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) منصرف۔ (۲) غیر منصرف۔

منصرف: ایسے اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایسا ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو نہ پایا جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے آخر میں تینوں حرکتیں ضمہ، فتحہ، کسرہ مع تنوین کے آتی ہیں۔ جیسے: جَاءَ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ.

غیر منصرف: ایسے اسم معرب کو کہتے ہیں جس میں منع صرف کے اسباب میں سے دو سبب

یا ایک ایسا سبب جو دو کے قائم مقام ہو پائے جائیں۔اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر نہ کسرہ آتا ہے اور نہ تنوین البتہ اگر غیر منصرف کو مضاف کر دیا جائے یا اس پر الف لام آجائے تو پھر کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مررت باحمدکم، اور مررت بالاحمد.

اسباب منع صرف نو ہیں: (۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائدتان.

ایک عربی شاعر نے اس کو ایک عربی شعر میں اس طرح جمع کیا ہے: ؎

عدل و وصف و تانیث و معرفة ❁ و عجمة ثم جمع ثم ترکیب

والنون زائدة من قبلها الف ❁ وزن فعل و هٰذا القوم تقریب

ان نو اسباب میں سے تانیث جو الف مقصورہ یا ممدودہ کے ساتھ ہو جیسے حبلی، حمراء، اور جمع یہ دونوں سبب ایسے ہیں کہ تنہا غیر منصرف بن جائیں گے۔ان کے ساتھ دوسرے سبب کو ملانے کی ضرورت نہیں باقی اسباب ایسے ہیں کہ دو دو مل کر غیر منصرف کا سبب ہوں گے۔

عدل: ایسا اسم ہے جو اپنی اصلی حالت سے بغیر کسی قاعدہ کے نکالا گیا ہو۔اس کی دو قسمیں ہیں۔عدل تحقیقی۔عدل تقدیری۔

عدل تحقیقی: ایسا اسم ہے کہ اسکی واقعی کوئی اصل موجود ہو خواہ اس کو غیر منصرف پڑھا جائے یا نہ پڑھائے جیسے: ثلث، مثلث. کہ اسکے معنی ہیں تین تین کے اور قاعدہ ہے کہ جب معنی میں تکرار ہو تو لفظ بھی مکرر ہونا چاہیے اور ثلث کا لفظ مکرر نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اسکی اصل ایسا لفظ ہے جو مکرر ہے اور وہ ثلثةٌ ثلثةٌ یہی حال احاد ، موحد، ثَنَاءُ مثنیٰ، رباع. مربعٌ. کا ہے۔ان کی اصل: واحدة واحدة، اثنان اثنان. اربعة اربعة. ہے۔

عدل تقدیری: ایک ایسا اسم ہے جس کی واقع میں کوئی اصل نہ ہو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ سے اس کی اصل نکال لی گئی ہو۔جیسے عمر کہ اس لفظ کو اہل عرب غیر منصرف پڑھتے ہیں۔یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ غیر منصرف ہونے کے لیے دو سبب ضروری ہیں۔یا ایک ایسا سبب ہو جو دو کے قائم مقام ہو۔اور لفظ عمر میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔صرف ایک سبب علم ہے

اور تنہا علم سے کلمہ غیر منصرف نہیں ہوتا۔اس لیے غیر منصرف کے باقی اسباب پر نظر ڈالی کہ کوئی دوسرا سبب مل جائے مگر یہ صورت بھی نہ ہو سکی۔اس لیے مجبوراً اس میں عدل فرض کیا گیا۔اور عدل اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک اس کی کوئی اصل نہ ہو اس لیے اس کی اصل عـامـر مانی گئی جو بالکل فرضی ہے اور محض عمر کو غیر منصرف پڑھنے کی وجہ سے مانی گئی ہے۔یہی حال زفر کا ہے۔اس کی اصل زافرؔ نکالی گئی ہے۔

عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔

عدل کے چھ وزن ہیں:

(۱) فُعَال جیسے ثُلٰثُ (۲) مَفعَلُ جیسے مَثْلَثُ

(۳) فُعَلُ جیسے عُمَرُ، اُخَرُ (۴) فَعْلِ جیسے اَمْسِ

(۵) فَعَلُ جیسے سَحَرُ (٦) فَعَالِ جیسے قَطَامِ

وصف: اس سے مراد ایسی ذات ہے جس میں صفت کے معنی پائے جاتے ہوں۔جیسے اَحْمَرُ میں حُمْرَۃٌ. اَصْفَرُ میں صُفْرَۃٌ، ضاربٌ، مضروبٌ. میں ضرب کے معنی پائے جاتے ہیں۔

وصف کی دو قسمیں ہیں: (۱) اصلی اس کو وضعی بھی کہتے ہیں۔(۲) عارضی۔

وصفِ اصلی: کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت اس کلمہ کو وضع کیا گیا ہو۔اس وقت اس میں وصف کے معنی پائے جائیں۔خواہ بعد میں باقی رہیں یا نہیں۔جیسے: اَسْـوَدُ کہ اس کی وضع ہر سیاہ چیز کے لیے ہے بعد میں اگر چہ کالے سانپ کا نام ہونے کی وجہ سے وصف کے معنی باقی نہیں رہے لیکن وصف اصلی کی وجہ سے اس کو غیر منصرف پڑھا جائے گا۔

وصفِ عارضی: کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت اس کلمہ کو وضع کیا گیا ہو اس وقت اس میں وصف کے معنی نہ پائے جائیں بعد میں کسی عارض کی وجہ سے وصف کے معنی پائے جائیں۔ جیسے اربـعُ کہ یہ لفظ ایک عدد معین کے لیے وضع کیا گیا ہے، وصف کے معنی اس میں نہیں ہیں۔البتہ اس کا استعمال کبھی کبھی وصف کے لیے بھی ہو جاتا ہے جیسے: مَـرَرْتُ بِنِسْـوَۃٍ أَربـعٍ. میں وصف کے لیے ہے لیکن اس وقت اس میں وصفیت عارضی ہے جس کا غیر

منصرف ہونے میں کوئی اعتبار نہیں۔ اس لیے یہ منصرف ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ وصف علم کے ساتھ جمع نہیں ہوتا ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ کوئی کلمہ غیر منصرف ہو اور اس میں ایک سبب وصف ہو اور دوسرا سبب علم ہو۔

التانیث: تانیث کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) لفظی اور معنوی۔

تانیث لفظی: وہ تانیث جس میں علامات تانیث لفظوں میں موجود ہو اور علامت تانیث یہ ہیں۔

(۱) تاء جیسے طلحة (۲) الف مقصورہ۔ جیسے موسیٰ (۳) الف ممدودہ جیسے: حمراء۔

جو تانیث الف مقصورہ یا ممدودہ کے ساتھ ہو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں ہے۔ بلکہ ان دونوں میں سے ہر ایک دو سبب کے قائم مقام ہے۔ البتہ جس کلمہ میں تاء پائی جائے اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کسی کا علم ہو: جیسے: طلحة، حمزة.

تانیث معنوی: وہ تانیث ہے جس میں علامت تانیث پوشیدہ ہو۔ اس کے غیر منصرف پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ اگر اس میں صرف علمیت پائی جائے تو اس کا غیر منصرف پڑھنا جائز ہے واجب نہیں جیسے ہِندٌ اگر علم کے ساتھ تین حروف سے زائد ہوں جیسے زَینَبُ یا درمیان کا حرف متحرک ہو۔ جیسے سَقَرَ (جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے) یا وہ کلمہ عربی نہ ہو بلکہ عجمی ہو۔ جیسے مَاہ اور جُوْر (یہ دونوں شہر ہیں) تو پھر اس کا غیر منصرف پڑھنا واجب ہے، تانیث کا مفصل بیان آگے آرہا ہے۔

معرفہ: اس کی تعریف اور اقسام آپ آگے پڑھیں گے معرفہ غیر منصرف کا سبب اس وقت ہوگا جب علم ہو جیسے: اَحْمَد. باقی صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں یا تو کلمہ منصرف ہو جاتا ہے یا مبنی، اس کی تفصیل بڑی کتابوں میں آپ کو معلوم ہوگی۔ معرفہ غیر منصرف کے اسباب میں سے وصف کے علاوہ سب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے۔

عجمہ: ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جس کو عرب کے علاوہ دوسری جگہ کے لوگوں نے وضع کیا ہو۔ یہ غیر منصرف کا سبب اس وقت ہوتا ہے جب یہ شرائط پائی جائیں۔

(۱) عجمی زبان میں کسی کا علم ہونا۔

(۲) درمیان کا حرف متحرک ہو، یا کلمہ میں تین حرف سے زائد ہوں۔ جیسے شتر (ایک قلعہ کا نام ہے) اس میں درمیان کا حرف متحرک ہے یا جیسے اِبْـرَاهِیْـمُ اس میں تین حروف سے زائد ہیں۔ نُوْحٌ میں ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی جاتی اس وجہ سے منصرف ہے۔

الجمع: یہ تنہا ایک سبب دو سبب کے قائم مقام ہے البتہ اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔

(۱) منتہی الجموع کا صیغہ ہو اور یہ ایسا صیغہ ہے جس کا پہلا حرف متحرک ہو اور تیسرا حرف الف ہو اور الف کے بعد خواہ دو حرف ہوں جیسے: مَسَـاجِدُ یا تین حرف ہوں اور درمیان کا حرف ساکن ہو۔ جیسے مَصَابِیْحُ۔

(۲) اس کے آخر میں ایسی تا نہ ہو جو وقف کی حالت میں ہا ہو جاتی ہو یہ شرط فَـرَازِنَۃٌ کے اندر نہیں پائی جاتی اس لیے منصرف ہے۔

ترکیب: دو یا دو سے زائد کلموں کا ایک ہونا۔ اسکے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) علم ہو۔ (۲) ترکیب اضافی نہ ہو (۳) ترکیب اسنادی نہ ہو جیسے: بَعْلَبَكَّ۔ یہ کلمہ بَعَلَ اور بَكَّ سے مرکب ہے۔ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے۔ اس میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں اس لیے غیر منصرف ہے اور عبداللہ میں ترکیب اضافی پائی جاتی ہے اس لیے منصرف ہے۔ تَابَطَ شَرًّا۔ میں ترکیب اسنادی پائی جاتی ہے۔ اس لیے وہ مبنی ہے اور غیر منصرف نہیں ہے۔

الف ونون زائدتان: الف ونون زائدتان کے استعمال کی دو صورتیں ہیں۔ کبھی اسم میں پائی جاتی ہیں کبھی صفت میں۔ اگر اسم میں ہوں تو غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ جس اسم میں یہ پائے جائیں وہ علم ہو۔ جیسے عُثْمَـانُ۔ عِمْرَانُ۔ اور اگر صفت میں پائے جائیں تو پھر غیر منصرف کا سبب بننے کے لے شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث میں تا نہ آتی ہو۔ یعنی اس کی مؤنث فَعْلَانَۃٌ کے وزن پر نہ آئے جیسے سَکْرَانُ کہ اس کی مؤنث سَکْرٰی۔ فَـعْلٰـی کے وزن پر ہے۔ سَکْـرَانَۃٌ فعلانۃٌ کے وزن پر نہیں ہے اس لیے غیر منصرف ہے۔ نَدْمَانُ کی مؤنث ندمانۃ چوں کہ فعلانۃٌ کے وزن پر ہے اس لیے وہ منصرف ہے۔

وزن فعل: اسکے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ اسم ایسے وزن پر ہو جو

فعل کے ساتھ خاص ہو اور اسم میں فعل سے نقل ہو کر آیا ہو۔ جیسے شَمَّرَ کہ یہ فعل کا وزن ہے۔ اور بعد میں فعل سے نقل کر کے ایک گھوڑے کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ اور اگر یہ اسم ایسے وزن پر نہیں ہے جو فعل کے ساتھ خاص ہو بلکہ ایسا وزن ہے جو فعل اور اسم دونوں میں پایا جاتا ہے تو پھر اس کے شروع میں اَتَیْنَ کے حرفوں میں سے کوئی حرف پایا جاتا ہو اور آخر میں ۃ نہ ہو جیسے اَحْمَرُ، یُوْسُفُ۔

سوالات

(۱) منصرف اور غیر منصرف کی تعریف اور ان کا حکم بیان کیجئے؟

(۲) غیر منصرف کے اسباب کتنے ہیں اور ان میں کتنے اسباب ایسے ہیں جو قائم مقام دو سببوں کے ہے۔

(۳) عدل کی تعریف اور اس کے اقسام بیان کیجئے۔

(۴) عدل تحقیقی اور تقدیری کا کیا مطلب ہے ان کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۵) اوزان عدل کتنے ہیں مع امثلہ بیان کیجئے۔

(۶) امثلۂ ذیل میں عدل تحقیقی اور تقدیری کی تعیین کیجئے؟

مَخْمَسُ، اُخَرُ، جُمَعُ، زُفَرُ، حَضَارِ.

(۷) وصف کی کتنی قسمیں ہیں، ان کی تعریف اور مثال بیان کر کے بتائیے کہ وصف کی کون سی قسم غیر منصرف کا سبب بنتی ہے؟

(۸) وصف علم کے ساتھ کیوں جمع نہیں ہوتا اپنے استاذ سے اس کی وجہ دریافت کر لیجئے؟

(۹) تانیث کی کتنی قسمیں ہیں ان کی تعریف کیجئے اور بتائیے کہ تانیث لفظی کی کتنی علامتیں ہیں۔ اور تانیث کی یہ تینوں صورتیں غیر منصرف کا سبب کب ہوں گی، ان کے لیے کیا شرائط ہیں۔

(۱۰) تانیث معنوی کا کیا مطلب ہے یہ غیر منصرف کا سبب کب ہوگی اور اس کے لیے کیا شرط ہے؟

(۱۱) امثلۂ ذیل میں منصرف اور غیر منصرف کی تعیین کیجئے اور اس کی وجہ بتائیے؟

هند، زینب، سقر، ماه، جور.

(۱۲) عجمہ کا کیا مطلب ہے اور یہ غیر منصرف کا سبب کب بنتا ہے؟

(۱۳) شتر، ابراھیم۔ کیوں غیر منصرف ہیں اور نوحؑ کیوں منصرف ہے؟

(۱۴) جمع غیر منصرف کا سبب کب ہوتا ہے اس کے لیے کیا شرائط ہیں۔

(۱۵) صیغہ منتہی الجموع کا کیا مطلب ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ استاد سے معلوم کر کے یاد کر لیجئے؟

(۱۶) ترکیب کا کیا مطلب ہے اس کا غیر منصرف ہونا کن شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور اس کی وجہ کیا ہے۔ عبداللہ اور تابط شرا غیر منصرف کیوں نہیں ہیں۔

(۱۷) الف نون زائدتان غیر منصرف کا سبب کب بنتے ہیں۔ اس کے لیے کیا شرط ہے۔ تفصیل کے ساتھ بیان کیجیے؟

(۱۸) امثلۂ ذیل میں منصرف اور غیر منصرف کی تعیین کیجیے اور اس کی وجہ بھی بتائیے؟

نُعْمَانُ، رَحْمٰنُ، سَكْرَانُ، نَدْمَانُ.

(۱۹) وزن فعل کا کیا مطلب ہے یہ غیر منصرف کا سبب کب ہوتا۔ شَمَّرَ، اَحْمَرَ کیوں غیر منصرف ہیں۔ دونوں کے غیر منصرف کی وجہ ایک ہی ہے یا علیحدہ علیحدہ ہے۔ يَعْمَلُ جس کا مؤنث يَعْمَلَةٌ ہے۔ منصرف پڑھا جائے گا یا غیر منصرف۔

مرفوعات-مرفوعات کا بیان

مرفوع: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں فاعل کی علامت پائی جائے۔ فاعل کی تین علامتیں ہیں۔ واحد میں ضمہ، تثنیہ میں الف، جمع میں واو۔

مرفوعات آٹھ ہیں: (۱) فاعل (۲) مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ جس کو نائب فاعل کہتے ہیں۔ (۳) مبتدا (۴) خبر (۵) حروف مشبہ بالفعل۔ اِنَّ، اَنَّ، كَاَنَّ، لٰكِنَّ، لَيْتَ، لَعَلَّ کی خبر۔ (۶) ما و لا مشابہ بلیس کا اسم (۷) افعال ناقصہ کا اسم (۸) لاءِ نفی جنس کی خبر۔

فاعل: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو جس کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح ہو کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ، ضَرَبَ عَمْرٌو، زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ. پہلی دو مثالوں میں قَامَ اور ضَرَبَ فعل کی وجہ سے زَيْدٌ فاعل پر رفع آیا ہے اور تیسری مثال میں قَائِمٌ شبہ فعل کی وجہ سے اَبُوْهُ پر رفع آیا ہے۔

ترکیب: قَامَ زَيْدٌ. قَامَ فعل زَيْدٌ فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہی ترکیب ضَرَبَ عَمْرٌو کی ہے۔

ترکیب: زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ. زیدٌ مبتدا، قَائِمٌ شبہ فعل اَبُوْ مضاف ہا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا شبہ فعل کا۔ شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر زَیدٌ مبتدا کی خبر ہوئی۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فاعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) مظہر (۲) مضمر۔

فاعل مظہر یعنی اسم ظاہر فاعل ہو۔ ضمیر کے علاوہ سب اسماء مظہر کہلاتے ہیں۔
جیسے: قَامَ زَیْدٌ قَامَ ھٰذَا وغیرہ۔ فاعل مضمر یعنی فاعل ضمیر ہو۔

ضمیر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) بارز یعنی جو ضمیر لفظوں میں موجود ہو۔ جیسے نَصَرْتُ کی تاء۔

(۲) مستتر (بصیغۂ اسم فاعل) جو ضمیر لفظوں میں موجود نہ ہو۔ بلکہ پوشیدہ ہو۔ جیسے اَللّٰہُ خَلَقَ اس میں خَلَقَ کا فاعل ضمیر ھو پوشیدہ ہے جو لفظ اللہ کی طرف راجع ہے۔

فائدہ: ماضی میں دو صیغے ہیں، واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ میں ھُوَ اور ضَرَبَتْ میں ھِیَ پوشیدہ ہے۔ باقی بارہ صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ جیسے ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ، ضَرَبْتِ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْتُ، ضَرَبْنَا۔ ضَرَبَا، ضَرَبُوْا، ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ۔

مضارع میں پانچ صیغے ہیں، واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، میں ضمیر پوشیدہ ہوتی ہے۔ جیسے: یَضْرِبُ میں ھُوَ۔ تَضْرِبُ میں ھِیَ۔ تَضْرِبُ واحد مذکر حاضر میں اَنْتَ، اَضْرِبُ واحد متکلم میں اَنَا، نَضْرِبُ جمع متکلم میں نَحْنُ پوشیدہ ہے۔ باقی نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔

تثنیہ کے چاروں صیغے جیسے: یَضْرِبَانِ تثنیہ مذکر غائب، تَضْرِبَانِ تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر۔

جمع مذکر دو صیغے ہیں: جمع مذکر غائب اور جمع مذکر حاضر، جیسے یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ اور ایک صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ جیسے تَضْرِبِیْنَ دو صیغے، جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر، جیسے: یَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ۔

فائدہ: جب فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع جیسے: نَصَرَ الرَّجُلُ، نَصَرَ الرَّجُلَانِ، نَصَرَ الرِجَالُ۔ اگر فاعل اسم ظاہر نہ ہو بلکہ اسم ضمیر ہو تو پھر جیسا فاعل ہوگا ویسا ہی فعل لایا جائے گا۔ فاعل واحد مذکر کی ضمیر ہو تو فاعل

واحد مذکر لایا جائے گا۔ فاعل تثنیہ مذکر کی ضمیر ہو تو فعل تثنیہ مذکر لایا جائے گا فاعل جمع مذکر کی ضمیر ہو تو فعل جمع مذکر لایا جائے گا۔ جیسے اَلْخَادِمُ ذَهَبَ، اَلْخَادِمَانِ ذَهَبَا، اَلْخَادِمُوْنَ ذَهَبُوْا

البتہ اگر فاعل جمع مکسر کی ضمیر ہو تو فعل واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں طرح لا سکتے ہیں۔ جیسے: الرِّجَالُ قَامَتْ، الرِّجَالُ قَامُوْا

اسی طرح اگر فاعل واحد مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل واحد مؤنث لایا جائے گا فاعل تثنیہ مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل کو تثنیہ مؤنث لایا جائے گا۔ اور فاعل جمع مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل کو جمع مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے: المرءۃُ قَامت، المرءتان قامتا، النِّسَاءُ قُمْنَ

ترکیب: اَلْخَادِمُ مبتدا ذَهَبَ فعل، ضمیر اس میں فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا۔ مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح تمام مثالوں کی ترکیب ہوگی۔

مندرجہ ذیل صورتوں میں فعل کا مؤنث لانا واجب ہے۔

(۱) فاعل مفرد مظہر، مؤنث حقیقی ہو اور فعل و فاعل کے درمیان فصل نہ ہو۔ جیسے: نَصَرَتْ عَائِشَةُ.

(۲) فاعل ضمیر ہو جس کا مرجع مؤنث حقیقی ہو۔ جیسے: نَصَرَتْ عَائِشَةُ.

(۳) فاعل ضمیر ہو جس کا مرجع مؤنث غیر حقیقی ہو جیسے: اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔

(۴) فاعل اسم ظاہر جمع مکسر مؤنث ہو۔ جیسے قَالَتْ نِسْوَةٌ.

(ذیل کی صورتوں میں فعل کا مؤنث اور مذکر دونوں طرح لانا جائز ہے)

(۱) فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو۔ جیسے: طلع الشمس، طلعت الشمس۔

(۲) فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور فاعل کے درمیان فصل ہو جیسے: جاء القاضی امرءۃٌ، جاءت القاضی امرءۃٌ.

(۳) فاعل اسم ظاہر جمع مکسر مذکر ہو۔ جیسے۔ قال الرجالُ، قالت الرجال.

سوالات

(۱) مرفوع کی تعریف کے بعد مرفوعات کی تعداد بتائیے اور ان کی تعیین کیجئے؟

(۲) فاعل کی تعریف کیجئے؟

(۳) فاعل اسم ظاہر اور مضمر کی مثالیں بیان کیجئے؟

(۴) مضمر کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی مثال بتایئے؟

(۵) ماضی اور مضارع کے صیغے ہیں جس میں فاعل مضمر ہوگا مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۶) ایسی کتنی صورتیں ہیں جن میں فعل کو وحدت، تثنیہ، جمعیت، تذکیر و تانیث میں فاعل کے مطابق لایا جاتا ہے۔ ہر ایک کی مثالیں بیان کیجئے۔

(۷) کن صورتوں میں فاعل کا مؤنث لانا واجب ہے اور کتنی صورتوں میں مذکر اور مؤنث دونوں طرح لا سکتے ہیں تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۸) امثلۂ ذیل میں ہر ایک کا ممثل لہ بتایئے اور ترکیب نحوی کیجئے؟

نصر زید، زید ضارب ابوہ، ذھب الرجلان، قرء الرجال، صامت المرءۃ، صامت المرءتان، نصرت النصاء، قالت امرءۃ عمران، اذا اصابتھم مصیبۃ فمن جاءہٗ موعظۃ من ربہ. الشمس طلعت، قالت نسوۃ، سألت المفتی امرءۃ، نصر الرجال، نصرت الرجال.

مَفْعُوْل مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ

مفعول مالم یسم فاعلہٗ: اصطلاح میں ایسے مفعول کو کہتے ہیں جس کی طرف فعل مجہول کی نسبت کی جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب فاعل کو حذف کر کے مفعول اس کی جگہ رکھ دیا جائے اس کا دوسرا نام نائب فاعل ہے۔

یہ تمام احکام میں فاعل کے قائم مقام ہوتا ہے یعنی جو حال فعل کا فاعل کے اعتبار سے ہے وہی حال نائب فاعل کے اعتبار سے ہوگا تمام حالات کی مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

نُصِرَ الرجل، نُصِرَ الرجلان، نُصِرَ الرجال.

ان تینوں مثالوں میں نائب فاعل اسم ظاہر ہے اس لیے فعل واحد لایا گیا ہے۔

الخادم ضُرِبَ، الخادمان ضُرِبا، الخادمون ضُرِبُوْا۔

ان تینوں مثالوں میں نائب فاعل اسم ضمیر ہے۔ اس لیے ضمیر کے مطابق فعل مجہول لایا گیا ہے۔

نُصِرَتْ فَاطِمَۃُ. اس مثال میں نائب فاعل مؤنث حقیقی ہے اس لیے فعل مؤنث مجہول لایا گیا ہے۔

زَیْنَبُ نُصِرَتْ. اس مثال میں نائب فاعل مؤنث حقیقی کی ضمیر ہے اس لیے فعل مؤنث مجہول لایا گیا ہے۔

الشمس ذُهِبَتْ .اس میں نائب فاعل مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہے اس لیے فعل مؤنث مجہول لایا گیا ہے۔

ضُرِبَتْ نِسْوَۃٌ. اس میں نائب فاعل اسم ظاہر جمع مکسر ہے اس لیے فعل مجہول مؤنث لایا گیا ہے۔

ذُهِبَتِ الشَّمس و ذَهب الشمس. اس میں نائب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل مجہول مذکر ومؤنث دونوں طرح آ سکتا ہے۔

ضُرِبَ الرجال، ضُربت الرجال :اس میں نائب فالع جمع مکسر مذکر ہے اس لیے فعل مجہول مذکر ومؤنث دونوں آ سکتا ہے۔

ضُرب الیوم هند و ضُربت الیوم هند .اس میں نائب فاعل اسم ظاہر مؤنث حقیقی ہے لیکن فعل اور نائب فاعل کے درمیان فصل ہے اس لیے فعل مجہول کو مذکر و مؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے۔

الرجال ضربت، الرجال ضربوا۔اس میں نائب فاعل جمع مکسر کی ضمیر ہے۔ اس لیے فعل مجہول واحد مؤنث اور جمع مذکر دونوں لا سکتے ہیں۔

فائدہ :نائب فاعل کی تعریف میں آپ نے پڑھا ہے کہ فاعل کو حذف کر کے مفعول کو اس فاعل کے قائم مقام کیا جاتا ہے اس میں اس کا لحاظ رکھنا چاہیے کہ جو مفعول فاعل کی جگہ آ سکتا ہو اس کو نائب فاعل بنایا جائے گا۔ ہر مفعول کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔ چنانچہ **باب علمت** کا مفعول ثانی اور **باب اعلمت** کے مفعول ثالث کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے۔ اسی طرح مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ نائب فاعل نہیں ہو سکتے۔ اس کی وجہ بڑی کتابوں میں معلوم ہو جائے گی۔

فائدہ: جتنے مفاعیل نائب فاعل ہو سکتے ہیں اگر وہ سب موجود ہو جائیں اور ان میں مفعول بہ بھی ہو تو مفعول بہ کو نائب فاعل بنایا جائے گا۔ جیسے: ضُرِبَ زَیْدٌ یومَ الجمعۃ، أمامَ الامیرِ ضرباً شدیداً فی دارہ. اس میں ظرف زمان ظرف مکان مفعول بہ جار مجرور جو ظرف کے مشابہ ہے۔ سبھی موجود ہیں جو نائب فاعل بن سکتے ہیں مگر ان میں سے کسی کو نائب فاعل نہیں بنایا گیا صرف زید کو بنایا گیا ہے کیوں کہ وہ مفعول بہ ہے اور اگر مفعول بہ نہ ہو تو پھر جس کو چاہیے نائب فاعل بنا دیا جائے۔

سوالات

(۱) مفعول مالم یسم فاعلہٗ کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) مفعول مالم یسم فاعلہٗ کا کیا حکم ہے؟ تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) کتنے مفاعیل ایسے ہیں جن کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے؟

(۴) اگر مفعول بہ کے ساتھ دوسرے مفاعیل بھی موجود ہوں جو نائب فاعل بن سکتے ہیں تو ایسی صورتوں میں کس کو نائب فاعل بنایا جائے گا۔

(۵) امثلہ ذیل میں ہر ایک کا ممثل لہٗ بیان کیجئے اور ترکیب کیجئے؟

أُكْرِمَ الرجلان، نُصِرَ الرجال، الطالبون فقدوا، أُكْرِمَت فاطمةُ، زينبُ نُصِرَتْ طُلِبَتْ نسوةٌ. نُصِرَ الرجالُ، نُصِرت الرجال، قُتِلَ اليوم هند، قُتِلَتِ اليوم هندٌ، الرجال طُلِبَتْ. الرّجال نُصِروا.

مبتدا وخبر

مبتدا اس اسم کو کہتے ہیں جو مسند الیہ ہو یعنی اس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی جائے اور اس میں عامل لفظی نہ پایا جائے۔

خبر ایسے اسم کو کہتے ہیں جو مسند ہو یعنی اس کی نسبت کسی اسم کی طرف کی جائے۔ اور عامل لفظی سے خالی ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ میں زَید مبتدا ہے کیوں کہ یہ مسند الیہ ہے اور کَاتِبٌ خبر ہے کیوں کہ یہ مسند ہے اور دونوں پر کوئی عامل لفظوں میں نہیں بلکہ دونوں میں

عامل معنوی ہے۔

ترکیب زیدٌ مبتدا کاتبٌ خبر مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مبتدا اکثر معرفہ ہوتا ہے اور خبر اکثر نکرہ ہوتی ہے۔

لیکن اگر نکرہ کو خاص کر لیا جائے تو وہ بھی مبتدا ہو سکتا ہے جیسے ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرکٍ۔ اس میں عبد نکرہ تھا۔ لیکن مومن اس کی صفت واقع ہونے کی وجہ سے اس میں تخصیص پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے اس کا مبتدا بننا صحیح ہو گیا۔ تخصیص کی اور بھی صورتیں ہیں جس کو آپ بڑی کتابوں میں پڑھیں گے۔

خبر اکثر مفرد ہوتی ہے لیکن کبھی کبھی جملہ بھی ہو جاتی ہے اس صورت میں جملہ کے اندر ایک ضمیر ہوگی۔ جو مبتدا کی طرف راجع ہوگی تاکہ خبر کا مبتدا سے ربط پیدا ہو جائے۔ جیسے زیدٌ قام ابوہٗ۔ اور زیدٌ ابوہٗ قائمٌ

پہلی مثال میں جملہ فعلیہ ہے اور دوسری مثال میں جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور دونوں جملوں میں ضمیر ہے جو زید مبتدا کی طرف لوٹتی ہے۔ خبر کے جملہ ہونے کی صورت میں مبتدا کے ساتھ ربط جس طرح ضمیر کی وجہ سے ہوتا ہے اسی طرح ربط پیدا کرنے کی اور بھی صورتیں ہیں جن کو بڑی کتابوں میں آپ پڑھیں گے۔ کبھی ایک مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں جیسے: زیدٌ عالمٌ فاضلٌ عاقلٌ

مبتدا اور خبر میں ان امور کی مطابقت ضروری ہے: (۱) افراد (۲) تثنیہ (۳) جمع (۴) تذکیر (۵) تانیث۔ لیکن مطابقت کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کو آپ بڑی کتابوں میں پڑھیں گے۔

مبتدا کی خبر کبھی ظرف یا جار مجرور ہوتی ہے ایسی صورت میں کوئی فعل یا شبہ فعل مقدر مانا جاتا ہے۔ جیسے المال عندی میں عندی ظرف اور زید فی الدار میں فی حرف جار ہے۔

پہلے استقرّ یا ثبت فعل نکالا جائے گا یا ثابتٌ موجودٌ وغیرہ شبہ فعل نکالا جائے گا۔

ترکیب المال عندی۔ المال مبتدا عند مضاف یاء مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہوا ثبت یا استقر یا ثابتٌ شبہ فعل کا، فعل یا شبہ فعل اپنے

فاعل اور ظرف سے مل کر مبتدا کی خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

زید مبتدا فی حرف جار الدار مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا۔ استقر یا ثبت فعل کے یا ثابت شبہ فعل کے۔ فعل یا شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر مبتدا کی خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوالات

(۱) مبتدا خبر کی تعریف مع مثال بیان کیجئے اور انکا عامل بتایئے۔

(۲) مبتدا اگر نکرہ ہو تو اس کے مبتدا ہونے کے لئے کیا شرط ہے۔

(۳) خبر اگر جملہ ہو تو اس وقت مبتدا اور خبر کے درمیان ربط کی کیا صورت ہوگی۔

(۴) نیز بتایئے کہ اس میں ربط کی ضرورت کیوں ہوتی ہے۔

(۵) مبتدا کی خبر اگر جار یا مجرور ہو تو اس خبر کا عامل کس کو بنایا جائیگا۔

(۶) مبتدا اور خبر کے درمیان کن امور میں مطابقت ضروری ہے۔

(۷) امثلۂ ذیل میں مبتدا کی خبر نکالئے۔

المنزل .الطالب .القائم . الحارسان .الراکبون . الطالبات. الجبال .العمال .

(۸) امثلۂ ذیل کی ترکیب اور ترجمہ کیجئے۔

المدینۃُ عامرۃٌ .الطالبانِ حاضرانِ .التلامیذُ اذکیاءُ. القصور عالیۃ . زید فی البیت . الکتاب عندی .الوسادۃ فوق السریر .اللؤلؤ فی البحر . الجنود حول الحصن . ھو الرحمٰن الرحیم .واللّٰہ محیط بالکافرین .

حروف مشبہ بہ فعل کی خبر

حروف مشبہ بہ فعل چھ ہیں .اِنَّ . اَنَّ . کَاَنَّ .لٰکِنَّ . لَیْتَ . لَعَلَّ . ان کا تفصیلی بیان حروف کی بحث میں آئیگا۔

ان کے اسم پر نصب آتا ہے اور خبر پر رفع آتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ.

ترکیب: ان حرف مشبہ بہ زَیْدًا اسم قَائِمٌ خبر اِن اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مَا ولَا مشابہ بہ لیس کا اسم

مـا ولا مشابہ بہ لیــس کا اسم، اس پر رفع ہوتا ہے اور خبر پر نصب۔ جیسے مـا زَیْدٌقَائِماً. لا رجلٌ احسن من عمروٍ زید کھڑا نہیں۔ کوئی آدمی عمرو سے اچھا نہیں۔

ترکیب: مازیدٌ قائماً. ما مشابہ بہ لیس۔ زیدٌ اسم قائماً خبر۔ ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لا رجلٌ احسن من عمروٍ. لا مشابہ بہ لیس رجل اسم اَحسَن شبہ فعل من حرف جار عمرو مجرور جار اپنے مجرور سے متعلق ہوا احسن مشبہ فعل کے شبہ فعل اپنے متعق سے ملکر لا کی خبر۔ لا مشابہ بہ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

افعالِ ناقصہ کا اسم

افعال ناقصہ تیرہ ہیں: کـان. صار. اصبح. امسی. اضحی. ظَلَّ. بَاتَ. مَا بَرِحَ. مادام. ماانفك. مازال. ما فتیٔ. لیسَ.

بعض نحویوں کے نزدیک افعال ناقصہ سترہ ہیں۔ ان کے اسم پر رفع اور خبر پر نصب ہوتا ہے۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِماً.

ترکیب: کَانَ فعل ناقص زَیْدٌ اسم قَائِماً خبر۔ کَانَ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ان سب کا تفصیلی بیان فعل میں آئے گا۔

لا، نفی جنس کی خبر

لا، نفی جنس کی خبر پر واقع ہوتا ہے اور اس کے اسم کا اعراب مختلف ہوتا ہے۔ جیسے: لَا رَجُلَ قَائِمٌ.

ترکیب: لا، نفی جنس، رَجُلَ، لاء، کا اسم، قائمٌ خبر لا، نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ تفصیلی بیان، بحث حرف میں آئے گا۔

سوالات

(۱) حروف مشبہ بفعل کتنے ہیں؟ اور ان کا کیا عمل ہے؟ سب کی مثالیں بیان کیجئے؟

(۲) امثلۂ ذیل کا ترجمہ اور ہر ایک کی ترکیب کیجئے؟

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ ۔ (۲) وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ۔

(۳) کَاَنَّھَا جَانٌّ ۔ کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ۔

(۴) وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۔ (۶) لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا ۔

(۳) ماولا مشابہ بہ لیس کا کیا عمل ہے اور لیس کے ساتھ کس بات میں مشابہ ہیں ۔ امثلہ ذیل کا ترجمہ اور ان کی ترکیب کیجئے؟ (۱) مَاھٰذَا بَشَرًا ۔ (۲) وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۔

(۴) افعال ناقصہ کتنے ہیں اور ان کا کیا عمل ہے؟ امثلۂ ذیل کا ترجمہ اور ان کی ترکیب کیجئے؟

صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا ۔ اضحیٰ زیدٌ حاکماً ۔ امسی زیدٌ قارِیاً ۔ امسی زیدٌ کاتباً ۔ اصبح الفقیر غنیاً ۔ ظَلَّ زَیْدٌ کاتباً ۔ ظَلَّ الصَّبِیُّ بالغا ماکان ابراھیم یھودیا وّلا نصرانیا ۔ بات الطفل قائماً ۔ اِجْلِسْ مادام زیدٌ جالساً مازال زیدٌ عالماً مابرح زیدٌ صائماً ۔ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمتُ حیًّا ما انفک القمرُ طالعاً ۔ مازال المنافقُ خادِمًا ۔ مافتی المؤمنُ صادقاً ۔

(۵) لانفی جنس کا کیا مطلب ہے اور اس کا عمل کیا ہے؟ امثلۂ ذیل کا ترجمہ اور ان کی ترکیب کیجئے؟

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۔ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ ۔

منصوبات

منصوب ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں مفعول کی علامت پائی جائے مفعول کی تین علامتیں ہیں ۔ واحد میں نصب تثنیہ میں یاء ما قبل مفتوح جمع میں یاء ما قبل مکسور ۔

منصوبات بارہ ہیں ۔ (۱) مفعول مطلق ۔ (۲) مفعول بہٖ ۔ (۳) مفعول لہٗ ۔ (۴) مفعول معہٗ ۔ (۵) مفعول فیہ ۔ (۶) حال ۔ (۷) تمیز ۔ (۸) مستثنیٰ ۔ (۹) حروف مشبہ بہ فعل کا اسم (۱۰) ماولا مشابہ بہ لیس کی خبر (۱۱) لانفی جنس کا اسم (۱۲) افعال ناقصہ کی خبر ۔

(۱) مفعول مطلق: یہ ایسا مصدر ہے جو اس فعل کے بعد آئے جس کا یہ مصدر ہو اور دونوں کے معنی موافق ہوں ۔ جیسے ضَرَبًا ۔ ضربتُ ضرباً قیاماً قمتُ قیاماً ۔

ترکیب: ضربتُ فعل بافاعل ضرباً مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہی ترکیب قمتُ قیاماً کی ہے۔

مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں: (۱) تاکید کے لیے جیسا کہ ان دونوں مذکورہ مثالوں میں۔ (۲) نوع کے لیے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةً بکسرالجیم۔ (بیٹھا میں ایک خاص قسم کا بیٹھنا) (۳) عدد کے لیے جَلستُ جَلسةً بفتح الجیم (میں ایک مرتبہ بیٹھا) ان سب کی ترکیب ضربتُ ضرباً کی طرح ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مفعول مطلق اور اس کے فعل میں لفظوں کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے لیکن اس صورت میں بھی معنی میں دونوں موافق ہوں گے جیسے قعدتُ جلوساً.

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کسی آنے والے کے لے کہا جاتا ہے. خَیْرَ مَقْدَمٍ۔ (تو آیا اچھا آنا) یعنی تیرا آنا مبارک ہو۔ اسکی اصل ہے قَدِمْتَ قُدُوْماً خَیْرَ مَقْدَمٍ. قدمت فعل کو قرینہ کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ پھر قُدُوْماً کو حذف کر کے خَیْرَ مَقْدَمٍ کو اسکی جگہ رکھدیا گیا ہے۔

ترکیب: قدمتُ فعل بافاعل قدوماً موصوف خیر مضاف مقدمٍ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر قدوماً کی صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر قدمتُ کا مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوالات

(۱) منصوبات کتنے ہیں۔

(۲) مفعول مطلق کی تعریف اور اسکی اقسام مع امثلہ بیان کیجئے۔

(۳) مفعول مطلق کی کونسی قسم ہے جس کا تثنیہ جمع نہیں آتا۔

امثلۂ ذیل کس مفعول مطلق کی مثالیں ہیں۔ انکا ترجمہ اور ترکیب کیجئے۔

جلس زَیدٌ قعوداً. انبتَ اللّٰہُ نبا تاً. نصلی فی الیوم واللیل خمس صلوٰتٍ. امطرت السماء مطراً غزیراً. سعی لھا سعیھا. سلموا تسلیماً. کلم اللّٰہُ موسی تکلیماً. فدکتا دکةً واحدةً.

مفعول بہ

یہ ایسا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو مارا) اس میں زید مفعول بہ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اکل زید عنبًا (زید نے انگور کھایا)

ترکیب : اکل فعل زید فاعل عنبا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مفعول بہ کا درجہ فاعل کے بعد ہوا کرتا ہے لیکن کبھی کبھی فاعل پر مقدم ہو جاتا ہے۔ جیسے زَیْدًا ضَرَبْتُ . اِیَّاکَ نَعْبُدُ۔ اگر کوئی قرینہ پایا جائے تو مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے کسی نے سوال کیا . مَنْ اَضْرِبُ (میں کس کو ماروں) اس کے جواب میں کہا جائے زَیْداً یعنی اِضْرِبْ زَیْداً (زید کو مارو) یہاں سوال قرینہ ہے۔ یعنی جواب میں اس قسم کا فعل ہے جو سوال کے اندر تھا۔ اسلئے اس کو جواب میں حذف کر دیا گیا۔

یا جیسے میزبان مہمان کی آمد پر اھلاً و سھلاً کہے تو اس میں بھی فعل محذوف ہے۔ اھلاً سے پہلے اَتَیْتَ محذوف ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے اہل میں آئے ہیں یعنی ہم آپ کے ساتھ ایسا معاملہ کریں گے جیسے کوئی اپنے عزیز اور رشتہ داروں کے ساتھ کرتا ہے. سھلاً سے پہلے وَطِئْتُ محذوف ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ نے نرم زمین کو پامال کیا ہے۔ یعنی آپ مانوس جگہ آئے ہیں۔ آپ کے ساتھ دوستوں جیسا معاملہ کیا جائیگا دشمنوں جیسا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ آپ کے آنے سے ہم کو خوشی ہوئی ہم آپ کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مفعول بہ کے فعل کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے۔

(۱) تحذیر: کسی کو کسی چیز سے ڈرانا اور بچانا مقصود ہو تو وہاں فعل کو حذف کرنا واجب ہے کیوں کہ ایسے موقع پر اتنی گنجائش نہیں ہوتی کہ فعل کو ذکر کیا جائے۔ اس کو نحو کی اصطلاح میں تحذیر کہتے ہیں۔ اسکی مثال اِیَّاکَ و الاسدَ ہے اسکی اصل اِتَّقِ نَفْسَکَ مِنَ الْاَسَدِ ہے ترجمہ اپنے کو شیر سے بچا ورنہ شیر پھاڑ ڈالے گا اس میں اِتَّقِ فعل محذوف ہے اس

کو اِیَّاكَ وَ الْاَسَدَ کس طرح بنایا گیا۔ اس کی وجہ بڑی کتابوں میں معلوم ہو جائے گی۔

ترکیب: اِتَّقِ فعل بافاعل نَفْس مضاف ک ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ۔ من حرف جار اَلْاَسَدِ مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا اِتَّقِ فعل کے اِتَّقِ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو۔

(۲) منادی: اسی طرح جب کسی کو پکارا جائے اس وقت فعل کا حذف کرنا واجب ہے کیوں کہ مقصود اس وقت صرف اس کو پکارنا نہیں ہوتا بلکہ اس کو اپنی طرف متوجہ کر کے اس سے کوئی کام مقصود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر فعل کو ذکر کریں تو مقصود میں تاخیر ہو جائے گی۔ اس کو نحو کی اصطلاح میں منادی کہتے ہیں۔

منادی: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کو پکار کر اور اپنی طرف متوجہ کر کے کسی کام کا حکم دیا جائے یا اس سے کوئی چیز طلب کی جائے۔ جن حروف کے ذریعہ پکارا جاتا ہے ان کو حروف ندا کہتے ہیں۔ ایسے حروف پانچ ہیں۔ یَا. اَیَا. هَیَا. اَیْ. همزه.

(۱) منادی اگر مفرد معرفہ ہو تو رفع پر مبنی ہوتا ہے یہاں مفرد کا مطلب یہ ہے کہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو اس لیے واحد تثنیہ جمع سب رفع پر مبنی ہوں گے جیسے: یَازَیْدُ. یَازَیدان. یــا زیدون. واحد میں رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور تثنیہ میں الف اور نون کے ساتھ ہوتا ہے اور جمع میں واؤ نون کے ساتھ ہوتا ہے۔

نکرہ پر اگر حرف ندا داخل کیا جائے تو وہ بھی رفع پر مبنی ہوگا۔ جیسے یَا رَجُلُ. اس کو نکرہ معینہ کہتے ہیں۔

ترکیب یَا حرف ندا قائم مقام اَدعو فعل کے اَدعو فعل بافاعل زَیدُ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یہی ترکیب۔ یَازَیدان. یا زیدون. یارَجلُ کی ہے۔

(۲) منادی پر لام استغاثہ اگر داخل ہو تو اس وقت منادیٰ مجرور ہوگا۔ جیسے یَـالَـزَیْدٍ. استغاثہ کے معنی فریاد چاہنے کے ہیں۔ جس سے مدد چاہی جائے اسکو مستغاث کہتے ہیں۔ اور یہی منادی بھی ہوتا ہے۔ اور جسکے لیے چاہی جائے اس کو مستغاث لہ کہتے ہیں۔ منادی مستغاث پر جو لام داخل ہوتا ہے۔ اس لام پر زبر ہوتا ہے اور منادیٰ مستغاث پر جر ہوتا ہے اور

مستغاث لہ پر جو لام داخل ہوتا ہے اس پر زیر ہوتا ہے اور مستغاث لہ پر بھی زیر ہوتا ہے۔
جیسے یالَلقَوم لِلمَظلُوم اس مثال میں قوم مستغاث ہے اور مظلوم مستغاث لہ ہے۔
(۳) منادی کے آخر میں اگر الف استغاثہ داخل ہو تو پھر اس منادی پر زبر آئے گا۔ جیسے
یازَیداہ. (اے لوگو! زید کی مدد کرو)
(۴) منادی مضاف ہو یا مشابہ مضاف ہو یا نکرہ غیر معین ہو، تو ان تینوں صورتوں میں منادی پر نصب آئے گا۔
مشابہ مضاف ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے معنی بغیر دوسرے اسم کے ملائے نہ سمجھ میں آئے جس طرح مضاف کے ساتھ مضاف الیہ کے ملانے کی ضرورت ہوتی ہے۔
نکرہ غیر معین کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غیر معین شخص کو بغیر دیکھے پکارے، کیوں کہ دیکھ کر اگر کسی کو پکارے گا اس وقت وہ نکرہ معین ہو جائے گا۔ مثلاً کسی آدمی کو دیکھ کر کوئی شخص یَـا رَجُـلُ کہے تو یہ رجل محض نکرہ نہ رہے گا بلکہ معین ہو جائے گا۔ اس کو نکرہ معین کہتے ہیں اور یہ رفع پر مبنی ہوتا ہے اور غیر معین ہونے کی صورت میں یا رجلا کہیں گے۔ ان تینوں صورتوں کی مثال ترتیب وار لکھی جاتی ہیں۔
(۱) یاعَبدَاللہ. اس میں منادیٰ مضاف ہے۔
ترکیب :یَا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ادعو فعل با فاعل عبد مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا۔ ادعو فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ صورۃً اور معنیً انشاء ہوا۔
(۲) یاطالعاً جبلاً (اے پہاڑ پر چلنے والے) اس مثال میں منادی مشابہ مضاف ہے۔
ترکیب :یَا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے ادعو فعل با فاعل طالعاً شبہ فعل جبلاً اس کا مفعول شبہ فعل اپنے مفعول سے مل کر مفعول ہوا ادعو فعل کا۔
(۳) یارَجُلاً اس میں منادی نکرہ غیر معین ہے۔
ترکیب :یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے۔ رَجُلاً مفعول بہ ادعو فعل با فاعل اپنے مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ صورۃً اور معنیً انشائیہ ہوا۔

(۵) منادی پر اگر الف لام داخل ہو جائے تو اس وقت حرف ندا اور منادی کے درمیان فصل کیا جائے گا۔ منادیٰ مذکر ہو تو ایھا اور مؤنث ہو تو ایتھا لایا جائے گا جیسے یا ایھا الرجل یا ایتھا المراۃ. یا ایھا الناس اعبدوا ۔ لیکن یہ حکم منادی مفرد کا ہے اگر تثنیہ یا جمع معرف باللام ہوں تو پھر فصل لانے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ یا ایھا الزیدان اور یا ایھا الزیدون نہ کہا جائیگا۔

ترکیب یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل کے۔ ایّ مضاف ھا مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف۔ الرجل صفت۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر محلاً مفعول بہ ہوا ادعو فعل کا ادعو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ صورۃً اور معنیً انشائیہ ہوا۔

یا ایھا الناس اعبدوا. الناس تک کی ترکیب اسی طرح کیجئے اعبدوا فعل بافاعل مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

ترخیم منادی

(۶) منادی کے آخر حرف کو تخفیف کی وجہ سے کبھی حذف کر دیتے ہیں۔ اس کو ترخیم کہتے ہیں اور ایسے منادیٰ کو مرخم کہتے ہیں۔ جیسے یا مالك سے یا مال اور یا منصور سے یا منص۔

منادیٰ مرخم میں ترخیم کے بعد آخر میں جو حرف ہے۔ اس پر ضمہ پڑھنا بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ترخیم سے پہلے اس حرف پر جو حرکت تھی وہی باقی رکھی جائے۔ چنانچہ یَامَالِكُ میں ترخیم کے بعد یَامَالُ بالضم اور یا مالِ بالکسر بھی جائز ہے۔

(۷) کبھی منادیٰ کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے الا یا اسجدوا یہاں لفظ قوم جو منادیٰ ہے حذف کر دیا گیا ہے۔ قرینہ یہ ہے کہ حرف ندا فعل پر نہیں داخل ہوتا۔ اور اس مثال میں یا، حرف ندا کے بعد اسجدوا فعل ہے۔

اضمار علیٰ شریطۃ التفسیر

کبھی مفعول بہ کے فعل کو اس وجہ سے بھی حذف کر دیتے ہیں کہ مفعول بہ کے بعد

ایسا فعل ہوتا ہے جو اس فعل محذوف کی تفسیر کرتا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جو فعل تفسیر کر رہا ہے وہ مفعول بہ پر کسی مانع کی وجہ سے عمل نہ کر رہا ہو۔ جیسے زَیْدًا ضَربتہ اس کی اصل ضَربتُ زیداً ضربتہٗ ہے زیداً سے پہلے جو فعل ضربت ہے اس کو اس وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے کہ ثانی ضربت جو زید کے بعد ہے وہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔ اور اس پر عمل اس وجہ سے نہیں کر رہا ہے کہ زید کی طرف جو ضمیر غائب کی لوٹ رہی ہے اس پر اس نے عمل کر لیا ہے۔ اس کا تفصیلی بیان آپ بڑی کتابوں میں پڑھیں گے۔

سوالات

(۱) مفعول بہ کی تعریف اور اس کی مثال بیان کیجئے؟

(۲) مفعول بہ کے فعل کو کس وقت حذف کرنا جائز ہے اور کب واجب ہے امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) تحذیر کا کیا مطلب ہے اور اس میں فعل کا حذف کیوں واجب ہے مثال سے اس کی توضیح کیجئے؟

(۴) منادیٰ کی تعریف مع مثال بیان کر کے بتائیے کہ یہ ترکیب میں کیا واقع ہوتا ہے۔

(۵) منادیٰ کی سات صورتیں جو آپ نے پڑھی ہے۔ ان کا حکم مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۶) منادیٰ مستغاث کا کیا مطلب ہے اور اس وقت منادیٰ کا کیا حکم ہوتا ہے۔

(۷) مستغاث اور مستغاث لہ کو مثال سے سمجھائیے؟

(۸) مشابہ مضاف ہونے کا کیا مطلب ہے اور ایسے منادیٰ کا کیا حکم ہے؟

(۹) یاایھاالرجل. یا ایتھا المرأۃ. کس کی مثالیں ہیں اور ان کی ترکیب نحوی کیا ہے۔

(۱۰) الایا اسجدوا کس کی مثال ہے؟

(۱۱) ترخیم کی تعریف کیجئے، اور بتائیے کہ ترخیم کے بعد منادیٰ کا کیا حکم ہے۔

(۱۲) امثلۂ ذیل میں ہر ایک کا ممثل لہ بتائیے اور ترکیب کیجئے؟

(۱) یَازید (۲) یارجل (۳) یا صبیان لا تلعبا (٤) یا مسلمون (٥) یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ. یا صاحبی السجن. یا بنی ارکب معنا ھیا شریف القوم. اعبداللہ اجتھدفی العبادۃ. یا نوح اھبط بسلمٍ امنّا. یا ایتھا النفس المطمئنۃ. نادوا یا مالک لیقض علینا ربک.

(۱۳) ما اُضمر عاملہٗ علی شریطۃ التفسیر کا کیا مطلب ہے اس کی تعریف کیجئے اور مثال سے اس کی توضیح کیجئے۔

(۱۴) امثلۂ ذیل میں غور کر کے بتائیے کہ کس کی مثالیں ہیں۔

(۱) سورۃ انزلناھا (۲) والانعام خلقھا

(۳) ابشراً منا واحداً نتبعہ (٤) والسماء رفعھا

مفعول لہٗ

مفعول لہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے حاصل کرنے کے لیے کوئی کام کیا گیا ہو یا ا
کے پہلے سے موجود ہونے کی وجہ سے کوئی کام ہوا ہو۔ اوّل کی مثال ضربتہ تادیباً ہے ا
میں ضرب کا وقوع ادب حاصل کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔ ثانی کی مثال قعدتُ عن
الحرب جنباً ہے۔ (میں بیٹھا لڑائی سے بزدلی کی وجہ سے) اس مثال میں جُبنٌ (بزدلی
پہلے سے موجود تھی اس وجہ سے لڑائی میں جانے کی ہمت نہیں ہوسکی اور گھر میں بیٹھ رہا۔

ترکیب: ضربت فعل با فاعل ھا ضمیر مفعول بہ تادیباً مفعول لہٗ فعل اپنے فاعل او
مفعول بہ اور مفعول لہٗ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
دوسری مثال میں جار مجرور فعل کے متعلق ہوگا۔ باقی بدستور مفعول لہٗ کا فاعل و
ہوتا ہے جو اس کے عامل کا ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

سوالات

(۱) مفعول لہٗ کی تعریف مع مثال بیان کیجئے؟

(۲) امثلۂ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے؟

(۱) قمت اکراما لزید۔ (۲) ضرب التلمیذ تادیباً۔ (۳) نصحتکم تنبیھا۔

(٤) یجعلون اصابعھم فی آذانھم من الصواعق حذر الموت۔

مفعول معہٗ

مفعول معہٗ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو واؤ کے بعد ہو جو مصاحبت کے لیے ہوتا ہے ا
مصاحبت فعل کے معمول کے ساتھ ہوتی ہے خواہ فعل لفظوں میں موجود ہو یا فعل کے معنی پا
جاتے ہوں۔ اسی طرح معمول خواہ فاعل ہو خواہ مفعول۔ اس طرح سے چار صورتیں ہوتی ہیں

(۱) فعل لفظی ہواور مصاحبت فاعل کے ساتھ ہو۔ جیسے جاء البرد و الجبات (سردی جبوں کے ساتھ آئی) یعنی جب سردی آئی تو لوگوں نے سردی سے بچنے کے لیے جبے پہنے۔

ترکیب: جاء فعل البرد فاعل واؤ بمعنی مع، الجبات مفعول معہٗ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) فعل لفظی ہواور مصاحبت مفعول کے ساتھ ہو۔ جیسے کفاك و زیداً درھمٌ (کافی ہے تجھ کواور زید کوایک درہم)

(۳) فعل معنوی ہواور مصاحبت فاعل کے ساتھ ہو جیسے مالك و زیداً (کیا کرتا ہے تو اور زید) ای ماتصنع انت و زیداً۔

(۴) فعل معنوی ہواور مصاحبت مفعول کے ساتھ ہو جیسے حسبك و زیدا درھم ای کفاك مع زید درھم۔

سوالات

(۱) مفعول معہٗ کی تعریف مع مثال بیان کیجئے؟

(۲) مصاحبت کا کیا مطلب ہے اوراس کی کتنی صورتیں ہیں مع مثال بیان کیجئے؟

(۳) مفعول معہٗ کی چار صورتیں کس اعتبار سے ہیں اور وہ کیا ہیں مع مثال بیان کیجئے؟

(۴) امثلۂ ذیل میں ہرایک کا ممثل لہٗ بتائیے اور ترکیب کیجئے۔

استوی الماء و الخشبة. ماشانك و عمراً. اجمعوا امر کم و شر کائکم.

مفعول فیہ

مفعول فیہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جو فعل کے ہونے کا وقت ہو یااس کی جگہ ہو مفعول فیہ کوظرف بھی کہتے ہیں۔ ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظرف زماں (۲) ظرف مکان۔

پھر ہرایک کی دو قسمیں ہیں۔ مبہم اور محدود۔

ظرف مبہم: ایسے ظرف کو کہتے ہیں جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔

ظرف محدود: ظرف محدود ایسے ظرف کو کہتے ہیں جس کی حد معین ہو۔ اس طرح سے

ظرف کی چار قسمیں ہوئیں۔

(۱)ظرف زمان مبہم: جیسے: دھر. حین.

(۲)ظرف زمان محدود: جیسے: یوم. لیل. شھر. سنة.

(۳)ظرف مکان مبہم: جیسے: امام. خلف. یمین. شمال. فوق. تحت.

(۴)ظرف مکان محدود: جیسے: الدار. المسجد. البیت.

ظرف زمان خواہ مبہم ہو یا محدود۔ دونوں میں لفظ فی پوشیدہ ہوتا ہے۔ جیسے: صمت دھراً. سافرت شھراً.

اور ظرف مکان مبہم میں فی پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور مکان محدود میں فی لفظوں میں موجود ہوتا ہے۔ جیسے: جلست خلفك. قمت امامك ان میں فی پوشیدہ ہے۔

اور جلست فی الدار. صلیت فی المسجد۔ ان میں فی لفظوں میں موجود ہے۔

ترکیب: جلستُ خلفك. جلستُ فعل بافاعل خَلْفَ مضاف۔ ك ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف، مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہوا۔ جَلستُ کا۔ جلست فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہی ترکیب قمت امامك کی ہے۔

جلست فی الدار. جلستُ فعل بافاعل۔ فی حرف جار الدار مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا جسلتُ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

یہی ترکیب صلیتُ فی المسجد کی ہے۔

سوالات

(۱)مفعول فیہ کی تعریف اور مثال بیان کیجئے؟

(۲)ظرف مبہم اور محدود کا کیا مطلب ہے؟

(۳)ظرف کی کتنی قسمیں ہیں اور ان کا کیا حکم ہے ہر ایک کی مثال بیان کیجئے؟

(۴)ذیل کی مثالوں میں ظرف کی قسم متعین کیجئے اور ترکیب کیجئے۔

انا نخاف من ربنا یوماً عبوساً. وانذرھم یوم الآزفة الله اعلم حیث یجعل رسالتهٗ. سبحوه بکرةً واصیلاً. فنادٰھا من تحتھا.

حال

حال ایسے اسم کو کہتے ہیں جو صرف فاعل یا مفعول یا دونوں کی ایک ساتھ حالت بیان کرے۔ جیسے جاء زیدٌ راکباً (زید اس حال میں آیا کہ سوار تھا) اس میں زید فاعل ہے۔ راکباً نے اس کی حالت ظاہر کی۔ کہ سواری کی حالت میں آیا۔ جئتُ زیدا نائما. (میں زید کے پاس ایسی حالت میں آیا کہ وہ سو رہا تھا) اس میں زید مفعول بہ ہے اور نائماً نے اس کی یہ حالت ظاہر کی کہ متکلم آنے کے وقت سو رہا تھا۔ کلمتُ زیدا جالسین .(میں نے زید سے اس حالت میں بات کی کہ ہم دونوں بیٹھے ہوئے تھے) اس میں جالسین حال ہے جس سے کلمتُ کے فاعل انا ضمیر متکلم اور زیداً مفعول بہ دونوں کی حالت معلوم ہوئی کہ بات کرنے کی حالت میں متکلم اور زید بیٹھے ہوئے تھے۔

ترکیب: جاء زیدٌ راکباً۔ جَاءَ فعل زیدٌ ذوالحال راکباً حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا جاء کا۔ جاء فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جئتُ زیداً نائماً۔ جئت فعل بافاعل زیداً ذوالحال نائماً حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا۔ جئتُ فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کلمتُ زیداً جالسین: کلمتُ فعل اَنَا ضمیر متکلم فاعل ذوالحال اوّل زیداً مفعول بہ ذوالحال ثانی جالسین دونوں سے حال۔ دونوں ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل اور مفعول بہ ہوئے کلمتُ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جس فاعل اور مفعول سے حال واقع ہوتا ہے۔ اس کو ذوالحال کہتے ہیں ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے اور حال نکرہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے ظاہر ہے کہیں ذوالحال نکرہ ہوتا ہے ایسی حالت میں حال کو ذوالحال پر مقدم کریں گے۔ جیسے۔ جاء نی راکباً رجلٌ.

جاء فعل نون وقایہ یا، ضمیر متکلم مفعول بہ۔ راکباً حال مقدم رجلٌ ذوالحال مؤخر۔ ذوالحال اپنے حال مقدم سے مل کر جاء کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

حال کبھی معرفہ ہوتا ہے اس وقت اس کو نکرہ کی تاویل میں کرلیا جاتا ہے جیسے ضربتہ وحدہٗ۔ (میں نے اس کو تنہا مارا) اس مثال میں وحدہ ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے معرفہ ہے اور ترکیب میں حال واقع ہے۔ اس لیے اس کو منفرداً کے معنی میں کرلیا گیا جو کہ نکرہ ہے۔ کبھی مضاف الیہ بھی ذوالحال واقع ہوجاتا ہے۔ جیسے ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیہ میتاً۔ اس میں میتاً حال ہے أخیہ کی ضمیر سے جو کہ مضاف الیہ ہے۔ لیکن مضاف الیہ سے حال واقع ہونے کے کچھ شرائط ہیں۔ جن کو بڑی کتابوں میں آپ پڑھیں گے۔

اصل حال میں تو یہ ہے کہ مفرد ہو لیکن کبھی جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوجاتا ہے اور چوں کہ مستقل ہوتا ہے۔ ماقبل اور مابعد کا محتاج نہیں ہوتا اس لیے ایسی صورت میں ذوالحال سے ربط پیدا کرنے کے لیے جملہ کے اندر کبھی ضمیر ہوتی ہے جو ذوالحال کی طرف راجع ہوتی ہے کبھی واؤ لایا جاتا ہے کبھی ضمیر اور واؤ دونوں کو لایا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اگر حال جملہ اسمیہ خبریہ ہو تو ربط کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں لائیں گے۔ جیسے۔ جئتُ وانا راکبٌ. جئتَ وانت راکبٌ. جاء زیدٌ وھو راکبٌ.

ترکیب: جئتُ وانا راکبٌ. جئتُ فعل ضمیر انا جو اس میں پوشیدہ ہے، ذوالحال، واؤ حالیہ انا مبتدا راکبٌ خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال ذوالحال حال سے مل کر فاعل۔ جئت فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ باقی دو مثالوں کی ترکیب اسی طرح کیجئے۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ صرف واؤ پر اکتفا کیا جائے۔ ضمیر نہ لائی جائے جیسے کنتُ نبیاً و آدم بین الماء والطین۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے نبی ہونے کا فیصلہ اس وقت ہوچکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے اندر تھے) یعنی ان کا پتلہ بھی نہ تیار ہوا تھا۔ اس میں کنتُ میں انا ضمیر ذوالحال ہے اور آدم بین الماء والطین حال ہے اور ربط کے لیے صرف واؤ لایا گیا ہے۔

بعض نحویوں نے صرف ضمیر کے ذریعہ ربط پیدا کرنے کو کافی سمجھا ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔

(۲) اگر حال مضارع مثبت ہو تو ربط کے لیے صرف ضمیر کافی ہے۔ جیسے: جاء نی زیدٌ یَضرِبُ.

ترکیب: جاء نی زیدٌ یَضرِبُ. جاء فعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ زیدٌ

ذوالحال۔ یضرب جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال سے مل کر جاء کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) اگر حال مضارع منفی ہو یا ماضی مثبت یا ماضی منفی ہو تو ان تینوں میں تین صورتیں جائز ہیں۔ (۱) ربط کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں لائے جائیں۔ (۲) صرف ضمیر لائی جائے۔ (۳) صرف واؤ لایا جائے۔

ہر ایک کی مثال ترتیب وار لکھی جاتی ہے۔

جاء نی زیدٌ و مایتکلم غلامہٗ۔ اس میں مضارع منفی حال واقع ہے اور ربط کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں لائے گئے ہیں۔

جاء نی زید و مایتکلم غلامہ اس میں مضارع منفی حال واقع ہے اور ربط کے لیے صرف ضمیر ہے۔

جاء نی زید و مایتکلم عمروٌ ۔اس میں مضارع منفی حال واقع ہے اور ربط کے لیے صرف واؤ ہے۔

ترکیب: جاء نی زیدٌ و مایتکلم غلامہ ۔جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ زیدٌ ذوالحال۔ واؤ حالیہ مایتکلم فعل غلام مضاف ہٗ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل ہوا یَتَکَلَّمُ کا۔ یتکلم فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہوا۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوا جاء کا۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

باقی دو مثالوں کی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

جاء نی زیدٌ وقد خرج غلامہٗ۔ اس میں ماضی مثبت حال واقع ہے اور ربط کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں لائے گئے ہیں۔

جاء نی زیدٌ قد خرج غلامہٗ۔ اس میں ماضی مثبت حال واقع ہے۔ اور ربط کے لیے صرف ضمیر ہے۔

جاء نی زیدٌ وقد خرج عمروٌ۔ اس میں ماضی مثبت حال واقع ہے اور ربط کے لیے صرف واؤ ہے۔

ترکیب: جاء زید وقد خرج غلامہٗ۔ جاء فعل زید ذوالحال واؤ حالیہ قد خرج فعل غلام مضاف ھا مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل۔ قد خرج فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال اپنے حال سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

باقی دو مثالوں کی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

جاء نی زید وما خرج غلامہٗ۔ اس میں ماضی منفی حال واقع ہے اور ربط کے لیے واؤ اور ضمیر دونوں موجود ہیں۔

جاء نی زید ماخرج غلامہٗ۔ اس میں ماضی منفی حال واقع ہے اور ربط کے لے صرف ضمیر ہے۔

جاء نی زید وما خرج عمروٌ۔ اس میں ماضی منفی حال واقع ہے اور ربط کے لیے صرف واؤ ہے۔ اس سے پہلے والی مثالوں کی ترکیب کے بعد ان مثالوں کی ترکیب آسان ہے۔

(۴) اگر ماضی مثبت حال واقع ہو تو اس کے شروع میں لفظ قد کا لانا ضروری ہے۔ البتہ کبھی لفظوں میں ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ ہوتا ہے جیسے جاء نی زید قد رکب فرسہٗ۔ (میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا) اس میں قد لفظوں میں موجود ہے۔ جاؤ کم حصرت صدورھم۔ (وہ تمہارے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے دل تنگ تھے) اس میں قد پوشیدہ ہے۔ اصل اس کی قد حصرت صدورھم ہے۔

(۵) حال کا عامل تین قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) فعل۔ (۲) شبہ فعل۔ یعنی جو عمل میں فعل کے مشابہ ہو جیسے اسم فاعل۔ اسم مفعول۔ صفت مشبہ۔ (۳) معنیٔ فعل (جس میں فعل کے معنی پائے جاتے ہوں)

ابھی تک جتنی مثالیں آپ نے پڑھی ہیں۔ ان سب میں عامل فعل ہے۔ باقی دو کی مثالیں یہ ہیں۔ زیدٌ فی الدار قائماً۔ اس میں قائما حال ہے اور اس کا عامل شبہ فعل ہے۔ یعنی ثابتٌ یا موجود نکالا جائے گا۔ اصل عبارت یہ ہے۔ زَیدٌ ثابتٌ فی الدار قائماً۔

ترکیب: زید مبتدا، ثابت شبہ فعل ضمیر اس میں ذوالحال فی حرف جار الدار مجرور جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کا۔ قائماً حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل

ہوا شبہ فعل کا۔شبہ فعل اپنے فاعل اور اپنے متعلق سے مل کر مشابہ جملہ ہو کر زیدٌ مبتدا کی خبر۔ مبتدا سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ھذا زیدٌ قائماً ۔اس میں قائماً حال ہے اور اس کا عامل اشارہ کے معنی ہیں جو ھذا سے سمجھے جاتے ہیں۔

ترکیب:ھذا زیدٌ قائماً. ھذا اسم اشارہ مبتدا زیدٌ ذوالحال قائماً حال۔ذوالحال حال سے مل کر ھذا کی خبر۔مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) حال کے عامل کو قرینہ کی وجہ سے کبھی حذف کر دیا جاتا ہے۔جیسے کسی مسافر کے لئے کہا جائے۔راشداً مهدياً ۔اس میں عامل محذوف ہے اور وہ سِر صیغہ امر واحد مذکر حاضر معروف ہے۔اصل عبارت یہ ہے۔سِرْ رَاشدًا مهديًا.

ترکیب:سر فعل ضمیر اس میں انت کی ذوالحال۔راشداً موصوف مهديًا صفت۔ موصوف صفت سے مل کر حال۔ذوالحال حال سے مل کر سر کا فاعل۔فعل امر اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوالات

(۱) حال کی تعریف کے بعد بتایئے کہ اس کی کتنی صورتیں ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) حال نکرہ ہوتا ہے یا معرفہ۔

(۳) ذوالحال اگر نکرہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۴) حال اگر جملہ واقع ہو تو ذوالحال سے ربط پیدا کرنے کی کتنی صورتیں ہیں۔تفصیل کے ساتھ حسب بیان مصنف بیان کیجئے؟

(۵) ماضی مثبت اگر حال واقع ہو تو اس کے لئے کیا شرط ہے؟

(۶) جاؤ وکم حصرت صدورهم۔کس کی مثال ہے۔

(۷) ذیل کی مثالوں کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا مثل لکھئے۔

قرأ زيد جالساً. جئتُ عمرواً قاعداً على كرسيه. كلمتُ زيداً قاعدين. جاء نى مسرعا رجلٌ. جئتُ وانتَ تقرءُ القرآن. قعد زيدٌ يتحدثُ جاء نى بكرٌ وما يعلم غلامهُ. جاء زيدٌ وقد

خرج ابنهٗ جاء زیدٌ وقد ذهب عمروٌ. یا ایها النبی انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذیراً. وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین وسخرلکم الشمس والقمر دائبین. ربنا ما خلقت هذا باطلا. وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا آمنین.

تمیز

تمیز ایسے اسم نکرہ کو کہتے ہیں جو ابہام کو دور کردے اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اسم مفرد سے ابہام کو دور کردے۔ (۲) نسبت سے ابہام کو دور کردے۔

پہلی قسم کی چار صورتیں ہیں:

(۱) عدد سے ابہام کو دور کرے۔ جیسے: عندی احدعشر درهماً (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) اس میں احد عشر کے اندر ابہام تھا۔ یہ نہ معلوم تھا کہ گیارہ کیا چیزیں ہیں۔ درهماً نے ابہام کو دور کر دیا۔ عدد کی تمیز کا مفصل بیان اسماعدد میں آئے گا۔

(۲) کَیل سے ابہام کو دور کرے۔ جیسے: عندی قفیزٌ برًّا. (میرے پاس ایک قفیز گندم ہے) قفیز ایک پیمانہ کا نام ہے جس سے چیزوں کو ناپتے ہیں۔ اس میں قفیز کے اندر ابہام تھا۔ یہ نہ معلوم تھا کہ ایک قفیز کیا چیز برا ً نے اس ابہام کو دور کر دیا۔

(۳) وزن سے ابہام کو دور کرے جیسے: عندی رطلٌ زیتاً (میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے) اس میں زیتاً نے رِطْلٌ کے ابہام کو دور کر دیا۔

(۴) مساحت سے ابہام کو دور کردے۔ جیسے: عندی شِبرٌ ارْضًا۔ (میرے پاس ایک بالشت زمین ہے) اس میں شبرٌ کے ابہام کو ارضاً نے دور کیا ہے۔

جو تمیز نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے اس کی بھی چار صورتیں ہیں۔

(۱) تمیز فاعل سے منقول ہو یعنی اصل میں فاعل ہو بعد میں اس کو تمیز بنایا گیا ہو۔ جیسے اشتعل الراسُ شیباً (مشتعل ہوا سر بڑھاپے کے اعتبار سے) یعنی سر کے بال سفید ہونے لگے اور بڑھاپا آ گیا اس کی اصل اِشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّاسِ ہے۔

(۲) تمیز مفعول سے منقول ہو، جیسے: حَصَدْنَا الْاَرْضَ قَمْحًا۔ (ہم نے زمین کو کاٹا

گندم کے اعتبار سے یعنی گندم کی کھیتی کاٹی) اس کی اصل حصدنا قمح الارض ہے۔
(۳) تمیز مبتدا سے منقول ہو جیسے زَیدٌ اکثر منك مالا۔ (زائد تجھ سے زیادہ ہے مال کے اعتبار سے) اس کی اصل مالُ زید اکثر منك ہے مالُ مبتدا تھا۔ بعد میں اس کو تمیز کر لیا گیا ہے۔
(۴) تمیز کسی چیز سے منقول ہو۔ جیسے للہ درُّہٗ فارساً۔ (اللہ ہی کے لیے اس کی خوبی ہے سوار ہونے کے اعتبار سے) یعنی وہ سواری اچھی کرتا ہے۔

سوالات

(۱) تمیز کی تعریف کے بعد اس کی اقسام بیان کیجئے؟
(۲) اسم مفرد سے ابہام کو دور کرنے کی کتنی قسمیں ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟
(۳) جو تمیز نسبت سے ابہام کو دور کرتی ہے اس کی کتنی قسمیں ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟
(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب بیان کیجئے اور ان میں سے ہر ایک کا ممثل لہ متعین کیجئے۔

رَأیت احدعشر کوکباً. بعثنا منھم اثنی عشر نقیباً. ذرعھا سبعون ذراعاً. فاجلدوھم ثمانین جلدۃً. فجرنا الارض عیوناً. فان طبن لکم عن شیئ منہ نفساً.

مستثنیٰ

مستثنیٰ: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کو حروف استثناء کے ذریعہ ماقبل کے حکم سے خارج کیا جائے یعنی یہ بتایا جائے کہ اس سے پہلے جس اسم کے لیے جو حکم ثابت کیا گیا ہے۔ اس حکم سے یہ اسم خارج ہے جس اسم کو خارج کیا جاتا ہے اس کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور جس اسم کے حکم سے خارج کیا جاتا ہے اس کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں۔
مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں: متصل اور منفصل جس کو منقطع بھی کہتے ہیں۔
مستثنیٰ متصل: ایسا مستثنیٰ ہے جو استثنیٰ سے پہلے ماقبل کے حکم میں داخل ہو۔ بعد میں حروف استثناء لا کر حکم سے خارج کیا گیا ہو یا یوں کہئے کہ جو مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو جیسے: جاءنی القوم الا زیداً۔
مستثنیٰ منقطع: ایسا مستثنیٰ ہے جو نہ استثنیٰ سے پہلے مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور نہ بعد استثناء کے۔

یایوں کہئے کہ جو مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے جاء نی القوم الاحمارًا۔ سجد الملئکۃ الا ابلیس۔

ترکیب جاء نی القوم الازیداً ۔ جاء فعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعول بہ۔ القوم مستثنیٰ منہ الا حرف استثناء ۔ زیداً مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر جاء کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ مستثنیٰ منقطع کی مثالوں کی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

مستثنیٰ منہ اگر مذکور نہ ہو تو اس کو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں۔ جیسے: ماجاء نی الا زیدٌ۔

اور اگر مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس کو غیر مفرغ کہتے ہیں۔ جیسے: جاء نی القوم الا زیداً۔

جس کلام میں استثناء ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ موجب اور غیر موجب۔

موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی نہی، استفہام نہ ہو۔ جیسے جاء نی القوم الا زیداً۔

غیر موجب: وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی، استفہام ہو۔ جیسے ماجاء نی الا زیدٌ۔

مستثنیٰ کے اقسام اعراب کے اعتبار سے

مستثنیٰ پانچ صورتوں میں منصوب ہوتا ہے۔

(۱) مستثنیٰ متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو۔ جیسے: جاء نی القوم الا زیداً۔

(۲) کلام غیر موجب میں مستثنیٰ مقدم ہو مستثنیٰ منہ پر جیسے ماجاء نی الا زیداً احدٌ۔

(۳) مستثنیٰ منقطع ہو۔ یہ بغیر کسی قید کے ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے سجد الملئکۃ الا ابلیس۔

(۴) مستثنیٰ ما عدا کے بعد ہو۔ یہ بھی ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ جیسے جاء نی القوم ماعدا زیداً۔

(۵) مستثنیٰ بعد خَلَا وَعَدَا کے واقع ہو تو یہ اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوتا ہے۔ جیسے جاء نی القوم خلا زیداً وعدا زیداً۔

(۶) اگر مستثنیٰ بعد اِلَّا کلام غیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں۔

(۱) اس کو بطور استثناء کے منصوب پڑھا جائے۔ جیسے: ماجاء نی احدٌ اِلَّا زیداً۔

(۶) دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو ماقبل سے بدل قرار دیا جائے۔ یعنی جو اعراب مستثنیٰ کے پہلے والے اسم پر ہو، وہی اعراب اس کے بعد والے اسم کو دیا جاتا ہے۔ جیسے: ماجاء نی احدٌ الا زیدٌ. ما ضربتُ احداً الّا زیداً. ما مررت باحدٍ الا زیدٍ.

(۷) اگر مستثنیٰ بعد اِلّا کے کلام غیر موجب میں واقع ہو اور اس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو پھر مستثنیٰ کا اعراب عامل کے تقاضے کے مطابق ہوگا جیسے ماجاء نی اِلّا زیدٌ. اس مستثنیٰ پر رفع ہے کیوں کہ اس کا عامل جاءَ فعل، مرفوع ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ ما رأیتُ الا زیداً۔ اس میں مستثنیٰ پر نصب ہے۔ کیوں کہ اس کا عامل رأیتُ مفعول ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ مامررت الا بزیدٍ۔ اس میں باجارہ کی وجہ سے مستثنیٰ پر جر آیا ہے۔

(۸) اگر مستثنیٰ لفظ غیر، سوی، سواء، حاشا کے بعد واقع ہو تو مجرور ہوگا جیسے: جاء نی القوم غیر زیدٍ. سوی زیدٍ. سواء زید. حاشا زیدٍ.

فائدہ: ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ لفظ غیر کے بعد مستثنیٰ پر جر آتا ہے۔ اب خود لفظ غیر کا اعراب لکھا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ تین صورتوں میں لفظ غیر پر نصب آئے گا۔

(۱) لفظ غیر کلام موجب میں واقع ہو اور اس کا مضاف جو اصل میں مستثنیٰ ہے وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو۔ جیسے جاء نی فی القوم غیر زیدٍ.

(۲) غیر کا مضاف الیہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو۔ جیسے: سجد الملئکۃ غیر ابلیس۔

(۳) کلام غیر موجب میں لفظ غیر مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے: ماجاء نی غیر زید ن القوم۔

(۴) اگر لفظ غیر کلام موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو لفظ غیر پر نصب پڑھ سکتے ہیں اور ماقبل سے بھی بدل قرار دے سکتے ہیں۔ جیسے ماجاء نی احد غیر زید وغیرُ زید۔ اس میں نصب استثنار کی بنار پر ہے اور رفع احدٌ سے بدل واقع ہونے کی وجہ سے ہے۔

(۵) لفظ غیر کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو عامل کے تقاضے کے مطابق لفظ غیر پر اعراب آئے گا۔ جیسے: ماجاء نی غیرُ زیدٍ. ما رأیت غیرَ زیدٍ. مامررتُ بغیر زید.

ان پانچوں صورتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ غیر پر وہ اعراب ہوتا ہے جو مستثنیٰ بالا کا ہوتا ہے۔

فائدہ: لفظ غیر کی اصل وضع تو یہ ہے کہ صفت کے لیے ہو مگر کبھی کبھی استثنار کے لیے

مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں ہے۔ اسی طرح لفظ الا اصل میں استثناء کے
لیے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن کبھی کبھی غیر کے معنی میں صفت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے
لَوْ کَانَ فِیْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا میں۔

فائدہ: لفظ سوا اور سَوَاءٌ پر ظرف ہونے کی وجہ سے نصب آئے گا۔ لفظ حاشا مبنی
ہے اس پر اعراب نہ آئے گا۔

سوالات

(۱) مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کا مطلب بتائیے؟

(۲) مستثنیٰ کی قسمیں مع تعریف اور امثال کے بیان کیجئے؟

(۳) مستثنیٰ مفرغ اور غیر مفرغ کلام موجب اور غیر موجب کا کیا مطلب ہے مع مثال بیان کیجئے؟

(۴) مستثنیٰ کے منصوب اور مجرور ہونے کی کتنی صورتیں ہیں؟

(۵) وہ کون سی صورت ہے جس میں مستثنیٰ منصوب بھی ہوتا ہے اور ماقبل سے بدل قرار دینا بھی صحیح ہے؟

(۶) مستثنیٰ میں عامل کے اعتبار سے اعراب کب آتا ہے۔

(۷) لفظ غیر کا اعراب تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے؟

(۸) امثلۂ ذیل میں ہر ایک کا مثل لہٗ متعین کیجئے؟

فسجد الملئکة الاابلیس. لا یُکَلِّفُ اللهُ نفساً اِلَّا وسعها. لا یعلم الغیب الا الله. فشربوا
منه اِلَّا قلیلا منهم. ما فعلوهُ الا قلیلٌ. ولم یکن له شهداء اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ. ما لهم به من علم.

بقیہ منصوبات

(۹) ماو لا مشابه بلیس کی خبر: جیسے: مازیدٌ قائماً. لا رجلٌ ظریفاً.

(۱۰) لائے نفی جنس کا اسم جیسے: لا رجل ظریفٌ.

(۱۲) افعال ناقصہ کی خبر۔ جیسے: کان زیدٌ قائماً۔

ان سب مثالوں کی ترکیب مرفوعات کے بیان میں گذر چکی ہے۔ تفصیلی بیان بعد
میں آئے گا۔

سوالات

(۱) ماولا مشابہ بلیس کی وجہ تسمیہ بیان کرنے کے بعد ان کا عمل بتائیے۔

(۲) حروف مشبہ بہ فعل کس چیز میں فعل کے مشابہ ہیں اور ان کا کیا عمل ہے۔

(۳) لائے نفی جنس کا کیا مطلب ہے اور اس کا کیا عمل ہے۔

(۴) افعال ناقصہ کتنے ہیں اور ان کا کیا عمل ہے۔

(۵) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر مثال کا محل بتائیے۔

ما هنّ امهاتهم. ما هذا بشرا. ان لدينا انكالاً. انّ الساعة آتية. واعلموا انّ الله شديد العقاب. ولوترىٰ اذفزعوا فلا فوت. كان الله عليماً حكيماً. وكان ربك قديراً.

مجرورات

مجرور ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں حرف جر کی وجہ سے زیر آئے جس اسم میں زیر ہو اگر اس پر حرف جر لفظوں میں موجود ہو تو اس کو مجرور کہتے ہیں۔ جیسے **في المسجد**۔ اور اگر حروف جر لفظوں میں موجود نہ ہو پوشیدہ ہو تو اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں مضاف الیہ سے پہلے جو اسم ہوتا ہے اس کو مضاف کہتے ہیں۔ جیسے غلام زيدٍ۔ اس میں زید سے پہلے حرف جر لام پوشیدہ ہے۔ اصل میں غلام لزيدٍ تھا۔ چوں کہ حرف جر لفظوں میں نہیں ہے۔ اس لیے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مضاف الیہ پر جر مضاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اسم کے مجرور ہونے کی صرف دو صورتیں ہیں۔

(۱) حرف جر کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔

(۲) مضاف کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے۔

جو اسم مضاف ہوگا وہ الف لام۔ نون تثنیہ۔ نونِ جمع۔ نون تنوین سے خالی ہوگا۔

جیسے: **غلامُ زيدٍ. غلامازَيدٍ. مُسْلِمُوْا مِصْرَ.**

اضافت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اضافت معنوی (۲) اضافت لفظی۔

اضافتِ معنوی: وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف

نہ ہو۔ صفت سے مراد اسم فاعل ۔ اسم مفعول ۔ صفت مشبہ ہے۔ اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول ہے۔

اضافتِ معنوی کی تین قسمیں ہیں: (۱) اضافت بمعنی مِــــن ۔ (۲) اضافت بمعنی فِی. (۳) اضافت بمعنی لام۔

اگر مضاف الیہ مضاف کی جنس سے ہو یعنی مضاف اور غیر مضاف دونوں پر صادق ہو یا یوں کہئے کہ مضاف الیہ مضاف سے عام ہو تو یہ اضافت بمعنی مِن ہوگی۔ جیسے خاتم فِضّۃٍ اس میں فِضّۃ جو مضاف الیہ ہے وہ مضاف یعنی خاتَم سے عام ہے اور اسکے لیے جنس ہے۔

اگر مضاف الیہ مضاف کے واسطے ظرف ہو تو اضافت بمعنی فی ہوگی۔ جیسے ضربُ الیوم۔ اس میں الیوم مضاف الیہ ہے جو ضربُ مضاف کے واسطے ظرف ہے۔

اور اگر مضاف الیہ نہ تو مضاف سے عام ہو اور نہ مضاف کے لیے ظرف ہو تو اضافت بمعنی لام ہوتی ہے۔ جیسے غلام زیدٍ ۔ اس میں زید مضاف الیہ نہ تو غلام مضاف سے عام ہے اور نہ اس کے لیے ظرف ہے۔

اضافت معنوی یا تو مضاف کے اندر تعریف کا فائدہ دیتی ہے یا تخصیص کا۔ یعنی اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف بھی معرفہ ہوگا۔ جیسے غلام زیدٍ۔ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف میں تخصیص پیدا ہو جائے گی۔ یعنی خالص نکرہ نہ رہے گا۔

اضافت لفظی: وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول یعنی فاعل یا مفعول کی طرف مضاف ہو۔ جیسے: ضاربُ زیدٍ حَسَنُ الوجہِ۔

اضافت لفظی صرف تخصیص کا فائدہ دیتی ہے یعنی مضاف کو صرف تنوین سے خالی کر دیتی ہے۔ جیسے ان دونوں مثالوں میں ضاربٌ اور حسنٌ سے تنوین ساقط ہو گئی ہے۔

اضافت لفظی میں مضاف پر الف لام آسکتا ہے۔ جیسے زیدُ نِ الضاربُ الغلامِ۔ (زید غلام کا مارنے والا ہے) اس مثال میں الضارب مضاف پر الف لام داخل ہے۔

فائدہ: اضافت صفت کی موصوف کی طرف یا اضافت موصوف کی صفت کی طرف۔ یہ دونوں قسم کی اضافت ناجائز ہے۔ جیسے زیدٌ عالمٌ میں زید موصوف ہے اور عالمٌ صفت ہے

تو اگر زید کی اضافت عالم کی طرف کریں اور زید عالم کہیں تو یہ ناجائز ہے۔

اسی طرح دو اسم جو ایک دوسرے کے مماثل اور مشابہ ہوں تو وہ بھی ایک دوسرے کی طرف مضاف نہیں ہو سکتے ہیں۔ جیسے لیث اور اسد یہ دونوں شیر کے نام ہیں تو اگر لیث کی اضافت اسد کی طرف یا اسد کی اضافت لیث کی طرف کریں تو ناجائز ہے۔

سوالات

(۱) مجرور کی تعریف کے بعد بتائیے کہ اس کی کتنی صورتیں ہیں۔

(۲) مضاف کن چیزوں سے خالی ہوتا ہے۔

(۳) اضافت معنوی کی تعریف اور اس کے اقسام ثلثہ کی مثالیں بیان کرنے کے بعد اضافت معنوی کا فائدہ بیان کیجئے۔ اور مثال سے توضیح کیجئے۔

(۴) اضافت لفظی کس کو کہتے ہیں اور اس کا کیا فائدہ ہے۔ مع مثال بیان کیجئے۔

(۵) اضافت کی کون سی قسم ناجائز ہے۔

(۶) لیث کی اضافت اسد کی طرف کیوں ناجائز ہے۔

(۷) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک مثال کا ممثل لہ متعین کیجئے۔

تربُّص اربعةِ اشهرٍ. بل مكر الليل والنهار. هديا بالغ الكعبة. غافر الذنب. شديد العقاب. هٰذا عارضٌ ممطرنا.

(۸) اضافت لفظی اور معنوی کی پانچ پانچ مثالیں بیان کیجئے۔

توابع کا بیان

اب تک ایسے اسموں کا بیان تھا جن پر اعراب اصلی تھا یعنی ان کے اوپر ان کے عامل کا اثر بغیر کسی واسطے کے تھا۔ اب ایسے اسموں کا بیان ہے جن پر اعراب اصلی نہیں ہے بلکہ پہلے اسم کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے۔

تابع: ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے پہلے کوئی اسم ہو اور اس اسم پر جو اعراب جس وجہ سے ہو۔ وہی اعراب اسی وجہ سے بعد والے اسم پر بھی ہو۔

تابع کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بیان (۵) عطف بحرف۔

صفت: صفت ایسے تابع کو کہتے ہیں جو متبوع کی حالت کو بیان کرے یعنی اس کی اچھائی یا برائی ظاہر کرے یا متبوع کے متعلق کی حالت ظاہر کرے۔ اوّل کو صفت بحال موصوف اور دوسری کو صفت بحال متعلق موصوف کہتے ہیں۔

اوّل کی مثال: جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ۔ اس میں رجل موصوف عالمٌ صفت ہے عالمٌ نے رجلٌ کی صفت کو بیان کیا کہ وہ عالم ہے اسی طرح جاء نی رجلٌ تارکُ الصلوۃ۔ اس میں تارکُ الصلوۃ صفت ہے جس نے رجل کی حالت ظاہر کی ہے کہ وہ نماز چھوڑتا ہے۔

صفت کی دوسری قسم کی مثال: جیسے: جاء نی رجلٌ عالمٌ ابوہٗ ہے۔ اس میں عالمٌ صفت ہے لیکن اس نے رجلٌ موصوف کی حالت نہیں ظاہر کی۔ بلکہ رجلٌ کے متعلق ابوہٗ کی حالت بیان کی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے کہ اس کا باپ عالم ہے۔

صفت کی پہلی قسم یعنی صفت بحال موصوف دس چیزوں میں اپنے متبوع کے تابع ہوتی ہے۔ (۱) تعریف (۲) تنکیر (۳) تذکیر (۴) تانیث (۵) افراد (۶) تثنیہ (۷) جمع (۸) رفع (۹) نصب (۱۰) جر۔

ان میں سے چار چیزیں ایک وقت میں پائی جائیں گی۔ تعریف و تنکیر میں سے ایک تذکیر و تانیث میں سے ایک۔ افراد، تثنیہ، جمع میں سے ایک نصب و جر میں سے ایک۔

جیسے فی الدار رجلٌ عالمٌ، رجلانِ عالمانِ، رجالٌ عالمونَ، امراۃٌ عالمۃٌ، امرأتانِ عالمتانِ، نِسوۃٌ عالماتٌ۔

ان مثالوں میں غور کیجئے کہ وہ کون سی چار چیزیں ہیں جن میں صفت موصوف کے مطابق ہے۔

صفت کی دوسری قسم یعنی صفت بحالِ متعلق موصوف پانچ چیزوں میں متبوع کے موافق ہوتی ہے۔

تعریف تنکیر رفع: نصب۔ جر۔ ان میں سے دو ایک وقت میں پائی جائیں گی۔ باقی

حالتوں میں یعنی تذکیر، تانیث۔ افراد، تثنیہ۔ جمع میں صفت فعل کے مشابہ ہوتی ہے۔ یعنی فعل کے جو حالات فاعل کے اعتبار سے ہوتے ہیں۔ صفت کے وہی حالات فاعل کے اعتبار سے ہوں گے جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) فاعل اگر ظاہر ہو تو صفت کو ہمیشہ مفرد لایا جائے گا۔ خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع ہو۔ جیسے: مررتُ برجلٍ قائمٍ غلامه مررتُ برجلين قاعدٍ غلامهما. مررتُ برجالٍ قاعدٍ غِلمانهم.

(۲) صفت کا فاعل اگر مذکر ہو یا مؤنث حقیقی ہو اور صفت اور اس کے فاعل کے درمیان فصل نہ ہو، تو صفت کو فاعل کے مطابق لایا جائے گا اگر فاعل مذکر ہو تو صفت کو مذکر لایا جائے گا۔ اگر مؤنث حقیقی ہو تو صفت کو مؤنث لایا جائے گا۔ جیسے مررتُ بامرأةٍ قائمٍ ابوها. اس میں قائم کا فاعل ابوہ مذکر ہے۔ اس لیے قائم کو مذکر لایا گیا حالاں کہ اس کا موصوف مؤنث ہے۔ مررتُ برجلٍ قائمةٍ جاريتهُ. اس میں فاعل جاريتهُ مؤنث ہے۔ اس لیے صفت کو مؤنث لایا گیا حالاں کہ اس کا موصوف مذکر ہے۔

(۳) اگر صفت کا فاعل مؤنث حقیقی ہو اور صفت اور اس کے فاعل کے درمیان فصل ہو تو صفت کو مذکر اور مؤنث دونوں لا سکتے ہیں۔ جیسے مررت برجل قائمٍ فی الدار جاریته یاقائمة فی الدار جاریته

(۴) اگر صفت کا فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو اس صورت میں بھی صفت کو مذکر اور مؤنث دونوں لا سکتے ہیں۔ جیسے مررت برجل معمورٍ دارُه. یا معمورةٍ دارُه (میں ایسے آدمی کے پاس سے گذرا کہ اس کا گھر آباد تھا) اس میں فاعل یعنی لفظ دار مؤنث غیر حقیقی ہے اس لئے صفت کو مؤنث اور مذکر دونوں طرح لایا گیا ہے

فائدہ: موصوف اگر معرف باللام ہو تو اس کی صفت کی صرف دو صورتیں ہیں یا معرف باللام ہوگی یا معرف باللام کی طرف بلاواسطہ یا بالواسطہ مضاف ہوگی۔ جیسے جاء نی الرجلُ الفاضلُ اس میں صفت معرف باللام ہے۔ جاء نی الرجلُ صاحبُ الفرس۔ (میرے پاس ایسا آدمی آیا جو گھوڑے والا ہے) اس مثال میں صفت معرف باللام کی طرف مضاف ہے۔

جاء نی الرجلُ صاحبُ لجام الفرس . (میرے پاس ایسا آدمی آیا جو گھوڑے کی لگام والا ہے) یعنی اس کے پاس گھوڑے کی لگام ہے۔ اس مثال میں صفت معرف باللام کی طرف مضاف ہونے والے کی طرف مضاف ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ موصوف معرف باللام کی صفت اسم موصول واقع ہوتی ہے۔ جیسے جاء نی الرجلُ الذی کان عندك امس ۔(میرے پاس ایسا آدمی آیا جو کل تیرے پاس موجود تھا) ایسے ہی موصوف اگر علم ہو تو بھی یہی تفصیل ہوگی۔

فائدہ: ضمیر نہ کبھی موصوف ہوتی ہے اور نہ صفت۔

فائدہ: صفت کا فائدہ یہ ہے کہ موصوف اگر معرفہ ہو تو صفت کی وجہ سے توضیح اس کی ہو جاتی ہے جیسے: زیدُ الظریفُ اور اگر موصوف نکرہ ہو تو اس کے اندر تخصیص پیدا ہو جاتی ہے جیسے رجلٌ فاضلٌ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفت نہ موصوف کے توضیح کے لئے ہوتی ہے اور نہ تخصیص کے لئے بلکہ وہ موصوف کی ثنا یا ذم یا تاکید کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم .نفخةٌ واحدةٌ

سوالات

(۱) تابع کی تعریف اور اسکے اقسام بیان کیجئے؟

(۲) صفت کی تعریف اور اسکے اقسام بیان کیجئے؟

(۳) صفت بحال موصوف کا کیا مطلب ہے اور یہ اپنے مطبوع کے کتنی چیزوں میں تابع ہوتی ہے

(۴) صفت بحال متعلق موصوف کا کیا مطلب ہے اور یہ اپنے مطبوع کے کتنی چیزوں میں تابع ہوتی ہے اور باقی میں کیا حکم ہے تفصیل کے ساتھ حسب بیان مصنف بیان کیجئے؟

(۵) مندرجہ ذیل صورتوں کے احکام بیان کیجئے۔

(۱) صفت کا فاعل اسم ظاہر ہو؟

(۲) صفت کا فاعل اسم ظاہر ہو؟ اور صفت اور اس کے فاعل کے درمیام فصل ہو یا نہ ہو؟

(۳) صفت کا فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو؟

(۴) موصوف اگر معرف باللام ہو تو اس کی صفت کیسی ہوگی؟

(۵) صفت کا فائدہ بیان کیجئے؟

(۲) مندرجہ ذیل مثالوں کی ترکیب کیجئے ؟اور ہر ایک کا ممثل لہ بیان کیجئے ؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ. نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ .عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ .رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ الظَّالِمِ اَھْلُھَا.

تاکید

تاکید ایسے تابع کو کہتے ہیں جو متبوع کی نسبت کو یا فعل کے تحت شامل ہونے کو اچھی طرح ثابت کردے کہ سننے والے کو کسی طرح کا شک باقی نہ رہے۔

تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ لفظی اور معنوی۔

تاکید لفظی ایسی تاکید ہے جس میں لفظ مکرر لایا جائے۔ جیسے جاء زیدٌ زیدٌ.

تاکید معنوی آٹھ لفظوں سے ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

نَفْسٌ .عَیْنٌ. کلا و کلتا .کلٌّ .اَجْمَعُ .اَکْتَعُ .اَبْتَعُ .اَبْصَعُ.

نَفْسٌ .عَیْنٌ۔ یہ دو لفظ واحد تثنیہ اور جمع تینوں کی تاکید کے لئے آتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ واحد مذکر اور مؤنث کی تاکید میں ان دونوں کو واحد لایا جائے گا۔ البتہ ضمیروں میں فرق ہوگا۔ واحد مذکر میں ضمیر واحد مذکر اور واحد مؤنث میں ضمیر واحد مؤنث لائی جائے گی۔ جیسے جاء نی زیدٌ نفسُہ. جاء تنی ھندٌ نفسُھَا ۔ تثنیہ مذکر اور مؤنث کی تاکید ان دونوں کو جمع لایا جائے گا اور ان کے ساتھ تثنیہ کی ضمیر لائی جائے گی۔ جیسے جاء نی الزیدان اَنْفُسُھُمَا. جاء تنی الھندان انفسھما . اس میں بعض نحویوں نے تثنیہ کا صیغہ کا بھی استعمال کیا ہے اور بجائے انفسھما کے نفساھما کہتے ہیں جمع کی تاکید میں ان دونوں کو جمع لایا جائے گا۔ اور جمع مذکر میں جمع مذکر کی ضمیر اور جمع مؤنث میں جمع مؤنث کی ضمیر لائی جائے گی۔ جیسے جاء نی الزیدون انفسھم جاء تنی الھندات اَنْفُسُھُنَّ یہی سب مثالیں عین کی بھی ہوسکتی ہیں بجائے نفسٌ اور انفُسٌ کے عینٌ اور اعیُنٌ کا لفظ استعمال کیا جائے گا. کلا تثنیہ مذکر کی تاکید کے لئے ہے اور کلتا تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لئے ہے جیسے جائنی الزیدان کلاھما .جائتنی الھندان کلتا ھما . کلٌّ.

اجمعُ ۔ اکتعُ ۔ ابصعُ ۔ ابتعُ ۔ واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں لفظ کلّ سے تاکید لانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس کی تاکید مقصود ہو اس کے مطابق لفظ کلّ کے ساتھ ضمیر لائی جاتی ہے لفظ کلّ میں کوئی تغیر نہیں ہوتا۔ جیسے اشتریتُ العبدَ کلّه ۔ اشتریتُ الجاریةَ کلّھا ۔ اشتریتُ العبیدَ کُلَّھم ۔ اشتریتُ الجواریَ کلَّھُنَّ ۔

اجمع ۔ اکتع ۔ ابتع ۔ ابصع ۔ کے ساتھ تاکید لانے میں ضمیر نہیں لائی جاتی بلکہ ان چاروں صیغوں میں تغیر واقع ہوتا ہے جس اسم کی تاکید منظور ہو اسی کے مطابق ان صیغوں کو لایا جائے چنانچہ واحد مذکر کی تاکید میں ان کو واحد مذکر اور واحد مؤنث کی تاکید میں واحد مؤنث ۔ اور جمع مذکر کی تاکید میں ان کو جمع مذکر اور جمع مؤنث کی تاکید میں ان کو جمع مؤنث لایا جائے گا۔ ان کی مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

اشتریت العبد اجمع ۔ اکتع ۔ ابتع ۔ ابصع ۔ قرأت الصحیفة جمعآء ۔ کتعآء ۔ بتعآء ۔ بصعآء ۔ جاء نی الزیدون اجمعون ۔ اکتعون ۔ ابتعون ۔ ابصعون ۔ قرأت النساء جمع ۔ کُتَعُ ۔ بتع ۔ بصَعُ ۔

یہ یاد رکھئے کہ اکتع ۔ ابتع ۔ ابصع ۔ یہ تینوں اجمع ۔ کے تابع ہیں یہی وجہ ہے کہ ان تینوں کا استعمال اجمع ۔ کے ساتھ ہوگا بغیر اجمع ۔ کے نہ ہوگا اسی طرح اجمع ۔ پر ان کو مقدم بھی نہیں کر سکتے اس کے بعد ہی اس کو لائیں گے۔

فائدہ: کلٌّ اور اجمعُ کے ساتھ تاکید لانے میں یہ شرط ہے کہ جس کی تاکید لائی جائے اس کے اجزا ہوں اور ان اجزا میں تفریق ہو سکتی ہے خواہ یہ تفریق حسی ہو یعنی ان اجزا کی جدائی دیکھنے میں آسکتی ہو۔ یا تفریق حکمی ہو۔

تفریق حسی کی مثال: جیسے اَکْرَمْتُ الْقَوْمَ کُلَّھُمْ میں نے پوری قوم کی تعظیم کی اس میں القوم مؤکد ہے جو بہت سے افراد پر مشتمل ہے اور ان افراد میں جدائی ہو سکتی ہے۔

تفریق حکمی کی مثال: جیسے اشتریتُ العبدَ کلَهٗ اس میں عبد مؤکد ہے اور اس کے اجزا میں جدائی نہیں ہو سکتی لیکن خریدنے کی صورت میں تفریق ہو سکتی ہے اس کا نصف یا چوتھائی یا اس کا تہائی حصہ خریدا جائے اس لئے کلّ سے تاکید لانا درست ہے۔ اور اگر جاءَ العبدُ

کـلـہٗ کہیں تو درست نہیں کیوں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ غلام کا نصف حصہ یا چوتھائی حصہ آئے بلکہ اگر غلام آئے گا تو پورے اجزا کے ساتھ آئے گا اجمعُ کو بھی اسی طرح سمجھئے۔

فائدہ: جس طرح اسم ظاہر کی تاکید لائی جاتی ہے اس طرح اسم ضمیر کی بھی تاکید لائی جاتی ہے اور اس کی تاکید میں بھی یہی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں لیکن ضمیر مرفوع متصل کی تاکید نفسٌ اور عینٌ کے ساتھ اس وقت آئے گی جب پہلے اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی جائے۔ جیسے ضربت انت نفسك ۔اس میں ضربت کے اندر جو انت پوشیدہ ہے وہ مؤکد ہے اس کی تاکید نفسٌ کے ساتھ لانے سے پہلے انت ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لائے ہیں۔

تاکید لفظی اور نفس وعین کے ذریعہ تاکید معنوی سے نسبت کی یعنی فعل کی فاعل کی طرف اور فاعل کی فعل کی طرف نسبت کی تاکید ہوتی ہے اور تاکید معنوی کے باقی الفاظ شمول یعنی فعل کے تحت متبوع کے تمام افراد کے داخل ہونے کو بتاتے ہیں۔

سوالات

(۱) تاکید کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کیجئے؟

(۲) تاکید لفظی اور معنوی کا کیا مطلب ہے؟

(۳) نفسٌ اور عینٌ کے ساتھ کس کی تاکید لائی جاتی ہے اور اس کا کیا طریقہ ہے مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) کُلّ. اَجْمَعُ. اَکْتَعُ. اَبْصَعُ. کس کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور اس کا کیا طریقہ ہے ہر ایک کی مثال بیان کیجئے؟

(۵) کلٌّ اور اجمعُ کے ساتھ تاکید لانے کی کیا شرط ہے؟

(۶) اسم ضمیر کی تاکید آتی ہے یا نہیں؟

(۷) ضمیر مرفوع متصل کی تاکید اگر نفس اور عین کے ساتھ لائی جائے تو اسکے لئے کیا شرط ہے؟

(۸) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا ممثل لہ بیان کیجئے؟

فسجدَ الملئکۃُ کلھُمْ اَجمعُونَ. لَاُغوِیَنَّھُمْ اَجْمعین. جاء ربك والملائکۃ صفاً صفا فدکت الارضُ دکًّادکًّا.

بدل

بدل ایسا تابع ہے جو نسبت سے خود ہی مقصود ہو اس کا متبوع مقصود نہ ہو۔ بدل کی چار قسمیں ہیں۔ بدل الکل۔ بدل البعض۔ بدل الاشتمال۔ بدل الغلط

بدل الکل: ایسا بدل ہے کہ وہ اور اسکا مبدل منہ دونوں کا مصداق ایک ہی ہو۔ جیسے **جاءنی زیدٌ اخوکَ**۔ اس میں زید اور اخوك کا مصداق ایک ہی ہے۔ **قرأتُ الکتابَ تسهیلَ النَّحو** میں نے کتاب تسہیل النحو پڑھی اس میں کتاب اور تسہیل النحو۔ دونوں ایک ہی ہیں۔

بدل البعض: ایسا بدل ہے جو اپنے متبوع یعنی مبدل منہ کا جزء اور اس کا ایک حصہ ہو جیسے: **ضُرِبَ زیْدٌ رأسُهٗ**۔ (زید یعنی اس کے سر پر مارا گیا) اس میں زید مبدل منہ ہے اور **رأسُهٗ** بدل ہے اور رأس زید کا جزء ہے۔

بدل الاشتمال: ایسا بدل ہے کہ اس کا اپنے مبدل منہ سے کچھ تعلق اور لگاؤ ہو۔ جیسے **سُلِبَ زَیْدٌ ثوْبُهٗ**. (زید چھینا گیا یعنی اس کا کپڑا چھینا گیا) اس میں زید مبدل منہ اور ثوب بدل ہے۔ اور ثوب کا زید سے تعلق ہے اسی طرح **سُرِقَ عَمروٌ مَالُهٗ** کو سمجھئے۔

بدل الغلط: ایسا بدل ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے یعنی مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کر دیا تھا۔ اب اس کی تلافی بدل لاکر کی جاری ہے جیسے۔ **اشتریتُ فرساً حماراً**۔ (میں نے گھوڑا خریدا نہیں بلکہ گدھا خریدا) اس میں حماراً کو لاکر یہ بتانا مقصود ہے کہ فرساً کو غلطی سے ذکر کر دیا تھا۔ گھوڑا نہیں خریدا بلکہ گدھا خریدا ہے۔

فائدہ: معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے مبدل منہ اور بدل کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) دونوں معرفہ ہوں۔ جیسے **جاء نی زیدٌ اخوك**۔ اس میں زیدٌ مبدل منہ اور **اخوك** بدل ہے۔ اور دونوں معرفہ ہیں۔

(۲) دونوں نکرہ ہوں جیسے **جاء نی رجلٌ غلامٌ لَّك**۔ (میرے پاس ایک آدمی مرد آیا جو تیرا غلام ہے)

(۳) مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ ہو جیسے **جاءَ نِیْ زَیدٌ غلامٌ لَّكَ**۔

(۴) مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو۔ جیسے **جَاءَ نِیْ غُلامٌ لَّك زَیْدٌ**. اس کی کا بڑی

کتابوں میں آئے گی۔

فائدہ: اسم ظاہر اور ضمیر ہونے کے اعتبار سے بھی مبدل منہ اور بدل کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) دونوں اسم ظاہر ہوں۔ جیسے جاء نی زیدٌ اخوك۔

(۲) دونوں اسم ضمیر ہوں۔ جیسے زیدٌ ضربتهٗ ایاه۔

(۳) مبدل منہ اسم ظاہر ہو اور بدل ضمیر ہو۔ جیسے: اخوك ضربتُ زیداً اِیَّاهُ۔ اس میں زیداً مبدل منہ اور ایاهُ ضمیر بدل ہے جو اخوكَ کی طرف راجع ہے۔

(۴) مبدل منہ ضمیر ہو اور بدل اسم ظاہر ہو جیسے اخوك ضربتهٗ زیداً۔ اس کی تفصیل بڑی کتابوں میں آئے گی۔

سوالات

(۱) بدل کی تعریف اور اس کے اقسام مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) معرفہ اور نکرہ ہونے کے اعتبار سے مبدل منہ اور بدل کی کتنی قسمیں ہیں۔ ان سب کی بھی مثال بیان کیجئے؟

(۳) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا ممثل لہٗ متعین کیجئے؟

اھدنا الصراط المستقیم ٥ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ٥ آمنا برب العالمین ٥ رب موسی وھٰرون ٥ وللہ علی الناس حج البیتِ من استطاع الیه سبیلا ٥ یسئلونك عن الشھر الحرام قتالٍ فیه

عطف بحرف

عطف بحر ایسا تابع ہے جو حروف عطف کے بعد آئے اور یہ بتائے کہ جو نسبت متبوع کی طرف ہو رہی ہے وہی نسبت تابع کی طرف بھی ہے اور نسبت سے دونوں ہی مقصود ہیں۔ متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَّعَمْرٌو (زید اور عمرو دونوں آئے) اس میں جَاءَ کی نسبت جس طرح زید کی طرف ہے اسی طرح عمرو کی طرف بھی ہے۔ حروف عطف دس ہیں۔ واؤ۔ فاء۔ ثم۔ حتی۔ اما۔ او۔ ام۔ لا۔ بل۔ لکن۔ **ان سب کا بیان بحث حرف میں آئے گا۔**

فائدہ: (۱) معطوف اپنے معطوف علیہ کیساتھ حکم میں شریک ہوتا ہے یعنی جو احوال معطوف علیہ پر اسکی ذات کے اعتبار سے پیش آتے ہیں۔ وہی احوال معطوف پر بھی پیش آئیں گے۔

(۲) ضمیر مرفوع متصل پر اگر عطف کیا جائے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ پہلے اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لائی جائے بعد میں عطف کیا جائے۔ جیسے ضربتُ انا و زیدٌ اس میں ضربت کے اندر جو ضمیر متصل ہے اس پر زیدٌ کا عطف کیا گیا ہے لیکن اس سے پہلے انا کے ساتھ اس کی تاکید لائی گئی ہے۔ البتہ اگر ضمیر مرفوع متصل کے درمیان اور اس کے معطوف کے درمیان فصل واقع ہو جائے تو پھر تاکید لانے کی ضرورت نہیں۔ جیسے ضربتُ الیومَ و زیدٌ اس میں الیوم کا فصل آ گیا ہے۔ اس لیے تاکید نہیں لائی گئی۔

(۳) ضمیر مجرور پر اگر عطف کیا جائے تو جار کا اعادہ ضروری ہے یعنی اگر معطوف علیہ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہو تو معطوف پر بھی وہی حرف جر داخل کیا جائے۔ جیسے مررتُ بِكَ وبزيدٍ۔

اور اگر معطوف علیہ مضاف کی وجہ سے مجرور ہو تو معطوف میں بھی اس مضاف کا اعادہ کیا جائے گا۔ جیسے المال بيني وبين زيد اس میں یا، متکلم معطوف علیہ اور زیدٌ معطوف ہے۔ اور جس طرح معطوف علیہ لفظ بین کی وجہ سے مجرور ہے اسی طرح معطوف میں بھی دوبارہ بین کو لایا گیا ہے جس کی وجہ سے معطوف میں بھی جر آ گیا ہے۔ ضمیریں سب مبنی ہیں اس لیے ان پر اعراب باعتبار محل کے ہوگا۔ اس مثال میں بھی بینی کی یائے ضمیر متکلم میں جر محلاً ہوگا۔

سوالات

(۱) عطف بحرف کی تعریف کے بعد بتایئے کہ حروف عطف کتنے ہیں؟

(۲) معطوف علیہ اور معطوف کا کیا حکم ہے؟

(۳) ضمیر مرفوع متصل پر عطف کرنے کے لیے کیا شرط ہے؟

(۴) ضمیر مجرور پر عطف کے لیے کیا شرط ہے؟

(۵) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا مثل لہ متعین کیجئے؟

واوحینا الی ابراهیم واسحاق ویعقوب. اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم فانجیناه ومن معهٗ فی الفلك. لقد کنتم وآبائکم فی ضلال مبین. وعلیها وعلی الفلك تحملون.

عطف بیان

عطف بیان ایسا تابع ہے جو اپنے متبوع کو واضح اور روشن کر دے لیکن صفت نہ ہو۔
عطف بیان دو مشہور ناموں میں سے ایک مشہور نام ہوتا ہے جیسے جاء زیدٌ ابو الحسنات
(زید آیا جو ابو الحسنات کے ساتھ مشہور ہے) اس میں زید علم ہے اور ابو الحسنات کنیت ہے۔

سوالات

(۱) عطف بیان کی تعریف اور اس کی مثال بیان کیجئے؟
(۲) مثالِ ذیل کی ترکیب کیجئے؟ (۱) اقسم باللہ ابو حفص عمر (۲) جاء عبداللہ ابو البرکات
(۳) قرء قالون عیسیٰ (۴) او کفارۃ طعامُ مساکین

مبنی

مبنی ایسا کلمہ ہے کہ عامل کے مختلف ہونے سے اس کے آخر میں کوئی اختلاف نہ آئے۔ جاننا چاہیے کہ کلمہ کے اقسام ثلثہ یعنی اسم، فعل، حرف میں سے تمام حروف مبنی ہیں۔
افعال میں فعل ماضی اور امر حاضر معروف کے تمام صیغے مبنی ہیں۔
مبنی کی ان تینوں قسموں کو مبنی الاصل کہتے ہیں:
فعل مضارع کے دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر مبنی ہوتے ہیں۔
البتہ اگر فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ آجائے تو پھر مضارع کے تمام صیغے مبنی ہو جاتے ہیں۔ فعل اور حرف کا بیان بعد میں آئے گا۔
اسم متمکن کی تعریف اور اس کا مفصل بیان آپ نے پڑھ لیا۔ اب اسم غیر متمکن کا بیان کیا جاتا ہے۔
اسم غیر متمکن ایسے اسم کو کہتے ہیں جو مبنی اصل کے مشابہ ہو اور اس سے مناسبت رکھتا ہو۔
مبنی اصل کے ساتھ مشابہت کی مختلف صورتیں ہیں۔
(۱) اسم میں مبنی اصل کے معنی پائے جاتے ہوں۔ جیسے اَیْنَ کہ اس میں ہمزہ استفہام کے

معنی پائے جاتے ہیں جو کہ حرف ہے۔ هَیْهَاتَ کہ اس میں بَعُدَ ماضی کے معنی پائے جاتے ہیں۔ رُوَیْدَ کہ اس میں اَمْهِلْ امر حاضر معروف کے معنی پائے جاتے ہیں اور حرف، ماضی اور امر حاضر معروف۔ یہ تینوں مبنی الاصل ہیں جیسا کہ اس سے پہلے آپ نے پڑھا ہے اس لیے جس اسم میں ان کے معنی پائے جائیں گے وہ بھی مبنی ہو جائے گا۔

(۲) وہ اسم اپنے معنی پورا کرنے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو جس طرح حرف محتاج ہوتا ہے۔ جیسے اسماء موصولہ کہ ان کے معنی بغیر صلہ کے پورے نہیں ہوتے۔ اسی طرح اسماء اشارہ کے بغیر مشارٌ الیہ کے ان کے معنی پورے نہیں ہوتے۔

(۳) مبنی اصل کے موقع میں واقع ہو۔ جیسے نزَالِ کہ اِنْزِلْ امر حاضر معروف کی جگہ میں ہے۔

(۴) وہ اسم ایسے اسم کی شکل میں ہو جو مبنی اصل کی جگہ میں واقع ہو۔ جیسے فَجارِ اَلْفُجُوْرُ کے معنی میں ہے اور فجار مبنی اصل کی جگہ میں تو نہیں واقع ہے لیکن نَزالِ کے ہم شکل ہے جو اِنزِلْ مبنی اصل کی جگہ میں واقع ہے۔

(۵) وہ اسم ایسے اسم کی جگہ واقع ہو جو مبنی اصل کے مشابہ ہو جیسے منادیٰ مضموم. یہ کاف خطابیہ اسمیہ کی جگہ میں ہے اور کاف خطابیہ کاف حرفیہ کے مشابہ ہے اور یہ مبنی الاصل ہے۔

(۶) وہ اسم مبنی اصل کی طرف مضاف ہو۔ جیسے یَوْمَئِذٍ اس میں لفظ یَوْمَ یہ اصل میں یوم اذ کان کذا ہے۔ بواسطہ اذ کے جملہ کی طرف مضاف ہے اور جملہ یوں نحویوں کے نزدیک مبنی اصل ہے۔

سوالات

(۱) کلمہ کے اقسام ثلثہ میں سے کون مبنی ہے؟

(۲) اسم متمکن اور غیر متمکن کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) مبنی اصل کیا کیا ہیں اور ان کے ساتھ مشابہت کی کتنی صورتیں ہیں۔ تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) مندرجہ ذیل امثلہ میں مبنی کی تعیین کیجئے اور اس کی وجہ بتائیے نیز ہر مثال کی ترکیب کیجئے؟

(۱) فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ (۲) هٰؤُلَاءِ تحبون العاجلة. (۳) اولئك هم المفلحون (٤) الذين يؤمنون بالغيب. (٥) هيهاتَ هيهاتَ لما توعدون٥ (٦) حين تمسون وحين تصبحون٥

اسم غیر متمکن کے اقسام

اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں: (۱) مضمرات (۲) اسماء اشارہ (۳) اسماء موصولہ (۴) اسماء افعال (۵) اسماء اصوات (۶) اسماء کنایات (۷) مرکبات (۸) بعض ظروف۔

المضمرات: (ضمیریں) ضمیر ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کا ذکر پہلے آچکا ہو۔

مضمرات کی پانچ قسمیں ہیں

(۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل (۳) منصوب متصل (۴) منصوب منفصل (۵) مجرور متصل۔ ہر ایک کے چودہ چودہ صیغے ہیں۔ اس اعتبار سے ضمائر کی تعداد ستر ہوگی۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل (فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی ہو) ضربتُ. ضربنا. ضربتَ. ضربتُما ضربتم. ضربتِ ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربتا ضربن.

(۲) ضمیر مرفوع منفصل (فاعل کی وہ ضمیر جو فعل سے جدا ہو) انا. نحن. انت. انتما. انتم. انت. انتما. انتن. هو. هما. هم. هي. هما. هنّ.

الانتباہ: ضمیر مرفوع علاوہ فاعل کے دوسرے مرفوعات کے لیے بھی ہوتی ہے۔ طلبہ کی آسانی کے لیے یہاں صرف فاعل کو ذکر کیا گیا ہے۔

(۳) ضمیر منصوب متصل (مفعول کی وہ ضمیر جو اپنے عامل سے ملی ہو) اس کی دو صورتیں ہیں (۱) فعل کے ساتھ متصل ہو جیسے: ضَرَبَنِیْ. ضَرَبَنَا. ضَرَبَكَ. ضَرَبكما. ضَربكم. ضربكِ. ضربكما. ضربكنَّ. ضَربَهٗ. ضَربهما. ضَربهم. ضربها. ضربهما. ضَربهنّ.

(۲) حرف کے ساتھ متصل ہو جیسے: اِنَّنِیْ. اِنَّنَا. اِنَّكَ. اِنَّكما. اِنَّكم. اِنَّكِ. اِنَّكما. اِنَّكُنَّ. اِنَّهٗ. اِنَّهما. اِنَّهم. اِنَّهَا. اِنَّهُمَا. اِنَّهُنَّ.

(۴) ضمیر منصوب منفصل (مفعول کی وہ ضمیر جو فعل سے جدا ہو) جیسے: اِیَّایَ. اِیَّانَا. اِیَّاكَ. ایاكما. ایاكم. ایاكِ. ایاكما. ایاكنَّ. ایاه. ایّاهما. ایاهم. ایاها. ایاهما. ایاهنَّ.

الانتباہ: ضمیر منصوب علاوہ مفعول کے دوسرے منصوبات کے لیے بھی آتی ہے۔ یہاں بھی آسانی کے لیے صرف مفعول کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۵) ضمیر مجرور متصل: یہ دو طرح کی ہوتی ہے۔

(۱) جس پر حرف جر داخل ہو۔

(۲) جس سے پہلے مضاف ہو۔ اوّل کو ضمیر مجرور بحرف جر کہتے ہیں دوسری مجرور باضافت کہلاتی ہے۔

ضمیر مجرور بحرف جر: **لی۔ لنا۔ لك۔ لكما۔ لكم۔ لكِ۔ لكما۔ لكنَّ۔ لهٗ، لهما۔ لهم۔ لها۔ لهما۔ لهن۔**

ضمیر مجرور باضافت: **داری۔ دارنا۔ دارك، داركما۔ داركم۔ داركِ۔ داركما۔ داركنَّ۔ دارُهٗ۔ دارهما۔ دارهم۔ دارها۔ دارهما۔ دارهنَّ۔**

کبھی جملہ سے پہلے ضمیر غائب بغیر مرجع کے واقع ہوتی ہے تو اگر وہ ضمیر مذکر کی ہو تو اس کو ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر ضمیر مؤنث کی ہو تو اس کو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔ اس ضمیر کے بعد جو جملہ ہوتا ہے وہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ جیسے **انہ زیدٌ قام**۔ (بے شک شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہے) **انها زینب قائمة** (بے شک قصہ یہ ہے کہ زینب کھڑی ہے)

ترکیب: اِنَّ حرف مشبہ بہ فعل۔ ہٗ ضمیر شان اِنَّ کا اسم۔ **زید** مبتدا **قائم** خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ خبریہ ہو کر اِنَّ کی خبر ہے۔ حرف مشبہ بہ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اسی طرح **انها زینب قائمةٌ** کی ترکیب کیجئے: اور یہ ضمیر شان اور قصہ متصل مستتر۔ متصل بارز منفصل تینوں طرح کی ہوتی ہے۔ ہر ایک کی مثال ترتیب وار لکھی جاتی ہے۔

کان زید قائم۔ اس میں کان کے اندر ہو ضمیر مستتر ہے جس کی تفسیر **زید قائم** ہے۔

انه زید قائم۔ اس میں انہ ضمیر متصل بارز ہے اور آگے والا جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

هو زید قائمٌ۔ اس میں ہو ضمیر منفصل ہے جس کی تفسیر آگے والا جملہ کر رہا ہے۔

ضمیر کی ان پانچوں قسموں میں سے صرف ضمیر مرفوع متصل مستتر (پوشیدہ) ہوتی

۲۔باقی چار قسمیں پوشیدہ نہیں ہوتیں۔

ضمیر مرفوع متصل کے پوشیدہ ہونے کے مواقع حسب ذیل ہیں۔

ماضی کے دو صیغوں میں۔(۱)واحد مذکر غائب میں، جیسے زیدٌ ضرب اس میں ہو ضمیر پوشیدہ ہے۔(۲)واحد مؤنث غائب میں۔ جیسے ھندٌ ضربت اس میں ضمیر پوشیدہ ہے۔

(۲)مضارع کے پانچ صیغوں میں:

(۱)واحد مذکر مؤنث متکلم میں جیسے اضرب اس میں انا پوشیدہ ہے۔

(۲)تثنیہ مذکر مؤنث متکلم میں اور جمع مذکر مؤنث متکلم میں جیسے نضرب اس میں نحن پوشیدہ ہے۔

(۳)واحد مذکر حاضر میں جیسے تضرب اس میں انت پوشیدہ ہے۔

(۴)واحد مذکر غائب میں جیسے:زیدٌ یضرب اس میں ھو ضمیر پوشیدہ ہے۔

(۵)واحد مؤنث غائب میں جیسے:ھند تضرب. اس میں ھی ضمیر پوشیدہ ہے۔

(۳)اسم فاعل۔اسم مفعول۔صفت مشبہ۔اسم تفضیل کے تمام صیغوں میں۔یعنی واحد،تثنیہ،جمع،مذکر اور مؤنث۔سب صیغوں میں ضمیر پوشیدہ ہوگی۔سب کی مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

اسم فاعل :زید ھو ضاربٌ. الزید ان ھماضاربان. الزیدون ھم ضاربون. الھند ھی ضاربة. الھند ان ھماضاربتان. الھندات ھن ضاربات.

اسم مفعول :زید مضروب. الزیدان مضروبان. الزیدون مضروبون. ھندمضروبة. ھندان مضروبتان. ھندات مضروباتٌ.

صفت مشبہ :زید حسنٌ. الزیدان حسنان. الزیدون حسنون. ھندحسنة. ھندان حسنتان. ھندات حسناتٌ.

اسم تفضیل :زید افضل. زید ان افضلان. زیدون افضلون. ھندفضلی. ھندان فضلیان. ھندات فضلیات وفُضَلٌ.

سوالات

(۱)اسم غیر متمکن کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) ضمیر کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام خمسہ مع گردان سنایئے؟

(۳) ضمیر مجرور کی کتنی صورتیں ہیں؟

(۴) ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا مطلب مع مثال بیان کیجئے؟

(۵) امثلۂ ذیل کس کی مثالیں ہیں ان سب کی ترکیب بھی کیجئے؟

كان عمرو قاعد. انه خالد ذاهبٌ. هو بكر نائم.

(۷) امثلۂ ذیل میں ہر ایک کا ممثل لہ بیان کیجئے اور ہر ایک کی ترکیب کیجئے؟

عمرو ذاهب. هند نائمة. الزيد ان منصوران. الهندات منصورات. الزيدو حسنون. الهندات حسنات. زيد اكرم. الزيدون منصورون. الهندات سعدياتٌ

اسمار اشارہ

اسم اشارہ ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جو اسم کے لیے وضع کیا گیا ہو جس کی طرف اشارہ کیا جائے اسم اشارہ کی دو قسمیں ہیں: کچھ اشارہ قریب کے لیے اور کچھ اشارہ بعید کے لیے ہیں۔ اشا قریب کے لیے: هٰذا. (واحد مذکر) هٰذَان. (تثنیہ مذکر) هذين. (تثنیہ مذکر) هذه. (وا مذکر) هاتان. (تثنیہ مؤنث) هاتين. (تثنیہ مؤنث) هٰؤُلآء. (جمع مذکر ومؤنث)
اشارہ بعید کے لیے: ذالك. (واحد مذکر) ذانك . ذينك. (تثنیہ مذکر) تِلْكَ (واحد مؤنث) تانك تينك (تثنیہ مؤنث) اولئك (جمع مذکر ومؤنث)

سوالات

(۱) اسم اشارہ کی تعریف کیجئے اور بتایئے کہ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) اشارہ قریب اور بعید کے لیے کون کون سے اسم وضع کئے گئے ہیں؟

(۳) قرآن پاک سے ایسی دس مثالیں بیان کیجئے جن میں اسم اشارہ کا استعمال ہوا ہو؟

اسمار موصولہ

اسم موصول ایسا اسم ہے جو جملہ کا پورا جز بغیر صلہ کے نہیں ہوتا اور صلہ جملہ خبر یہ ہوتا ہے جس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے۔ جیسے جَاء الذي ابو

عالم. (آیا وہ شخص جس کا باپ عالم ہے)

ترکیب :جاء الذی ابوہ عالم. جاء فعل الذی اسم موصول ابو مضاف ھاء ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ عالم خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر جاء کا فاعل ہوا فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

اس میں صلہ ابوہ عالم جملہ اسمیہ خبریہ ہے جس میں ھاء ضمیر الذی اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔

جاء الذی نصرک (آیا وہ شخص جس نے تیری مدد کی)

ترکیب :جاء فعل الذی اسم موصول نصر فعل ضمیر اس میں ھو فاعل ك ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا صلہ موصول ملکر جاء کا فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اس میں صلہ نصرک جملہ فعلیہ خبریہ ہے جس میں ضمیر فاعل کی اسم موصول کی طرف لوٹتی ہے۔

اسماء موصولہ :الذی۔(واحد مذکر) اللذان ، اللذین، (تثنیہ مذکر) الذین (جمع مذکر) التی (واحد مؤنث) اللتان ،اللتین (تثنیہ مؤنث) اللاتی ،اللواتی (جمع مؤنث) کبھی الف اور لام جو اسم فاعل یا اسم مفعول میں آتا ہے وہ بھی اسم موصول کے معنی میں آجاتا ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتا ہے اس وقت فاعل ماضی معروف کے معنی میں ہوتا ہے اور اسم مفعول ماضی ماضی مجہول کے معنی میں ہوتا ہے جیسے الضارب الذی ضَرَبَ کے معنی میں ہے المضروب .الذی ضُرِبَ کے معنی میں ہے۔

اسی طرح لفظ ما ،من ،اَیٌّ ،اَیَّۃٌ بھی اسم موصول ہیں اور الذی کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں اَیٌّ ،اور اَیَّۃٌ یہ دونوں معرب ہیں اور ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں بغیر اضافت کے ان کا استعمال نہیں ہوتا یہ دونوں اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم موصول ہوتے ہیں اور اس کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ صلہ ہوتا ہے جیسے اَیُّ رَجُلٍ ھو اخذ مالك (وہ کون آدمی ہے جس نے تیرا مال لیا ہے)

ترکیب: ای رجل هو احد مالك۔ ای مضاف، رجل۔ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر کے موصول۔ هو مبتدا، احد۔ فعل ضمیر هو اس میں فاعل، مضاف مضاف۔ لك ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر کے مفعول ہوا احد فعل کا احد۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر کے جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ سے مل کر کے مبتدا۔

لفظ **ذو** قبیلہ بنی طی کے زبان میں الذی کے معنی میں ہے جیسے جاء ذو ضربك ای الذی ضربك (آیا وہ شخص جس نے تجھ کو مارا)

ترکیب: جاء فعل ذو اسم موصول ضربك فعل با فاعل، ك مفعول فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ باقی ترکیب حسب سابق۔

سوالات

(۱) اسم موصول کی تعریف کیجئے اور بتائیے کہ صلہ کونسا جملہ ہوتا ہے؟

(۲) اسماء موصول کیا ہیں؟

(۳) کون سا الف و لام اسم موصول ہوتا ہے؟

(۴) الناصر اور المنصور کا صلہ بتائیے؟

(۵) ایٌ اور ایۃ مبنی ہیں یا معرب؟

(۶) امثلہ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے؟

(۱) الذی جاء بالصدق (۲) هذا یومکم الذی کنتم تو عدون.

(۳) قد سمع الله قول التی تجادلك (٤) واللائی یئسن

(۵) ما عندکم ینفدُ وما عندنا لله باق.

اسماء افعال

یہ ایسے اسم ہیں جن میں فعل کا معنی پائے جائے۔ یہ دو قسم پر ہیں

(۱) ایسے اسماء جو امر حاضر کے معنی میں ہوں۔ جیسے روید بله یہ دونوں امهل (چھوڑ تو

کے معنی میں ہیں حیھل ھلم یہ دونوں ائت (آتو) کے معنی میں ہیں دونک ھا یہ دونوں خذ (پکڑتو) کے معنی میں ہیں علیك یہ الزم (لازم پکڑتو) کے معنی میں ہیں اور امھل الت خذ الزم یہ سب امر ہیں۔

(۲) ایسے اسمار افعال جو فعل ماضی کے معنی میں ہوں۔ جیسے ھیھات ۔ بمعنی بعد (دور ہوا) شتان ۔ بمعنی افترق (جدا ہوا) سرعان بمعنی سرع (جلدی کی)

سولات

(۱) اسمار افعال کا کیا مطلب ہے اس کی کتنی قسمیں ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) اسمار افعال کی دونوں قسموں کی پانچ پانچ مثالیں کتاب میں لکھی ہوئی مثالوں کے علاوہ بیان کیجئے؟

اسمار اصوات

اسم صوت ایسا اسم ہے جس سے کسی قسم کی آواز نقل کی جائے یعنی کوئی انسان اپنی زبان سے اس کو کسی کی آواز سے مشابہت حاصل کرنے کے لئے بولے یا اس سے چوپایوں کو آواز دی جائے۔

اول کی مثال:۔ جیسے غاقِ (بکسر القاف) کوے کی آواز ماءِ (ہرن کی آواز)

ثانی کی مثال:۔ جیسے نخِ بفتح الخاء او بالکسر ۔(اونٹ بیٹھانے کی آواز) شیب (اونٹ کے پانی پلانے کے لئے)

سوالات

(۱) اسمار اصوات کی تعریف کیجئے اور ان کی مثالیں بیان کیجئے؟

(۲) اسمار اصوات کی پانچ مثالیں اپنی طرف سے بیان کیجئے نہ معلوم ہو تو استاد سے معلوم کیجئے؟

اسمار کنایات

یہ ایسے اسم ہیں جو کسی شی معین پر صراحۃ دلالت نہ کریں بلکہ بطور ابہام کے دلالت

کریں کنایہ کبھی عدد سے ہوتا ہے اور کبھی بات چیت سے۔

عدد سے کنایہ کے لئے کم اور کذا کو استعمال کیا جاتا ہے اور بات چیت سے کنایہ کے لئے کَیْتَ اور ذَیْتَ لاتے ہیں۔

کم کی دو قسمیں ہیں۔ استفہامیہ اور خبریہ

کم استفہامیہ سے کسی عدد کے بارے میں سوال کرنا مقصود ہوتا ہے اور کم خبریہ سے کسی عدد کی خبر دی جاتی ہے۔

کم استفہامیہ کی تمیز ہمیشہ مفرد ہوتی ہے اور اس پر نصب آتا ہے جیسے کم رجلاً عندكَ (تیرے پاس کتنے آدمی ہیں)

ترکیب: کم رجلاً عندَكَ . کم ممیز رجلاً تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر مبتدا عند مضاف كَ ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف ہوا ثبت فعل محذوف کا ثبت فعل ضمیر فاعل فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا، خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کم خبریہ کی تمیز کبھی مفرد ہوتی ہوہے اور کبھی جمع لیکن دونوں صورتوں میں مطلب ایک ہی ہوتا ہے یعنی مفرد اور جمع دونوں صورتوں میں عدد کی کثرت کو بیان کیا جاتا ہے. کم رجلٍ عندی اور کم رجالٍ عندی دونوں کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس بہت مرد ہیں۔

ترکیب:. کم رجل عندی. کم ممیز مضاف۔ رجل تمیز مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبتدا. عند مضاف یا ضمیر متکلم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر کے ظرف ہوا ثبت فعل کا ثَبَتَ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یہی ترکیب کم رجال عندی کی ہے۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ من بیانیہ کو کم استفہامیہ اور خبریہ کی تمیز پر داخل کر دیتے ہیں اس صورت میں دونوں کی تمیز مجرور ہوگی۔ جیسے کم من رجل ضربت۔ (تو نے کتنے آدمیوں کو مارا ہے) اس میں کم استفہامیہ ہے. کم من قریۃٍ اَھلکناھا (بہت سی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا) اس میں کم خبریہ ہے۔

ترکیب: کم من رجلٍ ضربتَ ۔کم مبتدا من حرف جار رجل مجرور۔جار مجرور سے مل کر متعلق مقدم ہوا ضربتَ کا. ضربتَ فعل بافاعل اپنے متعلق سے مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی۔مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ صورۃً اور معنًی انشائیہ ہوا۔

اسی طرح **کم من قریۃٍ اہلکناھا** کی ترکیب کیجئے۔البتہ چونکہ اس میں کم خبر ہے اس لئے یہ جملہ صورت اور معنی دونوں اعتبار سے خبریہ ہوگا۔

کم استفہامیہ اور خبریہ ہمیشہ شروع کلام میں واقع ہوتے ہیں اور ترکیب میں عامل کے اعتبار سے ان پر رفع نصب جرآتا ہے لیکن تینوں حالت میں ان پر اعراب محلی ہوگا۔ لفظوں میں کوئی حرکت نہ آئے گی۔

سوالات

(۱) اسماء کنایات کی تعریف کیجئے؟

(۲) عدد اور بات چیت سے کنایہ کے لئے کون کون سے الفاظ ہیں؟

(۳) کم اور کذا اور کیت وذیت کا موضوع لہ کیا ہیں؟

(۴) کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی تمیز کیسی ہوتی ہے؟

(۵) وہ کون سی صورت ہے جس میں کم استفہامیہ اور کم خبریہ دونوں کی تمیز مجرور ہوتی ہے؟

(۶) کم استفہامیہ اور کم خبریہ ترکیب میں کیا واقع ہوتے ہیں اور ان پر اعراب کیسا آئے گا؟

(۷) امثلہ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ ان میں کم کی کون سی قسم پائی جاتی ہے؟

(۱) کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً باذن اللہ.

(۲) کم اٰتینا ھم من اٰیۃٍ بینۃٍ. **(۳) کم اھلکنا قبلھم من القرون**

مرکبات

مرکب سے مراد یہاں ایسا اسم ہے جو دو کلموں سے بنا ہو اور انکے درمیان کوئی نسبت نہ ہو اگر اس قسم کے مرکب میں دوسرا کلمہ کسی حرف کو متضمن ہو تو اس کو مرکب بنائی کہتے ہیں اس کے دونوں جز فتحہ پر مبنی ہوتے ہیں جیسے خمسۃَ عشرَ اصل میں خمسۃٌ وعشرٌ تھا۔

اگر دوسرا جز کسی حروف کو متضمن نہ ہو تو اکثر لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ پہلا جز تو فتحہ پر مبنی ہوگا اور دوسرا جز معرب غیر منصرف ہوگا یعنی اس پر تنوین نہ آئے گی اور جر کی حالت میں بھی فتحہ ہو گا جیسے بعلبکُ۔ متضمن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصلا اس سے پہلے حرف عطف ہو جسے ترکیب میں حذف کر دیا گیا ہو مرکب کا بیان شروع میں ہو چکا ہے اس کو ملاحظہ فرمالیجئے۔

سوالات

(۱) مرکب سے یہاں کیا مراد ہے؟

(۲) مرکب بنائی کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیجئے؟

(۳) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ مرکب کی کون سی قسم پائی جاتی ہے؟

(۱) رأیتُ اَحَدَ عَشَرَ کوْکَباً. (۲) جاء نی معدیکرب

ظروف

جاننا چاہے کہ تمام ظروف مبنی نہیں ہوتے جتنے ظروف مبنی ہوتے ہیں ان کو بیان کیا جاتا ہے ان میں بعض زمان پر دلالت کرتے ہیں اور بعض مکان پر۔

(۱) ایسے ظروف جن کو اضافت سے قطع کر لیا جائے یعنی ان کے مضاف الیہ کو لفظوں سے حذف کر دیا جائے لیکن نیت میں ہے ایسے ظروف کو غایات بھی کہتے ہیں جیسے . قبل، بعد ،فوق ،تحت، اگر ان کا مضاف الیہ لفظوں میں موجود ہو یا اس طرح حذف کر دیا جائے کہ نیت میں بھی نہ ہو تو پھر یہ دونوں قسم کے ظروف معرب ہوں گے قبل ،بعد ، کے حکم میں . لاغیر .لیس .غیر .حسب .بھی ہیں یہ بھی مبنی ہوتے ہیں۔

(۲) اذ ، یہ ماضی کے لئے ہے اگر چہ مستقبل پر داخل ہو اس کے بعد جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں آتے ہیں۔ جیسے وقع ذالك الامر اذ زید قائم یا اذ قامَ زیدٌ۔ (یہ بات اس وقت ہوئی جب زید کھڑا تھا)

(۳) اذا ، یہ زمانہ مستقبل پر دلالت کرنے کے لئے ہے اگر ماضی پر داخل ہو تو ماضی کے معنی مستقبل کے ہو جائیں گے۔ جیسے اِذَا جاءَ نَصرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحِ . یہاں ماضی مستقبل کے

معنی میں ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے۔
اذا کے اندر شرط کے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے اسکے بعد جملہ فعلیہ اکثر آتا ہے کیوں کہ فعل کو شرط کے ساتھ مناسبت ہے لیکن چونکہ اذا شرط کے اندر اصل نہیں ہے اس لئے اس کے بعد جملہ اسمیہ بھی آ جاتا ہے جیسے اٰتِیْكَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور اٰتِیْكَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ. میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا۔
ترکیب: اٰتیك اذا طلعت الشمس . اٰتی، صیغہ واحد متکلم فعل بافاعل ك، ضمیر مفعول بہ اذا حرف ظرف طلعت فعل الشمس فاعل فعل اپنے فاعل اور سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر ظرف ہوا اٰتی فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور ظرف سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ دوسرے جملہ کی ترکیب اس جملہ کے بعد آسان ہے۔ کبھی اذا مفاجات کے لئے آتا ہے اس وقت بجائے جملہ فعلیہ کے جملہ اسمیہ لایا جائے گا۔ جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ. میں نکلا پس اچانک درندہ کھڑا تھا مفاجات کا مطلب ہے اچانک کسی چیز کا سامنے آنا۔
ترکیب. خَرَجْتُ فَاِذَا السُّبُعُ وَاقِفٌ. خرجْتُ فعل بافاعل مل کر جملہ فعلیہ فاسبیہ یا زائدہ اذا مفاجاتیہ السبع مبتدا واقف خبر مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
(۴) متی، یہ زمان کے لئے ہے خواہ زمانہ ماضی ہو یا مستقبل اور کبھی استفہام کے لئے آتا ہے خواہ بڑی شئ کو دریافت کرنا ہو یا چھوٹی چیز کو اور کبھی شرط کے لئے جیسے متی تسافر، تو کب سفر کرے گا یہ استفہام کے لئے ہے اور مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ ۔ جب تو روزہ رکھے گا میں بھی رکھوں گا یہ شرط کے لئے ہے۔
ترکیب. متٰی تسافر . متٰی ظرف مقدم تسافر فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. مَتٰی تَصُمْ اَصُمْ . متٰی ظرف مقدم تصم فعل کا فعل اپنے فاعل اور ظرف مقدم سے مل کر شرط اَصُمْ، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔
(۵) اَیَّانَ. یہ زمانہ مستقبل کے لئے ہے اور صرف بڑے درجہ کی چیزوں کو دریافت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے اَیَّانَ یومُ الدین ۔قیامت کا دن کب ہوگا۔

ترکیب .ایان یوم الدین .ایان ظرف ہے ثابتٌ یا کائن "شبہ فعل کا شبہ فعل اپنے ظرف سے مل کر خبر مقدم یومُ الدین مضاف مضاف الیہ سے مل کر کے مبتدا مؤخر۔ مبتدا خبر سے مل کر کے جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۶)مذ اور منذ ۔یہ دونوں کبھی کام کی ابتدائی مدت بتانے کے لئے آتے ہیں اس صورت میں ان کے بعد مفرد معرفہ آئے گا جیسے ما رأیته مذیوم الجمعة (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) کبھی پوری مدت بتانے کے لئے آتے ہیں اس صورت میں ان کے بعد پوری مدت پر دلالت کرنے والا عدد ذکر کیا جائے گا جیسے مارأیته مذ یومین .(میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے نہ دیکھنے کی مدت دو یوم ہے۔

ترکیب:—مارأیتهٗ مذ یوم الجمعة .مارأیت فعل بافاعل ھا ضمیر مفعول بہ مذ حرف جر یوم مضاف الجمعة مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار مجرور سے ملکر مارأیتهٗ کے متعلق ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا. مارأیتهٗ مذیومین کی بھی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

(۷)قط ۔یہ ماضی منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے ماضربته' قطُّ ۔(میں نے اس کو گذشتہ زمانہ میں کبھی نہیں مارا)

ترکیب:ضربت فعل بافاعل مؤکد ھا ضمیر مفعول بہ قطتاکید فعل مؤکد اپنے فاعل اور مفعول بہ اور تاکید سے ملکر جملہ خبریہ ہوا۔

(۸)عوْضُ :۔یہ مستقبل منفی کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے لا اضْرِبُهٗ عَوْضُ (میں اس کو ہرگز نہیں ماروں گا) اسکی ترکیب بھی ترکیب مذکور کی طرح کیجئے۔

(۹)اَمْسِ :۔کل گذشتہ جیسے .جاءَ نی زَیْدٌ اَمْسِ (آیا میرے پاس زید کل گذشتہ) بعض نحویوں کے نزدیک امس معرب ہے۔ترکیب مثل سابق۔

(۱۰)حیْثُ: .یہ ظرف مکان کے لئے ہے اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ جیسے اجلس حیث زیدٌ جالس "(بیٹھ تو جس جگہ زید بیٹھا ہے) اس میں حیث کی اضافت جملہ اسمیہ کی طرف ہے اجلس حیث جلس زید "(بیٹھ تو جس جگہ

زید بیٹھا ہے) اس میں حیث کی اضافت جملہ فعلیہ کی طرف ہے)

ترکیب: اجلس حیث زید جالس۔ اجلس فعل بافاعل حیث مضاف زید مبتدا جالس خبر مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حیث کا مضاف الیہ ہوا مضاف مضاف الیہ سے ملکر کے ظرف ہوا اجلس فعل کا فعل اپنے فاعل اور ظرف سے مل کر کے جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

دوسری مثال کی ترکیب بھی اسی طرح کیجئے۔ فرق یہ ہے کہ اس میں مضاف الیہ جملہ خبریہ ہے۔

(۱۱) این و انّٰی: یہ دونوں ظرف مکان کے لئے ہیں اور کبھی استفہام کے معنی میں آتے ہیں کبھی شرط کے لئے۔ استفہام کی صورت میں اس کے بعد صرف ایک جملہ آتا ہے جیسے این تذْھَبُ۔ تو کہاں جائے گا۔ انّٰی تقْعُدُ۔ تو کہاں بیٹھا ہے۔ اور جب شرط کے معنی میں ہوں گے تو ان کے بعد دو جملے رہیں گے۔ ایک جملہ شرط ہوگا دوسرا جزا ہوگا جیسے انّٰی تَجْلِسْ اَجْلِسْ۔ (جہاں تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا) انّٰی تقُمْ اَقُمْ (جہاں تو کھڑا ہوگا میں بھی کھڑا ہوں گا)۔

ترکیب: اَیْنَ تَذْھَبُ۔ این ظرف مقدم تذہب فعل کا۔ تذہب فعل بافاعل اپنے ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح انی تقعد کی ترکیب کیجئے۔ انی تجلس اجلس۔ انی ظرف مقدم تجلسْ فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط اَجْلِسْ فعل بافاعل ہوکر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ اسی طرح انّٰی تَقُمْ اَقُمْ۔ کی ترکیب کیجئے۔

(۱۲) لدی۔ لدن۔ یہ عند کے معنی میں ہے جیسے: المال لدی زیدٍ۔ لدن زید (مال زید کے پاس ہے) ان تینوں میں فرق یہ ہے کہ لدی اور لدن کا استعمال اس وقت ہوگا جب وہ چیز جس کا تذکرہ ان سے پہلے ہونا ہے وہ اس کے پاس موجود ہو جس پر یہ دونوں داخل ہوتے ہیں اور عند کا استعمال عام ہے خواہ وہ شئی اس کے مدخول کے پاس ہو یا کسی اور جگہ ہو۔

ترکیب: المال لدی زیدٍ۔ الما مبتدا، لدی مضاف زید مضاف الیہ۔ مضاف مضاف

الیہ سے مل کر ظرف ہوا ثابتٌ کا۔ ثابتٌ شبہ فعل اپنے ظرف سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ اسی طرح المال لدن زید کی ترکیب کیجئے۔

(۱۳) کیف یہ حالت دریافت کرنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے کیف انت (تیرا کیا حال ہے)

ترکیب: کیف انت ، کیف محلاً مرفوع خبر مقدم۔ انت مبتدا مؤخر۔ مبتدا، خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

فائدہ: (۱) جو ظروف مبنی نہیں ہیں ان کی اضافت اگر جملہ کی طرف یا لفظ اذ کی طرف کی جائے تو ان کو فتحہ پر مبنی پڑھنا جائز ہے۔ جیسے یوم ینفعُ الصادقینَ صدقُھم. یومئذٍ، حِینئذٍ. (۲) قبلُ. بعدُ. تحتُ. فوقُ. قدامُ. خلفُ. حیثُ. قطُّ. عوضُ. ضمہ پر مبنی ہوتے ہیں اور ایّانَ. کیفَ. اینَ فتحہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور امسِ کسرہ پر مبنی ہوتا ہے۔ باقی ظروف سکون پر مبنی ہوتے ہیں۔

سوالات

(۱) ظروف مبینہ کیا کیا ہیں؟

(۲) غایات کس قسم کے ظرف کو کہا جاتا ہے اور ان کے مبنی ہونے کے لیے کیا کیا شرط ہے؟

(۳) اِذ اور اذا کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

(۴) اِذا مفاجاتیہ کا کیا مطلب ہے اور اس کی کیا مثال ہے؟

(۵) این. انی. متی. مذ و منذ کا موضوع لہ کیا ہے مع مثال بیان کیجئے؟

(۶) لدی. لدن اور عند کے استعمال میں کیا فرق ہے۔ مثال سے اس کی توضیح کیجئے؟

(۷) جو ظرف مبنی نہیں ہیں ان کے مبنی ہونے کی کیا صورت ہے؟

(۸) امثلۂ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا مثل لہ بتائیے؟

اذا الشمس کورت. اذقال ربك. نسلخ منه النهار فاذا هم مظلمون. این تذهبون. انی توفکون. ویقولون. متی هٰذا الوعد. إن کل لما جمیع لدینا محضرون. ثم فصلت من لدن حکیم خبیر وما لاحدعندهٗ من نعمةٍ تجزیٰ.

معرفہ اور نکرہ کا بیان

تعیین اور عدم تعیین کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ۔

(۱) **معرفہ**: ایسا اسم ہے جو کسی خاص اور معین چیز کے لیے بنایا گیا ہو۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔

(۱) **ضمیریں**: ضمیر ایسا اسم ہے جو کسی نام کی جگہ استعمال کیا جائے۔ جیسے ھو۔ انت۔ انا۔ نحن

(۲) **علم**: جو کسی خاص آدمی یا خاص شہر یا کسی خاص چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے خالد مکۃ زمزم وغیرہ۔

(۳) **اسم اشارہ**: اسم اشارہ وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے ھٰذا۔ و ذالك۔

(۴) **اسم موصولہ**: اسم موصول ایسے اسم کو کہتے ہیں جو اپنے صلہ کے ساتھ مل کر جملہ کا جز بنتا ہو۔ جیسے الذی التی۔ وغیرہ۔

(۵) **معرف باللام**: یعنی وہ اسم جس پر الف ولام داخل کر کے معرفہ کیا گیا ہو۔ جیسے الرجل۔

(۶) ایسا اسم جو ان پانچوں قسموں میں سے کسی کی طرف مضاف ہو ہر ایک کی مثالیں ترتیب کے ساتھ لکھی جاتی ہیں: غلامہ۔ غلامك۔ غلامی۔ غلام زید۔ ساکن مکۃ۔ ماء زمزم۔ کتاب ھٰذا۔ فرس ذلك۔ کتاب الذی عندك۔ بنتُ التی قرأت۔ غلام الرجل۔

(۷) **معرفہ بنداء**: یعنی وہ اسم جس کو حرف ندا داخل کر کے معرفہ کیا گیا ہو۔ جیسے یَارَجُلُ۔

حروف ندا پانچ ہیں: یا۔ ایا۔ ھیا۔ أی۔ ھمزۂ۔ مفتوحہ۔

(۲) **نکرہ**: ایسا اسم ہے جو غیر معین یعنی عام چیز کے لے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے فرسٌ۔ شجرٌ وغیرہ۔

سوالات

(۱) معرفہ اور نکرہ کی طرف اسم کی تقسیم کس اعتبار سے ہے؟

(۲) ان دونوں کی تعریف کیجئے؟

(۳) معرفہ کے اقسام مع امثلہ بیان کیجئے؟

اسم موصول صلہ سے مل کر جملہ ہوتا ہے یا جملہ کا جزو ہوتا ہے؟

(۵) امثلہ ذیل میں معرفہ اور نکرہ کی تعیین کیجئے۔ اگر معرفہ ہے تو اس کی کون سی قسم ہے۔ نیز امثلہ کی ترکیب کیجئے؟

هو الله. انت الحي القيوم. انا الله الواحد القهار. تلك آيات الكتاب الحكيم. الذين آمنوا وعملوا الصلحت. استعينوا بالصبر. يود احدهم لو يعمر الف سنة مالكم من دون الله من ولي ولا نصير. ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا. ما انا بطارد الذين آمنوا.

مذکر اور مؤنث کا بیان

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ مذکر اور مؤنث۔

مذکر: یہ ایسا اسم ہے جس میں علامتِ تانیث نہ لفظوں میں ہو اور نہ پوشیدہ ہو۔ جیسے. رَجلٌ. فَرَسٌ۔

مؤنث: یہ ایسا اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظوں میں ہو یا پوشیدہ ہو۔ علامت کے اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ قیاسی. سماعی.

مؤنث قیاسی: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی علامت لفظوں میں پائی جاتی ہو۔ تانیث کی علامتیں تین ہیں۔

(۱) تاء۔ خواہ حقیقتاً ہو۔ جیسے طَلْحَةٌ یا حکماً ہو۔ جیسے عَقْرَب. اس میں چوتھا حرف تاء تانیث کے حکم میں ہے۔

(۲) **الف مقصورہ**: جیسے حبلیٰ موسیٰ. عیسیٰ وغیرہ۔

(۳) الف ممدودہ: جیسے حمراء، بیضاء، صحراء وغیرہ۔

مؤنث سماعی: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی علامت پوشیدہ ہو۔ جیسے اَرضٌ شَمس ان میں علامت تانیث لفظوں میں نہیں ہے بلکہ پوشیدہ ہے۔ کیوں کہ ان کی تصغیر اُرَیْضَةٌ شُمَیْسَةٌ ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ تصغیر میں جتنے حروف اصلی ہوتے ہیں وہ سب موجود ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کی اصل ارضة. شمسة. ہے۔ مؤنث کی یہ دونوں قسمیں قیاسی اور سماعی علامت کے اعتبار سے ہیں۔ اور مؤنث کی خود اس کی ذات کے اعتبار سے بھی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور لفظی۔

مؤنث حقیقی: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو۔

خواہ علامت تانیث کی ہو یا نہ ہو۔ جیسے امراۃ اس کے مقابلہ میں رجل مرد ہے۔ اتان (گدھی) اس کے مقابلہ میں حمارٌ (گدھا) ہے۔ امراۃ میں علامت تانیث تا موجود ہے۔ اور اتان میں نہیں ہے۔

مؤنث لفظی: ایسے مؤنث کو کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو۔ خواہ علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔ جیسے ظلمۃ (تاریکی) اس میں علامت تانیث تا موجود ہے۔ اور عینٌ (پانی کا چشمہ) اس میں علامت تانیث موجود نہیں ہے۔

سوالات

(۱) مذکر اور مؤنث کس اعتبار سے اسم کی قسمیں ہیں؟

(۲) دونوں کی تعریف کیجئے اور مثالیں بیان کیجئے؟

(۳) مؤنث کی کتنی قسمیں ہیں ہر ایک کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) مؤنث قیاسی کی کتنی علامتیں ہیں؟

(۵) مؤنث حقیقی اور لفظی کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۶) امثلہ ذیل میں مؤنث قیاسی۔ سماعی۔ حقیقی۔ لفظی کی تعیین کیجئے؟ ناقة. امرأة. قوة. قتلیٰ. نصریٰ. بشریٰ. عمیآء. عذراء. غبراء. الدجاجة. نفس. دارٌ. سعیر. الارض. فردوس.

واحد: تثنیہ جمع

اسم کی باعتبار عدد کے تین قسمیں ہیں: واحد، تثنیہ، جمع۔

واحد: ایسا اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے۔ جیسے رجل (ایک مرد) امرأۃ (ایک عورت)

تثنیہ: ایسا اسم ہے جو دو پر دلالت کرے۔ عربی زبان میں اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ واحد کے آخر میں نون مکسور لگا دیا جائے اور اس سے پہلے الف ماقبل مفتوح یا یاء ماقبل مفتوح زیادہ کریں۔ جیسے رجلٌ سے رجُلان اور رجلین۔

جمع: ایسا اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس کے بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے واحد میں کچھ تغیر حروف یا حرکات میں کر دیا جائے خواہ لفظوں میں تغیر کیا گیا ہو یا تقدیرا

کر گیا ہو۔ اوّل کی مثال۔ جیسے رجال ۔ رجلٌ کی جمع ہے۔ مسلمون مسلم کی جمع
ثانی کی مثال۔ جیسے فُلْكٌ اور اس کا واحد اور جمع دونوں کی صورت ایک ہی ہے۔ اس کے
واحد میں کوئی تغیر حرف یا حرکت میں نہیں کیا گیا۔

واحد بھی فُلْكٌ ہے اور جمع بھی فُلْكٌ ہے لیکن اس میں تقدیراً تغیر ہے۔ کیوں کہ واحد
قُفْلٌ کے وزن پر ہے جو واحد ہے اور جمع اُسُدٌ کے وزن پر ہے جو اَسَدٌ (شیر) کی جمع ہے۔

جمع کے اقسام

لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔ جمع مکسر جمع سالم اور معنی کے اعتبار سے بھی
دو قسمیں ہیں۔ جمع قلت۔ جمع کثرت۔

جمع مکسر: یہ ایسی جمع ہے جس میں واحد کا صیغہ سلامت نہ رہے۔ اس کا وزن ٹوٹ
جائے جیسے رِجَالٌ یہ رَجُلٌ کی جمع ہے اس میں رجل کا وزن سالم نہیں ہے رار پر کسرہ اور
الف کی زیادتی کی وجہ سے واحد کا وزن باقی نہیں رہا۔ یہی حال مساجد ، افلاک،
اقلام وغیرہ کا ہے۔

اسم ثلاثی کی جمع تکسیر کے اوزان سماع پر موقوف ہیں۔ ان کے لیے قاعدہ مقرر نہیں ہے۔

البتہ اسم رباعی اور خماسی کی جمع تکسیر مَفَاعِلُ اور مَفَاعِيلُ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے
جَعْفَرٌ کی جمع جَعَافِرُ۔ سفرجل کی جمع سَفَارِجُ. عندلیب کی جمع عَنَادِلُ. جحمرش کی
جمع جَحَامِرُ مصباح کی جمع مصابیح. اسم خماسی کی جمع میں پانچواں حرف حذف
ہو جاتا ہے جبکہ وہ اسم مشتق نہ ہو بلکہ جامد ہو جیسے سَفَارِجُ ، عَنَادِلُ اور حَجَامِرُ.

جمع سالم: وہ جمع ہے جس میں واحد کا صیغہ سلامت رہے۔ جیسے مسلمون اس میں
واحد کا صیغہ مسلم محفوظ ہے۔ اس کا وزن ختم نہیں ہوا۔ جمع سالم کو جمع تصحیح بھی کہتے ہیں۔ اس
کی دو قسمیں ہیں۔ جمع مذکر۔ جمع مؤنث۔

جمع مذکر: اس جمع تصحیح کو کہتے ہیں جس کے آخر میں واوٗ ماقبل مضموم اور نون مفتوح
ہو۔ یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح ہو۔ جیسے مسلمون. مسلمین۔

جمع مؤنث: اس جمع صحیح کو کہتے ہیں جس کے آخر میں الف اور تاء ہو۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ.

جمع قلت: وہ جمع ہے جو دس سے کم پر بولی جائے یعنی تین سے لے کر نو تک اس کو استعمال کیا جا سکے۔ جمع قلت کے چار وزن ہیں:

(۱) اَفْعُلٌ جیسے: اَكْلُبٌ (كلب) کی جمع

(۲) اَفْعَالٌ جیسے: اَقْوَالٌ (قول) کی جمع

(۳) اَفْعِلَةٌ جیسے: اَعْوِنَةٌ (عون) کی جمع

(۴) فِعْلَةٌ جیسے: غِلْمَةٌ (غلام) کی جمع

ان چاروں اوزان کے علاوہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم جن پر الف ولام نہ ہو تو یہ دونوں جمع قلت میں داخل ہیں۔ جیسے مسلمون. مسلمات. عاقلون. عاقلات۔

جمع کثرت: وہ جمع ہے جو دس اور دس سے زیادہ پر بولی جائے۔ جمع قلت کے چار اوزان کے علاوہ جس قدر اوزان ہیں وہ سب جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم میں اگر الف لام آجائے تو ان کا شمار بھی جمع کثرت میں ہو جائے گا۔ جیسے المسلمون المسلمات۔

فائدہ: (۱) بعض جمع واحد کے غیر لفظوں سے آتی ہے۔ اس کو جمع من غیر لفظہٖ کہتے ہیں۔ جیسے امرأة کی جمع نساءٌ اور ذو کی جمع اولوا۔

(۲) کبھی واحد کا صیغہ جمع کے معنی دیتا ہے۔ اس کو اسم جمع کہتے ہیں۔ جیسے قوم. رهط. رَكْبٌ.

(۳) بعض الفاظ کی جمع خلاف قیاس آتی ہے۔ جیسے ام کی جمع امهات. فَمٌ کی جمع اَفْوَاهٌ. ماء کی جمع میاه. انسان کی جمع ناسٌ شاةٌ کی جمع شِيَاهٌ.

سوالات

(۱) اسم کی باعتبار عدد کے کتنی قسمیں ہیں؟

(۲) واحد تثنیہ جمع کی تعریف اور مثال بیان کیجئے؟

(۳) تثنیہ اور جمع بنانے کا کیا طریقہ ہے مثال سے اس کی توضیح کیجئے؟

(۴) لفظ کے اعتبار سے جمع کی کتنی قسمیں ہیں اور وہ کیا ہیں؟

(۵) جمع مکسر اور جمع سالم مع مثال بیان کیجئے؟

(۶) اسم ثلاثی رباعی خماسی میں جمع تکسیر کے اوزان کیا ہیں؟

(۷) جمع مذکر اور مؤنث کی تعریف اور مثال بیان کیجئے؟

(۸) جمع قلت اور کثرت کی تعریف کیجئے اور ان دونوں کے اوزان بتائیے؟

(۹) جمع من غیر لفظہ کا کیا مطلب ہے اور اس کی کیا مثال ہے؟

(۱۰) وہ کون سے الفاظ ہیں جن کی جمع خلاف قیاس آتی ہے؟

(۱۱) امثلہ ذیل میں جمع کے اقسام کی تعیین کیجئے؟

رُسُلٌ. صَادِقُوْنَ. طَيِّبَاتٌ. صحراوات. الوابٌ. احمالٌ. نقمة. اَرجُلٌ.

اسمار اعداد

اسم عدد ایسے اسم کو کہتے ہیں جس سے اشیاء کے افراد کی تعداد معلوم ہو۔
تمام اعداد کی اصل بارہ کلمے ہیں۔
ایک سے لیکر دس تک گیارھواں لفظ مِأَة (ایک سو) اور بارھواں لفظ الفٌ (ایک ہزار ہے)
ان کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ: ایک اور دو کا استعمال قیاس کے مطابق ہے یعنی اگر معدود (جس چیز کا عدد بیان کیا جائے) واحد مذکر ہو تو اس کے لیے لفظ واحد لایا جائے گا۔ اور اگر معدود واحد مؤنث ہو تو اس کے لیے لفظ واحدۃ لایا جائے گا۔
تثنیہ مذکر کے لیے اثنان اور تثنیہ مؤنث کے لیے اثنتان. ثنتان. لایا جائے گا۔
اس کے بعد تین سے لے کر دس تک کا استعمال خلاف قیاس ہے یعنی معدود مذکر کے لیے عدد مؤنث اور معدود مؤنث کے لیے عدد مذکر لایا جائے گا۔ چنانچہ مذکر کے لیے۔ ثلثة رجال. اربعة رجال. خمسة رجال. ستة رجال. سبعة رجال. ثمانية رجال. تسعة رجال. عشرة رجال. اور مؤنث کے لیے ثلث نسوة. اربع نسوة. خمس نسوة. ست نسوة. سبع نسوة. ثمان نسوة. تسع نسوة. عشر نسوة. کہا جائیگا۔
دس کے بعد عدد مرکب ہو جائے گا لیکن دو کلموں یعنی دہائیوں اور اکائیوں کے درمیان حرف عطف نہ آئے گا اور گیارہ بارہ کا استعمال قیاس کے مطابق ہوگا۔ یعنی مذکر

کے لیے دونوں جز و مذکر ہوں گے اور مؤنث کے لیے دونوں جز و مؤنث ہوں گے۔ جیسے احدعشر رجلاً اثناعشر رجلاً. احدی عشرة إمرأة. اثنتا عشرة امرأة.

تیرہ سے لے کر انیس تک کے استعمال میں پہلا جز خلاف قیاس ہوگا اور دوسرا جز وقیاس کے مطابق ہوگا۔ چنانچہ مذکر کے لیے ثلثة عشر رجلاً. اربعة عشر رجلاً. خمسة عشر رجلاً. ستة عشر رجلاً. سبعة عشر رجلاً. ثمانية عشر رجلاً. تسعة عشر رجلاً کہا جائے گا۔

ان میں پہلا جز مؤنث اور دوسرا جز مذکر ہے اور مؤنث کے لیے ثلث عشرة امرأة. اربع عشرة امرأة. خمس عشرة امرأة. ست عشرة امرأة. سبع عشرة امرأة. ثمان عشرة امرأة. تسع عشرة امرأة. کہا جائیگا۔ ان میں پہلا جز و مذکر اور دوسرا جز و مؤنث ہے۔

انیس کے بیس کا عدد مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے یکساں ہے چنانچہ عشرون رجلاً اور عشرون امرأة کہا جائے گا مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہ ہوگا یہی حال نوے تک تمام دہائیوں کا ہے۔ یعنی ثلثون. اربعون. خمسون. ستون سبعون. ثمانون. تسعون. کا استعمال مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں ہے۔

بیس کے بعد عدد مرکب ہوگا اور یہاں اکائیوں اور دہائیوں کے درمیان حرف عطف لایا جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ بیس سے لے کر نوے تک کی تمام دہائیاں کے بعد والے دو عدد یعنی اکیس، بائیس، اکتیس، بتیس، اکتالیس، بیالیس، اکیاون، باون، اکسٹھ، باسٹھ، اکہتر، بہتر، اکیاسی، بیاسی، اکیانوے، بانوے، ان سب کا استعمال قیاس کے مطابق ہوگا یعنی مذکر کے لیے پہلا جز و مذکر لائیں گے اور مؤنث کے لیے پہلا جز و مؤنث لائیں گے۔ جیسے احدوعشرون رجلاً اور احدی وعشرون امرأة. اثنان وعشرون رجلاً. اثنتان وعشرون امرأة کہیں گے۔

ان مثالوں میں مذکر کے اندر پہلا جز و مذکر ہے اور مؤنث میں پہلا جز و مؤنث ہے دوسرا جز دہائی ہے اس لیے مذکر اور مؤنث دونوں میں ایک ہی طرح رہے گا۔

تئیس سے لے کر انتیس تک کا استعمال خلاف قیاس ہوگا یعنی مذکر کے لیے پہلا جز و مؤنث

اور مؤنث کے لیے پہلا جزو مذکر لایا جائے گا دوسرا جز دہائی ہونے کی وجہ سے مذکر اور مؤنث میں یکساں رہے گا۔

چنانچہ ان سب کا استعمال اس طرح ہوگا۔ ثلثة وعشرون رجلاً سے تسعة وعشرون رجلاً تک مذکر کے لیے پہلے جز کے مؤنث لانے کے ساتھ۔ اور ثلث وعشرون امرأة سے تسع وعشرون امرأة تک۔ مؤنث کے لیے پہلے جزو کے مذکر لانے کے ساتھ۔

اس کے بعد تیس کے لیے ثلثون رجلا اور ثلثون امرأة مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے ایک ہی طرح لایا جائے گا۔

اکیس سے لے کر تیس تک استعمال کا جو طریقہ ہے وہی طریقہ ہر دہائی کے بعد آنے والے اعداد کے استعمال میں جاری کیجئے۔ ننانوے تک یہی صورت رہے گی۔ اس کے بعد سو کے عدد میں مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے لفظ مائۃ لایا جائے گا۔ مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہ کیا جائے گا۔ مائۃ کی طرح اس کے تثنیہ اور الفٌ اور اس کے تثنیہ کا حال ہے۔ ان میں بھی مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہ کیا جائے جس طرح مائة رجل اور مائة امراة۔ کہا جاتا ہے۔ مائتا امرأة. الف رجل. الف امرأة. الفا رجل. الفا امرأة کہا جائے گا مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

فائدہ: ایک اور دو کی تمیز میں جو لفظ ان کی تمیز بن سکتا ہے اسی کو ذکر کرتے ہیں۔ عدد کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ مثلاً ایک مرد کے لیے صرف رجلٌ کہیں گے واحد رجل نہ کہیں گے اور دو کے لیے رجلان کہیں گے۔ اس کے ساتھ اثنان کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح مؤنث میں امرأة . امرأتان کہہ دینا کافی ہے ان کے ساتھ واحدة اور اثنتان ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔

البتہ ایک اور دو کے بعد جتنے اعداد ہیں۔ وہ سب اپنی تمیز کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان کی تمیز کا طریقہ یہ ہے کہ تین سے لے کر دس تک کی تمیز مجرور ہوگی اور جمع لائی جائے گی۔ خواہ لفظاً جمع ہو جیسے ثلثة رجال یا معنی کے اعتبار سے جمع ہو۔ جیسے ثلثة رهط۔

لیکن اگر تین سے لے کر نو تک کی تمیز مائۃ کا لفظ واقع ہو تو پھر جمع نہ لائی جائیں گی جیسے ثلث مائۃ، تسع مائۃ۔ حالاں کہ قیاس کا تقاضا تھا کہ ثلث مات ثلث مئین کہا جائے۔

اور گیارہ سے لے کر ننانوے تک کی تمیز منصوب ہوگی۔ اور مفرد لائی جائے گی۔

جیسے احد عشر رجلاً، احدیٰ عشرۃ امرأۃ وغیرہ۔

لفظ مائۃ اور اس کے تثنیہ کی تمیز اور الف اور اس کے تثنیہ کی تمیز مجرور اور مفرد ہوگی۔

جیسے مائۃ رجلٍ، مائتا رجلٍ، الف رجل، الفا رجل، آلاف رجلٍ کہیں گے۔

اعداد کی تمیز کے سلسلے میں ان دو بیتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

ممیز از عدد بر سہ جہت داں ❁ ز سہ تا دہ ہمہ مجموع و مکسور

ز دہ تا صد ہمہ منصوب و مفرد ❁ ز صد بر تر ہمہ فرد ست و مجرور

اس کا مطلب یہ ہے کہ عدد کی تمیز کے تین طریقے ہیں۔

(۱) تین سے دس تک کی تمیز جمع لائی جائے گی اور مکسور ہوگی۔

(۲) اس کے بعد سے ننانوے تک کی تمیز مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔

(۳) سو اور اس کے بعد کی تمیز مفرد اور مجرور ہوتی ہے۔

سوالات

(۱) اسم عدد کی تعریف کیجئے؟

(۲) اصول اعداد کتنے ہیں؟

(۳) تین سے لے کر سو تک کی تمیز کا طریقہ تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے؟ نیز بتایئے کہ ان اعداد میں کس کی تمیز قیاس کے مطابق ہے اور کس کی قیاس کے خلاف ہے؟

(۴) دہائیوں کی تمیز میں مذکر اور مؤنث نہیں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(۵) تمیز کے تین طریقے کیا ہیں؟

(۶) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ ان امثلہ میں تمیز کا کون سا طریقہ پایا جاتا ہے؟

انی رأیت احد عشر کوکباً۔ ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً۔ وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطاً امما۔ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام۔

اسمارِ عاملہ

مصدر

مصدر ایسا اسم ہے جو اپنے فعل کے لیے اصل ہو اور فعل اس سے بنایا جائے۔ مصدر کے عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ مفعول مطلق نہ ہو کیوں کہ اس صورت میں اس کا فعل موجود یا مقدر ہوگا اور فعل کے ہوتے ہوئے مفعول مطلق کو عمل دینا درست نہیں۔ مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے اگر مصدر لازم ہو تو فاعل کو رفع دے گا۔ لیکن مصدر اکثر فاعل کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ اس لیے اس کا فاعل لفظوں میں مجرور ہوگا۔ جیسے اعجبنی قیام زید۔ اس میں قیام مصدر ہے اور زید اس کا فاعل زید مضاف الیہ ہے اس زید پر لفظاً جر ہے۔

ترکیب: اعجبنی قیام زیدٍ: اعجب فعل نون وقایہ یا، ضمیر متکلم مفعول بہ قیام مصدر مضاف زید فاعل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر اَعْجَبَ کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اگر مصدر متعدی ہے تو فعل متعدی جیسا عمل کرے گا۔ یعنی فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دے گا۔ یہاں بھی فاعل مصدر کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا البتہ مفعول پر نصب آئے گا۔ جیسے اعجبنی ضربُ زیدٍ عمرواً اس میں ضرب مصدر مضاف ہے اور زید اس کا فاعل مضاف الیہ ہے اس لیے مجرور ہے اور عمرواً مفعول بہ ہے۔ اس لیے منصوب ہے۔

ترکیب: اعجبنی ضرب زید عمرواً۔ اعجب فعل نون وقایہ یا، ضمیر متکلم مفعول بہ ضرب مصدر مضاف زید فاعل مضاف الیہ عمرواً مفعول بہ۔ مصدر مضاف اپنے فاعل مضاف الیہ اور مفعول سے مل کر فاعل ہوا اعجب فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کبھی مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو جاتا ہے۔ اس وقت مفعول لفظوں میں مجرور ہوگا اور محلاً منصوب ہوگا۔ جیسے عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ اللِّصِّ الْجَلَّادُ. (میں نے تعجب کیا جلاد کے چور کو مارنے سے) اس میں ضرب مصدر مضاف ہے اور جلاد، ضرب مصدر کا فاعل

ہے اس لیے اس کو رفع ہے۔

سوالات

(۱) مصدر کی تعریف کے بعد بتایئے کہ اس کا کیا عمل ہے اور عمل کرنے کی کیا شرط ہے؟

(۲) مصدر کی اضافت اگر فاعل یا مفعول کی طرف ہو تو ان پر کیا اعراب آئے گا۔

(۳) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ مصدر نے کیا عمل کیا ہے؟

لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَیْرِ. تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ. وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ.

اسم فاعل

اسم فاعل ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے ساتھ معنی مصدری بطور حدوث کے قائم ہوں یعنی تمام زمانوں میں یہ معنی نہ پائے جائیں بلکہ کسی ایک زمانے میں پائے جاتے ہوں۔ جیسے ضارب ایسی ذات کو کہیں گے جس میں ضرب (مارنے) کے معنی کسی وقت میں پائے جائیں اسم فاعل اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے۔ اسم فاعل کے عمل کی شرط یہ ہے کہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔ اور ان چھ چیزوں میں سے کوئی اسم فاعل سے پہلے آئے اور وہ یہ ہیں۔ مبتدا۔ ذوالحال۔ موصوف۔ اسم موصول۔ ہمزۂ استفہام۔ حرف نفی۔

الف: جیسے زید قائم ابوہ. (زید اس کا باپ کھڑا ہے) اس میں اسم فاعل سے پہلے مبتدا ہے۔ یہاں اسم فاعل لازم ہے اس نے صرف فاعل کو رفع دیا ہے۔

ب: جیسے زید ضارب ابوہ عمرواً. (زید مارنے والا ہے اس کا باپ عمرو کو) یہاں اسم فاعل متعدی ہے اس لیے ابوہ کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیا ہے اور عمرواً کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیا ہے۔

ترکیب: زید قائم ابوہ. زید مبتدا قائم شبہ فعل ابو مضاف ہا، ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر قائم کا فاعل۔ شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر زید مبتدا کی خبر مبتدا اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح زید ضارب ابوہ عمرواً کی ترکیب کر لیجئے۔ اس میں عمرواً مفعول بہ کا اضافہ ہے۔

(۲) جاءنی زید راکباً غلامہ فرساً (آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار تھا) اس میں اسم فاعل سے پہلے ذوالحال ہے اور اسم فاعل نے اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیا ہے۔

ترکیب: جاءنی زید راکباً غلامہ فرساً۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ زید ذوالحال راکباً شبہ فعل غلام مضاف ہا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر راکباً کا فاعل فرساً مفعول بہ۔ راکباً شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر حال۔ ذوالحال حال سے مل کر جاء کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) مررت برجلٍ ضاربٍ ابوہ بکراً (میں گذرا ایسے آدمی کے پاس سے جس کا باپ بکر کو مارر ہا تھا) اس میں اسم فاعل سے پہلے موصوف ہے اور اسم فاعل نے اپنے فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیا ہے۔

ترکیب: مررت برجل ضارب ابوہ بکراً۔ مررت فعل با فاعل با حرف جار رجل موصوف ضارب شبہ فعل اب مضاف ہا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر ضارب شبہ فعل کا فاعل۔ بکراً مفعول بہ۔ شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر رجل کی صفت۔ موصوف صفت سے مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا مررتُ فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) جاءنی القائم ابوہ (آیا میرے پاس وہ شخص جس کا باپ کھڑا ہے) اس میں اسم فاعل سے پہلے الف لام ہے جو اسم موصول کے معنی میں ہے اور اسم فاعل نے اپنے فاعل اور ابوہ کو رفع دیا ہے۔

ترکیب: جاءنی القائم ابوہ۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ۔ القائم میں الف لام بمعنی الذی اسم موصول۔ قائم شبہ فعل اب مضاف ہا ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر شبہ فعل کا فاعل۔ شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر صلہ ہوا اسم موصول کا۔ اسم موصول اپنے صلہ سے مل کر جاء کا فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۵) اضاربٌ زیدٌ عمرواً (کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے) اس میں اسم فاعل سے پہلے ہمزۂ استفہام ہے اور اسم فاعل نے زیدٌ فاعل کو رفع اور عمرواً مفعول بہ کو نصب دیا ہے۔

ترکیب: اضاربٌ زیدٌ عمرواً. (أ) ہمزہ استفہام ضاربٌ شبہ فعل زیدٌ فاعل عمرواً مفعول بہ شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مشابہ جملہ ہوا۔

(٦) ماقائمٌ زیدٌ (نہیں کھڑا ہے زید) اس میں اسم فاعل سے پہلے ما نافیہ ہے اور اسم فاعل نے فاعل کو رفع دیا ہے۔

ترکیب: ماقائمٌ زیدٌ. ما نافیہ قائمٌ شبہ فعل زیدٌ فاعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر مشابہ جملہ ہوا۔

سوالات

(۱) اسم فاعل کی تعریف کے بعد اس کا عمل بتائیے؟

(۲) اسم فاعل کے عمل کے لیے کیا شرائط ہیں؟

(۳) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا ممثل لہٗ بتائیے؟

(١) کلبهم باسط ذراعیه بالوصید. (٢) ان الله بالغ امره. (٣) والله مخرج ما کنتم تکتمون

(٤) انهم صالوا النار. (٥) انی خالق بشراً من طین. (٦) فاعبدالله مخلصا له الدین.

(٧) وجعلها کلمة باقیة فی عقبه. (٨) من یضلل الله فلا هادیَ لهٗ.

اسم مفعول

اسم مفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جو اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہو۔ جیسے منصورٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جس پر نصرت (مدد) واقع ہوتی ہے۔

اسم مفعول اپنے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے۔

اسم مفعول کے عمل کرنے کے لیے بھی وہی شرائط ہیں۔ جو اسم فاعل کے عمل کے لیے ہیں یعنی حال اور استقبال کے معنی میں ہو اور چھ چیزوں میں سے کوئی چیز اس سے پہلے ہو۔ ہر ایک کی مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) زیدٌ مضروبٌ غلامهٗ. (زید مارا گیا ہے اس کا غلام) اس میں اسم مفعول سے پہلے مبتدا ہے۔

ترکیب: زیدٌ مضروبٌ غلامهٗ. زیدٌ مبتدا مضروبٌ شبہ فعل غلامهٗ مضاف مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل۔ شبہ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر خبر مبتدا ار خبر سے مل

کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) جاءَ زیدٌ مضروباً غلامُہٗ. (آیا زید اس حال میں کہ اس کا غلام مارا گیا) اس میں اسم مفعول سے پہلے ذوالحال ہے۔

ترکیب: جاء زید مضروباً غلامہٗ. جاء فعل زید ذوالحال مضروباً شبہ فعل غلامہٗ مضاف مضاف الیہ مل کر نائب فاعل۔ شبہ فعل نائب فاعل سے مل کر حال ذوالحال حال سے مل کر جار کا فاعل۔ فعل فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) ھٰذا رجل مضروب ابوہٗ. (یہ ایسا آدمی ہے کہ اس کا باپ مارا گیا) اس میں اسم مفعول سے پہلے موصوف ہے۔

ترکیب: ھٰذا رجل مضروب ابوہ. ہٰذا مبتدا رجل موصوف مضروب شبہ فعل ابوہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر نائب فاعل۔ شبہ فعل نائب فاعل سے مل کر صفت۔ موصوف صفت سے مل کر الخ۔

(۴) جاءَ المضروبُ غلامُہٗ. (آیا وہ شخص کہ اس کا غلام مارا گیا) اس میں اسم مفعول سے پہلے اسم موصول ہے۔

ترکیب: جاء المضروب غلامہٗ. جاء فعل الف بمعنی الذی اسم موصول مضروب شبہ فعل غلامہ مضاف مضاف الیہ مل کر نائب فاعل۔ شبہ فعل نائب فاعل سے مل کر صلہ۔ موصول صلہ سے مل کر فاعل۔ الخ۔

(۵) اَمَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ. (کیا مارا گیا اس کا باپ) اس میں مفعول سے پہلے ہمزۂ استفہام ہے۔ ترکیب ظاہر ہے۔

(۶) ما مضروبٌ ابوہ. (نہیں مارا گیا اس کا باپ) اس میں اسم مفعول سے پہلے حرف نفی ہے۔ ترکیب ظاہر ہے۔

سوالات

(۱) اسم مفعول کی تعریف کیجئے اور اس کا عمل بتائیے؟

(۲) اسم مفعول کے عمل کی کیا شرطیں ہیں؟

(۳) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے؟ اور ہر ایک کا مثل لہٗ بتایئے؟

مالمسئول عنها باعلم من السائل. والسموٰت مطویّٰت بیمینه. هذا فوج مقتحم معکم.

صفت مشبہ

صفت مشبہ ایسے اسم کو کہتے ہیں جس کے اندر معنی مصدری ثبوت اور دوام کے ساتھ پائے جاتے ہوں۔ جیسے حَسَنٌ اس ذات کو کہیں گے جس میں حسن ہمیشہ پایا جاتا ہو۔

اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل میں مصدری معنی عارضی طور پر پائے جاتے ہیں اور صفت مشبہ میں مصدری معنی دائمی ہوتے ہیں۔

صفت مشبہ کا عمل اپنے فعل لازم کی طرح ہے۔ یعنی اس کا فاعل مرفوع ہوگا۔ اس کے عمل کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے پانچ چیزوں میں سے کوئی چیز ہو۔ وہ یہ ہیں:

مبتدا، ذوالحال، موصوف، ہمزۂ استفہام۔ حرف نفی۔

صفت مشبہ پر جو الف ولام ہوتا ہے وہ اسم موصول کا نہیں ہوتا اس لیے اس سے پہلے اسم موصول ہونے کی شرط یہاں نہیں ہے۔

نیز اس میں حال یا استقبال کی بھی شرط نہیں ہے کیوں کہ صفت مشبہ میں دوام اور استمرار کے معنی پائے جاتے ہیں اس لیے خواہ اس میں کوئی زمانہ پایا جائے۔ ہر حال میں یہ عمل کرے گا صفت مشبہ کا صیغہ کبھی معروف باللام ہوتا ہے اور کبھی غیر معرف باللام دونوں صورتوں میں اس کے معمول کی تین تین صورتیں ہیں۔

(۱) مضاف (۲) معرف باللام (۳) ان دونوں سے خالی ہو۔ یہ چھ قسمیں ہوئیں پھر ان چھ قسموں میں سے ہر ایک میں تین تین احتمال ہیں۔ صفت مشبہ کا معمول یا مرفوع ہوگا۔ یا منصوب ہوگا یا مجرور ہوگا (۱) معمول اگر مرفوع ہے تو صفت مشبہ کا فاعل ہوگا۔

(۲) اگر منصوب اور معرفہ ہے تو مفعول کے مشابہ ہوگا۔ حقیقی مفعول صفت کے لیے نہیں آتا کیوں کہ صفت مشبہ لازم ہے اور اگر معمول نکرہ ہے تو تمیز ہوگا۔

(۳) اگر معمول مجرور ہے تو صفت مشبہ کا مضاف الیہ ہوگا۔

اس طرح سے کل اٹھارہ صورتیں ہوئیں۔ نو صورتیں صفت معرف باللام کی اور نو غیر معرف باللام کی۔ ان سب کو مع امثلہ بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) صفت معرف باللام ہو اور معمول معرف باللام ہو اور مرفوع ہو جیسے: اَلحَسَنُ الوَجہُ۔

(۲) صفت معرف باللام ہو اور معمول معرف باللام ہو اور منصوب ہو جیسے الحسنُ الوجہَ

(۳) صفت معرف باللام ہو اور معمول معرف باللام ہو اور مجرور ہو جیسے: الحسنُ الوجہِ۔

(۴) صفت معرف باللام ہو اور معمول مضاف ہو اور مرفوع ہو۔ جیسے: الحسنُ وجہُہٗ

(۵) صفت معرف باللام ہو اور معمول مضاف ہو اور منصوب ہو جیسے: الحسنُ وجہَہٗ

(۶) صفت معرف باللام ہو اور معمول مضاف ہو اور مجرور ہو۔ جیسے: الحسنُ وجہِہٖ

(۷) صفت معرف باللام ہو اور معمول نہ مضاف ہو نہ معرف باللام ہو۔ مرفوع ہو۔ جیسے الحسن وجہٌ

(۸) صفت معرف باللام ہو اور معمول نہ مضاف ہو نہ معرف باللام ہو۔ منصوب ہو۔ جیسے: الحسن وجہاً

(۹) صفت معرف باللام ہو اور معمول نہ مضاف ہو نہ معرف باللام ہو مجرور ہو۔ الحسنُ وجہٍ

اسی طرح نو صورتیں صفت غیر معرف باللام کی سمجھئے۔

(۱، ۲، ۳) صفت غیر معرف باللام ہو اور معمول معرف باللام ہو۔ مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور ہو جیسے حَسَنُ الوَجہُ حسنُ الوجہَ۔ حسنُ الوجہِ۔

(۴، ۵، ۶) صفت غیر معرف باللام ہو اور معمول مضاف ہو مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور ہو۔ جیسے: حَسَنٌ وجہُہٗ۔ حسنٌ وجہَہٗ، حسنٌ وجہِہٖ۔

(۷، ۸، ۹) صفت غیر معرف باللام ہو اور معمول نہ معرف باللام ہو اور نہ مضاف۔ مرفوع ہو یا منصوب ہو یا مجرور ہو۔ جیسے: حسنٌ وجہٌ۔ حسنٌ وجہاً۔ حسنٌ وجہٍ۔

سوالات

(۱) صفت مشبہ کا کیا مطلب ہے اور اس کا کیا عمل ہے اور اس کے عمل کے لیے کیا شرط ہے؟

(۲) صفت مشبہ کے عمل کے لیے کسی مخصوص زمانے کی قید کیوں نہیں ہے؟

(۳) صفت مشبہ کی اٹھارہ صورتیں تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) صفت مشبہ کے معمول میں اعراب کے اعتبار سے کتنے احتمالات ہیں اور ان کی علت کیا ہے؟

(۵) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا ممثل لہ بتایئے؟

شدید العقاب. هو علیمٌ بذات الصدور. واللّٰہ علی کل شيْ قدیر. واللّٰہ خبیر بما تعملون.

اسم تفضیل

اسم تفضیل ایسا اسم ہے جس میں معنی مصدری دوسرے کے اعتبار سے زیادتی کے ساتھ پائے جاتے ہوں۔ جیسے محمد افضل المرسلین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقہ پر ہوتا ہے۔

(۱) مِنْ کے ساتھ۔ اس صورت میں اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر ہوگا۔

(۲) الف اور لام کے ساتھ۔ اس صورت میں اسم تفضیل کا اپنے موصوف کے ساتھ مطابق ہونا ضروری ہے۔ جیسے: زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ. الزَّیدان الافْضَلَان. الزیدون الافضلون. هندُ نِالْفُضْلٰی الهندان الفُضْلَیَان. الهنداتُ الْفُضْلَیَاتُ.

(۳) اضافت کے ساتھ۔ اس صورت میں اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا اور اپنے موصوف کے مطابق لانا۔ دونوں طرح جائز ہے۔ جیسے: زیدافضل الناس. الزیدان یا الزیدون افضل الناس. هندافضل الناس هندان. افضل الناس یا الهنداتُ افضَل الناس.

ان سب مثالوں میں اسم تفضیل واحد مذکر ہے:

زیدافضل الناس. الزیدان افضلاالناس. الزیدونِ افضلوا الناس. هندفضلی النسآء. الهندان فضلیا النسآء. الهندات فضلیات النسآء.

ان مثالوں میں اسم تفضیل اپنے موصوف کے مطابق ہے اسم تفضیل میں نہ تو یہ جائز ہے کہ ان تینوں میں سے کوئی صورت نہ ہو اور نہ یہ جائز ہے کہ دو صورتیں ایک ساتھ جمع ہو جائیں چنانچہ زید الافضل من عمروٍ کہنا جائز نہیں کیوں کہ اس میں اسم تفضیل معرف باللام ہے اور اس کے بعد من بھی لایا گیا ہے۔

اسم تفضیل میں زیادتی اکثر فاعل کے اعتبار سے ہوتی ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں ہے

اور کبھی کبھی مفعول کے اعتبار سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے۔ جیسے زَیْدٌ اَشْهَرُ (زید زیادہ مشہور ہے)

اسم تفضیل کا فاعل ہمیشہ ضمیر غائب ہوتی ہے ایک صورت صرف ایسی ہے جس میں اس کا فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اسم تفضیل لفظ کے اعتبار سے کسی چیز کی صفت ہو اور معنی کے اعتبار سے ایسی چیز کی صفت ہو کر وہ پہلی چیز میں اور اس کے غیر میں مشترک ہو اور اسم تفضیل منفی مثبت نہ ہو۔ جیسے مَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِهِ الْکُحْلُ مِنْهُ فِیْ عَیْنِ زَیْدٍ. (میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا کہ اس کی آنکھ میں سرمہ اس سرمہ سے زیادہ اچھا ہو جو زید کی آنکھ میں ہے) اس مثال میں احسن اسم تفضیل کا صیغہ لفظ کے اعتبار سے تو رجل کی صفت ہے۔ اور حقیقت کے اعتبار سے کحل کی صفت ہے جو چشم رجل اور چشم زید میں مشترک ہے اور احسن کا فاعل یہاں کحل ہے جو اسم ظاہر ہے۔

اسم تفضیل میں کبھی مطلق زیادتی مراد ہوتی ہے کسی غیر پر زیادتی کا لحاظ نہیں ہوتا۔ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ زید خود بہت اچھا آدمی ہے اس کا لحاظ نہیں ہے کہ کسی دوسرے کے اعتبار سے اچھا ہے۔

سوالات

(۱) اسم تفضیل کی تعریف کے بعد بتائیے کہ اس کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں؟

(۲) اسم تفضیل کس وقت صرف مفرد و مذکر ہوگا اور کب موصوف کی مطابقت ضروری ہے اور کون سی صورت ہے جس میں دونوں صورتیں جائز ہیں۔

(۳) اسم تفضیل کے استعمال کی صورت میں سے دو صورتوں کو ایک ساتھ لانا کیسا ہے؟

(۴) اسم تفضیل میں زیادتی فاعل کے اعتبار سے ہوتی ہے یا مفعول کے؟

(۵) اسم تفضیل کا فاعل کس صورت میں اسم ظاہر آتا ہے۔ مثال دے کر اس کی توضیح کیجئے؟

(۶) ایسی مثال دیجئے کہ جس میں اسم تفضیل میں دوسرے پر زیادتی کا لحاظ نہ کیا گیا ہو؟

(۷) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا مثل لائیے؟

هُمْ اَرَاذِلُنَا. كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا. وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا. وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ. وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا. وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ.

الفعلُ

فعل ایسا کلمہ ہے جو مستقل معنی رکھتا ہو اور تین زمانوں میں (ماضی، حال، مستقبل) میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جاتا ہو۔

اس کتاب کے شروع میں آپ نے پڑھا ہے کہ فعل ماضی اور امر حاضر معروف مبنی ہیں۔ امر غائب اور متکلم معروف اور امر مجہول کے تمام صیغے معرب ہیں اس لیے کہ یہ دراصل فعل مضارع کے صیغے ہیں اور فعل مضارع معرب ہوتا ہے۔ صرف اس کے دو صیغے، جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر مبنی ہوتے ہیں۔ ہاں اگر فعل مضارع کے ساتھ نون ثقیلہ اور نون خفیفہ مل جائیں تو مضارع کے سب صیغے مبنی ہو جائیں گے۔

مضارع کا اعراب رفع، نصب، جزم ہے۔

مضارع کی اعراب کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

(۱) صحیح (۲) ناقص واوی ویائی (۳) ناقص الفی۔

مضارع صحیح کا اعراب: مضارع صحیح میں واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر۔ واحد متکلم و جمع متکلم ان پانچوں صیغوں میں رفع کی حالت میں ضمہ اور نصب کی حالت میں فتحہ اور جزم کی حالت میں سکون آئے گا۔ جیسے یَضْرِبُ. تَضْرِبُ. (واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر) اِضْرِبُ. نضربُ، لن یضرب، لن تضربَ. لن اضربَ. لن نضربَ. لَمْ یضربْ. لم تضربْ. لم اضرب. لم نضرب.

چاروں تثنیہ اور جمع مذکر غائب و حاضر۔ واحد مؤنث حاضر ان سات صیغوں میں رفع کی حالت میں نون اعرابی باقی رہے گا اور نصب اور جزم کی حالت میں نون اعرابی ساقط ہو جائے گا۔ جیسے یضربان. تضربان (تثنیہ مؤنث غائب و تثنیہ مذکر حاضر و تثنیہ مؤنث حاضر) یضربون. تضربون. تضربین. لن یضربا. لن تضربا. لن یضربوا. لن تضربوا. لن تضربی. لم یضربا. لم تضربا. لم یضربوا. لم تضربوا. لم تضربی.

مضارع ناقص واوی و یائی کا اعراب: پانچ صیغوں میں رفع ضمہ تقدیری

کے ساتھ۔ نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ۔ جیسے یدعو تدعو ادعو ندعو یرمی ترمی ارمی نرمی

لن یدعو لن تدعو (واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر) لن ادعو لن ندعو۔ لم یدع لم تدع (ہردو صیغہ) لم ادع لم ندع

سات صیغوں میں رفع کی حالت میں نون اعرابی باقی رہے گا۔ اور نصب اور جزم کی حالت میں نون اعرابی ساقط ہو جائے گا۔ جیسے یدعوان تدعوان (ہر صیغہ) یدعون تدعون تدعین یرمیان ترمیان (ہر صیغہ) یرمون ترمون ترمین لن یدعوا لن تدعوا (ہر صیغہ) لن یدعو لن تدعو لن تدعی لن یرمیا لن ترمیا (ہر صیغہ) لن یرمو لن ترمو لن ترمی لم یدعوا لم تدعوا (ہر صیغہ) لم یدعوا لم تدعو لم تدعی لم یرمیا لم ترمیا لم یرمو لم ترمی

مضارع ناقص الفی کا اعراب: پانچ صیغوں میں رفع تقدیری ضمہ کے ساتھ۔ نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ۔ جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ۔ جیسے یرضی ترضی ارضی نرضی لن یرضی لن ترضی لن ارضی لن نرضی لم یرض لم ترض لم ارض لم نرض

یہاں بھی سات صیغوں میں رفع کی حالت میں نون اعرابی باقی رہے گا۔ اور نصب اور جزم کی حالت میں ساقط ہو جائے گا۔ جیسے: یرضیان ترضیان (ہر صیغہ) یرضون ترضون ترضین لن یرضیا لن ترضیا لن یرضو لن ترضو لن ترضی لم یرضیا لم ترضیا لم یرضو لم ترضو لم ترضی

اس بیان کا حاصل یہ ہے کہ مضارع صحیح اور ناقص واوی و یائی الفی میں پانچ صیغوں میں اعراب علیحدہ علیحدہ ہے اور سات صیغوں میں سب کا اعراب ایک ہی طرح ہوگا۔ یعنی جمع کی حالت میں نون اعرابی باقی رہے گا اور نصب اور جزم میں ساقط ہو جائے گا۔ دو صیغے (جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر) مبنی ہیں۔ اس لیے ان میں عامل ناصب اور جازم کے داخل ہونے سے کچھ تغیر نہیں ہوگا۔

مسئلہ جو حکم مضارع صحیح کا ہے وہی حکم مضارع مہموز۔مضاعف۔مثال۔اجوف کا بھی ہے۔ان سب کے صیغے مضارع صحیح کے صیغوں کی طرح آئیں گے۔اور لفیف مفروق مقرون کا حکم مضارع ناقص واوی و یائی کی طرح ہے۔

سوالات

(۱) فعل کی تعریف کیجئے اور بتائیے کہ فعل کی کتنی قسمیں مبنی ہیں اور کتنی معرب؟

(۲) فعل مضارع کے معرب اور مبنی ہونے میں کیا تفصیل ہے؟

(۳) ہفت اقسام کے اعتبار سے مضارع کا اعراب حسب بیان کتاب تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) امثلہ ذیل میں ایک ایک صیغہ ہر قسم کا لکھا جاتا ہے۔آپ تمام صیغے اور تمام اقسام کا اعراب بحالات ثلثہ بتائیے؟

يَقْدِرُ	يَأْكُلُ	يَقُومُ	يَزِيدُ	يَضُرُّ	يَعِدُ	يَيْتَمُ
صحیح	مہموز	اجوف واوی	اجوف یائی	مضاعف	مثال واوی	مثال یائی

تَنْهَى	يَخْفَى	يَخْشَى	يَطْوِىْ	يَفِىْ
ناقص واوی	ناقص یائی	ناقص الفی	لفیف مقرون	لفیف مفروق

فعل مضارع کے عوامل نصب

فعل مضارع کو نصب دینے والے عامل چار ہیں۔ان. لن. کَیْ. اِذَنْ.

(۱) ان: یہ حرف مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اور کبھی لفظوں میں ہوتا ہے اور کبھی پوشیدہ جیسے أُحِبُّ أَنْ تَرْجِعَ اَیْ رُجُوْعَكَ. (میں پسند کرتا ہوں تیرے واپس ہونے کو) اس مثال میں تَرْجِعَ مضارع ہے جو لفظوں میں موجود ہے جس کی وجہ سے رجوع مصدر کے معنی میں ہو گیا ہے۔مصدر کرنے کے لیے حاضر کی ضمیر کی طرف مضاف کر دیا جائے گا۔اب عبارت یہ ہو جائے گی اُحِبُّ رُجُوْعَكَ.

چھ حروف ایسے ہیں جن کے بعد اَنْ پوشیدہ ہوتا ہے اور وہ بھی مضارع کو نصب دیتا ہے۔

(۱) حَتّٰی کے بعد جیسے: سِرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ.

(۲) لام کَیْ کے بعد: جیسے: سِرْتُ لِاَدْخُلَ الْمَدِيْنَةَ.

(۳) لام جحد کے بعد: جیسے: ما کان اللہ لیعذبهم. لام جحد ایسا لام ہے جو کان منفی کی تاکید کے لیے آتا ہے۔

(۴) ایسی فاء کے بعد جو امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی۔ عرض کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے:

(۱) **امر**: زُرْنِيْ فَاُكْرِمَكَ. (فأن اكرمك) تو میری زیارت کر کہ میں تیری عزت کروں یعنی میرے پاس آیا کرو تا کہ میں تمہارا اکرام کروں۔

(۲) **نہی**: جیسے لاتطغوا فيه فيحلَ عليكم غضبي. اي فَاَنْ يَّحِلَّ (تم سرکشی نہ کرو کہ میرا غضب تم پر نازل ہو)

(۳) **نفی**: جیسے: مَاتَاْتِينَا فَتُحَدِّثَنَا اي فَاَنْ تُحَدِّثَنَا. تو ہمارے پاس نہیں آتا کہ ہم تجھ سے بات کریں)

(۴) **استفہام**: جیسے اَيْنَ بَيْتُكَ فَاَزُوْرَكَ. اَي فَان ازورَكَ. (تیرا گھر کہاں ہے کہ میں تیری زیارت کروں)

(۵) **تمنی**: جیسے: ليتَ لِيْ مَالاً فَاُنْفِقَهُ اي فان اُنفِقَهُ. (کاش کہ میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا)

(۶) **عرض**: جیسے: اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا. اَي فَاَنْ تُصِيْبَ. (تو ہمارے پاس کیوں نہیں آتا کہ تو بھلائی کو پہنچے یعنی اگر ہمارے پاس آتا تو بھلائی حاصل ہوتی)

(۵) ایسے واؤ کے بعد بھی ان پوشیدہ ہوتا ہے جو ان چھ مذکورہ چیزوں کے جواب میں واقع ہو۔ جیسے اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ. اي وَاَنْ تَسْلَمَ. (اسلام لا کہ تو سالم رہے) یعنی دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے۔

اسی طرح مذکورہ مثالوں میں فاء کی جگہ واؤ داخل کیجئے۔

(۶) اس او کے بعد ان پوشیدہ ہوتا ہے جو الی ان یا الا ان کے معنی میں ہو۔ جیسے لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ اي اِلٰى اَنْ يَا اِلَّا اَنْ تعطيني حقي. (میں تیرے لازم رہوں گا یعنی ہمیشہ ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق مجھ کو دیدے یا یہ کہ میرا حق تو مجھ کو دیدے)

فائدہ: جو اَنْ عَلِمَ یا اس کے مشتقات کے بعد واقع ہو وہ مضارع کو نصب نہیں دیتا بلکہ

یہ اَنْ مثقلہ ہے جس کو مخفف کرلیا گیا ہے۔ جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی. (اللہ نے جانا کہ عنقریب تم میں بیمار ہوں گے)

اور جو ان ظن اور اس کے مشتقات کے بعد واقع ہو اس میں دونوں احتمال ہیں۔ ان ناصبہ بھی ہوسکتا ہے اور مخففہ من المثقلۃ بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے ظَنَنْتُ ان سَیَقُوْمَ (میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب کھڑا ہوگا) اَنْ ناصبہ کی صورت میں نصب آ گے گا اور ان مخففہ کی صورت میں رفع ہوگا۔

(۲) لَنْ: یہ حرف مضارع کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کردیتا ہے۔ جیسے لَنْ اَضْرِبَ. (میں ہرگز نہ ماروں گا)

(۳) کَیْ. یہ علت اور سبب بیان کرنے کے لیے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل اس کے مابعد کے لیے سبب ہوتا ہے۔ جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ. (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوں) اس میں اسلام دخول جنت کے لیے سبب ہے۔

(۴) اِذَنْ. یہ جواب اور جزاء کے لیے ہے اور فعل مضارع کو اس وقت نصب دیتا ہے جب دو شرطیں پائی جائیں۔

(۱) اس کا ماقبل مابعد میں عمل نہ کرے۔

(۲) فعل مضارع میں صرف استقبال کے معنی پائے جائیں حال کے معنی نہ ہوں۔ جیسے اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّۃَ. (اب تو جنت میں داخل ہوگا) یہ اس وقت کہا جائے گا۔ جب اس سے پہلے کسی نے اَسْلَمْتُ (میں اسلام لایا) کہا ہو۔

سوالات

(۱) فعل مضارع کے عامل ناصب کیا کیا ہیں؟

(۲) اَنْ کن مواقع میں پوشیدہ ہوتا ہے؟ ان سب کی مثالیں بھی بیان کیجئے؟

(۳) لام جحد کا کیا مطلب ہے؟

(۴) اِذَنْ فعل مضارع کو کب نصب دیتا ہے؟

(۵) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک مثال کا ممثل لہ متعین کیجئے۔

وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی. لَنْ اَکُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ. لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا. لِكَيْ لَاتَحْزَنُوْا عَلٰى مَافَاتَكُمْ. حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى. لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ. لَايُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا. لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ. مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ. رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ.

فعل مضارع کے عوامل جزم

فعل مضارع کو جزم دینے والے عامل پانچ ہیں۔ (۱) لم (۲) لما (۳) لام امر (۴) لا رنہی۔ اِنْ شرطیہ اور دیگر کلمات شرطیہ۔

(۱) **لَمْ**: یہ حرف مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یَلِدْ ای مَا وَلَدَ (اس نے نہیں جنا) اور لَمْ یُوْلَدْ ای مَا وُلِدَ (نہیں جنا گیا)

(۲) **لَمَّا**: یہ حرف بھی لَمْ کی طرح مضارع کو جزم دیتا ہے جیسے لما یضرب ای مَا ضَرَبَ.

لَمْ اور لَمَّا میں فرق یہ ہے کہ لَمَّا کی نفی ماضی کے تمام زمانوں کو گھیر لیتی ہے اور تکلم کے زمانے تک اس کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ لَمَّا یَفْعَلْ کے معنی ہیں۔ ابھی تک نہیں کیا۔ اور لَمْ میں یہ بات نہیں۔

(۳) **لام امر**: یہ حرف مضارع پر داخل ہو کر فعل کی طلب پیدا کرتا ہے۔ جیسے لِیَضْرِبْ زَیْدٌ. (چاہئے کہ زید مارے) لام امر سے پہلے اگر واؤ یا فاء آ جائے تو یہ لام ساکن ہو جائے گا۔ جیسے فَلْیَضْحَکُوْا. وَلْیَبْکُوْا.

(۴) **لاء نہی**: یہ لا ر مضارع پر داخل ہو کر ترک فعل کی طلب پیدا کرتا ہے۔ جیسے لَا یَضْرِبْ زَیْدًا. (نہ مارے وہ زید کو)

(۵) **اِنْ شرطیہ**: یہ حرف دو فعلوں پر آتا ہے جن میں پہلا فعل دوسرے فعل کا سبب ہوتا ہے۔ جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) پہلے فعل کو شرط اور دوسرے فعل کو جزاء کہتے ہیں۔

اِن شرطیہ مستقبل کا معنیٰ دیتا ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔ جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) ماضی چوں کہ مبنی ہے اس وجہ سے اس پر جزم تقدیری ہوگا۔ شرط اور جزاء دونوں مضارع ہوں یا صرف شرط مضارع ہو تو مضارع میں جزم واجب ہوگا۔ جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔ اور اِنْ تَضْرِبْ ضَرَبْتُ۔

اگر شرط ماضی ہو اور جزاء مضارع ہو تو جزاء میں جزم اور رفع دونوں جائز ہے۔ جیسے اِنْ جِئْتَنِی اُکْرِمْكَ۔ جزم کے ساتھ یا اُکْرِمُكَ رفع کے ساتھ۔

فائدہ: (۱) اگر جزاء فعل ماضی بغیر قد کے ہو۔ خواہ ماضی لفظاً ہو یا معناً ہو تو جزاء پر فاء کا لانا جائز نہیں۔ جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِی اَکْرَمْتُكَ۔ مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا۔ اِنْ ضَرَبْتَنِی لَمْ اَضْرِبْكَ۔

(۲) اگر جزاء فعل مضارع مثبت ہو یا منفی بلا ہو تو جزاء میں فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔ جیسے اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ۔ (اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے) اس میں جزاء کے اندر فاء نہیں ہے وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ۔ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا۔ یہاں جزاء میں فاء ہے۔

ترجمہ امثلہ: ومن عاد اور جو لوٹے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا۔ ومن یومن بربہ۔ اور جو اپنے رب پر ایمان رکھے گا۔ تو اس کو نہ حق تلفی کا خوف ہوگا نہ ظلم کا۔

(۳) اگر جزاء ان دو صورتوں کے علاوہ ہو جس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں تو جزاء میں فاء کا لانا واجب ہے۔

(۱) جزاء ماضی قد کے ساتھ ہو۔ خواہ قد لفظوں میں ہو یا پوشیدہ ہو۔ جیسے: اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ۔ اور اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَکَذَبَتْ۔

ترجمہ: ان یسرق۔ اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کا ایک بھائی اس سے پہلے چوری کر چکا ہے۔ ان کان قمیصہ: اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہو تو وہ جھوٹ کہتی ہے۔

(۲) ماضی مَا یا لَا کے ساتھ ہو جیسے: اِنْ زُرْتَنِیْ فَمَا اَهَنْتُكَ۔ یا فَلَا ضَرَبْتُكَ وَلَا شَتَمْتُكَ۔

(۳) مضارع منفی بما یا بلن ہو جیسے: وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔ اِنْ

جَاءَ زَيْدٌ فَمَا اَضْرِبُهٗ.

ترجمہ: اور جو اسلام کے علاوہ کسی دین کا طالب ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔

مضارع کے شروع میں سین یا سوف ہو جیسے: اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى. اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَاءَ.

ترجمہ: اگر تم کو باہم تنگی ہو تو کوئی دوسری عورت اس کو دودھ پلائے گی، ان خفتم علیۃ اگر تم کو فقر کا خوف ہو تو جلد ہی اللہ تم کو اپنے فضل سے بے نیاز کردے گا۔

(۴) یا جملہ اسمیہ ہو جیسے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا.

ترجمہ: جو نیکی لائے گا اس کے لیے اس کا دس گنا ہوگا۔

(۵) یا امر ہو جیسے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ.

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو۔

(۶) یا نہی ہو جیسے: فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ.

ترجمہ: اگر تم ان کو مومن پاؤ تو ان کو کافروں کی طرف مت لوٹاؤ (الاسعدی)

(۷) یا استفہام ہو جیسے: اِنْ تَرَكْتَنَا فَمَنْ يَرْحَمُنَا.

(۸) یا دعا ہو جیسے: اِنْ اَكْرَمْتَنَا فَيَرْحَمُكَ اللّٰهُ.

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جزاء میں فاء کی جگہ اِذَا جملہ اسمیہ کے ساتھ آجاتا ہے اور یہ اِذَا مفاجاتیہ ہوتا ہے۔ جیسے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ (اور ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اس کی وجہ سے جو ان کے ہاتھوں نے کیا تو اچانک وہ مایوس ہو جاتے ہیں) ای فَهُمْ يَقْنَطُوْنَ ○ (اور اگر کوئی مصیبت ان کے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے تو اچانک وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔

اِنْ شرطیہ کے علاوہ کچھ کلمات شرط اور ہیں جو مضارع کو جزم دیتے ہیں اور یہ بھی دو جملوں میں داخل ہوتے ہیں۔ پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزا کہتے ہیں۔ ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) مَنْ اس کا استعمال ذوی العقول کے لیے ہوتا ہے۔ جیسے مَنْ يَعْمَلْ سُوْءً يُجْزَبِهٖ.

جو برا کام کرے گا اس کو اس کام کی سزا دی جائے گی)

ترکیب: مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً یُّجْزَبِہٖ. مَنْ کلمۂ شرطیہ مبتدا یعمل فعل ضمیر اس میں فاعل سوءً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط یُجْزَ فعل مضارع مجہول۔ ضمیر ھُوَ اس میں نائب فاعل بہ جار مجرور سے مل کر جزا۔ شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر خبریہ۔

(۲) ما۔ اس کا استعمال ذوی العقول کے لیے ہوتا ہے جیسے مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰہُ. (جو بھی اچھا کام تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے)

ترکیب: ما تفعلوا من خیر یعلمه الله. ما کلمۂ شرط مفعول بہ مقدم۔ تفعلوا فعل با فاعل۔ مِنْ خَیْرٍ جار مجرور مل کر متعلق ہوا تفعلوا فعل کے۔ فعل فاعل اپنے متعلق مفعول بہ سے مل کر شرط۔ یَعْلَمُ فعل ھاء ضمیر مفعول بہ۔ لفظ اللہ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا، شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۳) ای۔ اس کا استعمال اضافت کے ساتھ ہوتا ہے اور ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے: اَیُّ رَجُلٍ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. (جس کو تو مارے گا میں ماروں گا) اور اَیًّامَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی. (جس نام کے ساتھ چاہو خدا کو پکارو اس کے لیے اچھے اچھے نام ہیں) پہلی مثال ذوی العقول کی ہے اور دوسری غیر ذوی العقول کی۔

ترکیب: اَیَّ رَجُلٍ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. اَیَّ مضاف رَجُلٍ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے مل کر کلمۂ شرط مفعول بہ مقدم سے مل کر شرط اَضْرِبْ فعل با فاعل مل کر جزا۔ شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۴) مَتٰی۔ جیسے: مَتٰی تَذْهَبْ اَذْهَبْ (جب تو جائے گا میں بھی جاؤں گا) ترکیب خود کر لیجیے۔

(۵) اَنّٰی. اَنّٰی تَکُنْ اَکُنْ (جہاں تو رہے گا میں بھی رہوں گا) ترکیب آسان ہے۔

(۶) اَیْنَمَا. اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ (موت تم کو پکڑ لے گی جہاں بھی تم رہو)

ترکیب: اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ. اینما کلمۂ شرط ظرف مقدم تکونوا فعل

بافاعل ظرف مقدم سے مل کر شرط یدرک فعل کم ضمیر مفعول بہ الموت فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جزا۔ شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۷) مَهْمَا جیسے مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ آيَةٍ لِتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ (جو بھی نشانی تم ہمارے سامنے لاؤ گے تاکہ اس کے ذریعہ ہم پر جادو چلاؤ تب بھی ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانیں گے)

(۸) اِذْمَا جیسے: اِذْمَا دَخَلْتَ عَلَى الْحَاكِمِ فَقُلْ لَهٗ حَقًّا۔ (جب تو حاکم کے پاس جا تو اس سے حق بات کہہ)

ترکیب: اِذْمَا دَخَلْتَ عَلَى الْحَاكِمِ فَقُلْ لَهٗ حَقًّا. اِذْمَا کلمہ شرط ظرف مقدم دَخَلْتَ فعل بافاعل علی الحاکم جار مجرور مل کر متعلق ہوا دَخَلْتَ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق و ظرف مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ فاء جزائیہ قل فعل بافاعل لہٗ جار مجرور مل کر متعلق ہوا قل کے قولاً موصوف محذوف حقاً اس کی صفت۔ موصوف صفت سے مل کر مفعول مطلق۔ قل فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے مل کر جزا شرط جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۹) حَيْثُمَا. جیسے حَيْثُمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ. (جب تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا) ترکیب آسان ہے۔

فائدہ: ان کلمات میں مَنْ مَا: متی. اَنّٰی. ایّ. کلمات استفہام کے معنی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں اس وقت ان کے بعد ایک جملہ آئے گا۔ جیسے: من انبأك هٰذا. ماتلك بيمينك يموسى. اَنّٰى يكون له ولد. متى هٰذا الوعد. اى الفريقين احسن مَقَامًا.

سوالات

(۱) مضارع کو جزم دینے والے عامل کتنے ہیں۔ ان میں کتنے عامل ایسے ہیں جو ایک فعل کو جزم دیتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں اور ان دونوں فعلوں کو کیا کہتے ہیں؟

(۲) جزا میں کن صورتوں میں فاء کا لانا جائز نہیں۔ اور کن صورتوں میں لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) کن صورتوں میں جزا کے اندر فاء لانا واجب ہے۔ تفصیل کے ساتھ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۴) اِن شرطیہ کے علاوہ کتنے کلمات شرط ہیں جو مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۵) امثلہ ذیل کے ممثل لہ بتایئے اور کم از کم تین مثالوں کی ترکیب کیجئے؟

لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ. لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ. رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا. لَا تُشْرِكْ بِاللهِ. اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ. اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ. مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ. مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا. اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

افعال ناقصہ

افعال ناقصہ ایسے افعال ہیں جو صرف فاعل کے ملنے سے جملہ نہیں بنتے بلکہ ان کے فاعل کی صفت بیان کرنے کی ضرورت رہتی ہے۔ ان کے فاعل کو ان کا اسم اور فاعل کی صفت کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

تمام افعال ناقصہ اور ان کے مشتقات اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ان کی تعداد سترہ ہے۔ كَانَ. صَارَ. ظَلَّ. بَاتَ. اَصْبَحَ. اَضْحٰى. اَمْسٰى. عَادَ. آضَ. غَدَا. رَاحَ. مَازَالَ. مَاانْفَكَّ. مَابَرِحَ. مَافَتِيَ. مَادَامَ. لَيْسَ.

(۱) کان . استعمال کے اعتبار سے کان کی چار قسمیں ہیں (۱) ناقصہ (۲) بمعنی صار (۳) تامہ (۴) زائدہ۔

(۱) کان ناقصہ اپنی خبر کو اسم کے لیے زمانہ ماضی میں ثابت کرنے کے لیے آتا ہے۔ خواہ خبر منقطع ہو جاتی ہو یا دائمی ہو۔ جیسے کان زیدٌ قائماً (زید کھڑا ہے) اس میں زید کے لیے قیام ہمیشہ ثابت نہیں رہتا۔ کَانَ اللهُ علیماً حکیماً. (اللہ پاک جاننے والا حکمت والا ہے) اس میں اللہ پاک کے لیے علیم اور حکیم ہونا ہمیشہ کے لیے ثابت ہے۔

(۲) کَانَ بمعنی صَارَ اس صورت میں کبھی کَانَ میں ایک ضمیر شان ہو گی جس کی تفسیر آئندہ جملہ کرے گا۔ جیسے شعر:

اِذَا مِتُّ كَانَ النَّاسُ صِنْفَانِ شَامِتٌ ☆ وَآخَرُ مُثْنٍ بِالَّذِيْ كُنْتُ اَصْنَعُ

(ترجمہ: جب میں مرجاؤں گا تو لوگ دو طرح کے ہوں گے، کچھ لوگ تو خوش ہوں گے کہ اچھا ہوا ختم ہو گیا۔ اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میرے کاموں کی تعریف کریں گے)

اس مثال میں کَانَ ،صَارَ کے معنی میں ہے اور اس کے اندر ضمیر شان ہے جو کَانَ کا اسم ہے اور النَّاسُ صِنفَانِ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوکر اس ضمیر کی تفسیر ہے اور کبھی ضمیر اس کا اسم اور مابعد خبر ہوتی ہے جیسے کان زید غنیاً ای صار زید غنیا۔

(۳) **کان تامہ**: صرف فاعل پر پورا ہو جاتا ہے۔ خبر کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس وقت کان ثَبَتَ یا حَصَلَ کے معنی میں ہوگا۔ جیسے کَانَ الْقِتَالُ ای حَصَلَ الْقِتَالُ۔

(۴) **کان زائدہ**: کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساقط کر دینے سے جملہ کے معنی میں کوئی اثر نہ پڑے۔ جیسے کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِیْ الْمَهْدِ صَبِیًّا۔ (کیسے بات کریں ہم اس شخص سے جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے) اس میں کَانَ زائدہ ہے اس کے ساقط کر دینے سے کلام پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

کان تامہ اور زائدہ یہ دونوں ناقصہ نہیں ہوتے۔

(۲) **صار**: اس کی وضع منتقل ہونے کے لیے ہے۔ خواہ ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف انتقال ہو۔ یا ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف ہو۔

اوّل کی مثال: جیسے: صَارَ الطِّیْنُ خزَفًا۔ (مٹی ٹھیکری ہوگئی)

ثانی کی مثال: جیسے: صَارَ زَیْدٌ عَالِمًا۔ (زید عالم ہوگیا) یعنی زید سے جہالت کی صفت دور ہوگئی اور اس کے اندر علم کی صفت پیدا ہوگئی۔ کبھی صَارَ تامہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں انتقال ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف یا ایک ذات سے دوسری ذات کی طرف ہوگا اور اِلٰی کے ساتھ مستعمل ہوگا۔

اوّل کی مثال: جیسے صَارَ زَیْدٌ مِنْ بَلَدٍ اِلٰی بَلَدٍ۔ (زید ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہوگیا)

ثانی کی مثال: جیسے صَارَ زَیْدٌ مِنْ عَمْرٍو اِلٰی بَکْرٍ۔ (زید عمرو کے پاس سے منتقل ہوکر بکر کے پاس چلا گیا)

(۱) اصبح۔ (۲) امسی۔ (۳) اضحی۔ یہ تینوں فعل جملہ کے مضمون کو اپنے اپنے اوقات (صبح، شام، چاشت) سے ملانے کے لیے آتے ہیں۔ جیسے: اَصْبَحَ زَیْدٌ

قَائِمًا. (زید صبح کے وقت کھڑا ہوا) اَمْسٰی زَیْدٌ مَسْرُوْرًا (زید شام کے وقت خوش ہوا) اَضْحٰی زَیْدٌ حَزِیْنًا. (زید چاشت کے وقت غمگین ہوا)

کبھی یہ تینوں صَارَ کے معنی میں آجاتے ہیں جیسے: اَصْبَحَ، وَاَمْسٰی وَاَضْحٰی زَیْدٌ غَنِیًّا. تینوں کے معنی ہیں۔ زید غنی ہوگیا۔ یہ مطلب نہیں کہ زید صبح یا شام یا چاشت کے وقت غنی ہوا۔

کبھی یہ تینوں تامہ ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان تینوں کے معنی ان کے اوقات میں داخل ہونے کے ہوں گے۔ مثلاً: اَصْبَحَ زَیْدٌ کے معنی ہوں گے۔ زید صبح کے وقت میں داخل ہوا۔

اسی طرح اَمْسٰی زَیْدٌ اور اَضْحٰی زَیْدٌ کو سمجھیے۔

(۶) عاد۔ (۷) آض (۸) غدا (۹) راح۔ یہ چاروں صار کے معنی میں ہیں جو مثال صار کی ہے وہی ان چاروں کی بن جائے گی۔ جیسے: عَادَ وَآضَ وَغَدَا وَرَاحَ زَیْدٌ غَنِیًّا.

(۱۰) ظلّ (۱۱) بات: یہ دونوں جملہ کے مضمون کو اپنے اپنے وقتوں کے ساتھ ملانے کے لیے آتے ہیں۔ ظَلَّ دن کے لیے اور بَاتَ رات کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا۔ (زید تمام دن روزہ دار رہا) بَاتَ زَیْدٌ نَائِمًا. (زید تمام رات سوتا رہا)

کبھی یہ دونوں صار کے معنی میں آتے ہیں جیسے ظَلَّ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید غنی ہوگیا) یہ مطلب نہیں کہ دن میں غنی ہوا۔ بَاتَ عَمْرٌو فَقِیْرًا۔ (عمرو فقیر ہوگیا) یہ مطلب نہیں کہ عمرو رات میں فقیر ہوا۔

(۱۲) مازال (۱۳) مابرح (۱۴) مافتی (۱۵) ما انفک: یہ چاروں فعل خبر کے استمرار کے واسطے آتے ہیں۔ یعنی یہ بتانے کے لیے آتے ہیں کہ ان کی خبر ان کے اسم کے لیے ہمیشہ سے ثابت ہے۔ کلمہ ما ان سب میں نافیہ ہے۔ ان سب کی مثال میں کہیے۔ مَازَالَ وَمَابَرِحَ وَمَا فَتِیَ وَمَا انْفَکَّ زَیْدٌ غَنِیًّا. سب کے معنی ہیں۔ زید ہمیشہ غنی رہا۔

(۱۶) مادام: یہ خبر کے ثابت ہونے کی مدت تک کسی کام کا وقت بتانے کے لیے ہے۔ اس میں ما مصدریہ ہے۔ مَادَامَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر اپنے سے پہلے عامل کا ظرف ہوتا

ہے۔ جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ جَالِسًا (بیٹھ تو جب تک زید بیٹھا ہے)

(۱۷) **لیس**: یہ جملہ کے مضمون کی زمانۂ حال میں نفی کرتا ہے۔ لَیْسَ زَیْدٌ قَائِمًا (اس وقت زید نہیں کھڑا ہے) ماضی کے سوا اس سے کوئی فعل نہیں آتا۔ یہ اصل میں لَیِسَ تھا بروزن سمع تخفیف کی وجہ سے یا کو ساکن کر دیا گیا۔

سوالات

(۱) افعال ناقصہ کتنے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) کان کی کتنی قسمیں ہیں۔ ہر ایک کا مطلب مع مثال لکھئے؟

(۳) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور کان کی قسم متعین کیجئے؟

كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا. كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا. وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ. وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا.

(۴) صار کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں۔ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۵) اصبح۔ امسی۔ اضحیٰ۔ ان تینوں کا موضوع لہ کیا ہے اور استعمال کی کتنی صورتیں ہیں۔ ہر ایک کی مثال بیان کیجئے؟

(۶) عاد۔ آض۔ غدا۔ راح۔ یہ چاروں کس معنی میں مستعمل ہوتے ہیں؟

(۷) ظل۔ بات۔ یہ دونوں کس لیے وضع کیے گئے ہیں؟ ایسی مثال بتائیے جس میں ان کا استعمال صار کے معنی میں ہو۔

(۸) مَازَالَ. مَابَرِحَ. مَافَتِئَ. مَاانْفَكَّ. ان میں ما کیسا ہے اور ان کی وضع کن معانی کے لیے ہے؟

(۹) مادام اور لیس کا موضوع لہ بتائیے؟

(۱۰) امثلۂ ذیل کا ممثل لہ بتائیے اور ان کی ترکیب کیجئے؟

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا. تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ لَنْ نَدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا. مَادُمْتُمْ حُرُمًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا. فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ. يُصْبِحُ مَاؤُكُمْ غَوْرًا. ظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ. يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا.

افعال مقاربہ

افعال مقاربہ ایسے افعال ہیں جو خبر کے قریب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ اور یہ چار ہیں۔ عَسٰی. کَادَ. کَرَبَ. اَوْشَکَ.

یہ سب اس بات میں شریک ہیں کہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ اور ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع ہوتی ہے۔ البتہ استعمال میں کچھ ان میں فرق ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) **عسیٰ**: یہ امید کے لیے آتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے جس پر اکثر ان آتا ہے۔ جیسے: عَسَی اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ.

کبھی خبر سے ان حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے اگر فعل مضارع ان مصدریہ کے ساتھ عسیٰ کا فاعل واقع ہو تو پھر اس کے لیے خبر کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ اس صورت میں عسیٰ تامہ ہوتا ہے جیسے عسیٰ اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ.

ترکیب: عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ. عَسٰی. فعل مقارب لفظ اللہ اس کا اسم اَنْ ناصبہ۔ یَاْتِیَ فعل۔ ضمیر اس میں فاعل با، حرف جار الفتح مجرور۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا یاتِیَ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی عسیٰ کی عسیٰ فعل مقارب اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ. عَسٰی فعل مقارب اَنْ یَّخْرُجَ فعل زیدٌ فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مصدر کی تاویل میں ہو کر عسیٰ کا فاعل عسیٰ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) **کاد**: یہ حصول خبر کے قرب کو بتانے کے لیے آتا ہے اور اس کی خبر اکثر فعل مضارع بغیر ان کے ہوتی ہے۔ جیسے کَادَ زَیْدٌ یَّجِیْءُ (قریب ہے زید کہ آئے)

کبھی اس کی خبر پر ان آجاتا ہے۔ جیسے: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا (قریب ہے کہ فقر اور تنگی کفر کا سبب ہو جائے)

ترکیب: کادزید یجیئُ۔ کاد فعل مقارب الفقر اس کا اسم ان مصدریہ یکون فعل ناقص اس میں ضمیر اس کا اسم کفراً خبر۔ فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر کاد کی خبر۔ الخ۔

(۳،۴) **کرب و اوشک**: یہ دونوں شروع کر دینے کے لیے آتے ہیں یعنی یہ بتاتے ہیں کہ ان کے فاعل نے خبر کو شروع کر دیا ہے۔ کرب کی خبر بغیر ان کے آتی ہے۔ اور

اوشك کی خبر اَن کے ساتھ آتی ہے۔ جیسے کَرُبَ زَیْدٌ یَخْرُجُ .(زید نے نکلنا شروع کردیا)اوشك زیدٌ ان یجیئَ۔(زید نے آنا شروع کردیا)

بعض لوگوں نے طفق جَعَلَ اَخَذَ۔کو بھی افعالِ مقاربہ میں شمار کیا ہے۔یہ بھی مضارع پر داخل ہوتے ہیں۔لیکن ان کی خبر پر اَنْ نہیں آتا۔جیسے :طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّۃِ. (آدم اور حوا علیہما السلام اپنے اوپر جنت کے پتے سینے لگے) جَعَلَ رَسُوْلُ اللہِ یَمْسَحُ رَأْسَہٗ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سر سہلانے لگے) رَأْسَہٗ میں ضمیر عمار بن یاسرؓ کی طرف لوٹتی ہے۔اَخَذْتُ اَکْتُبُ. (میں لکھنے لگا)

سوالات

(۱)افعال مقاربہ کتنے ہیں اوران کا کیا عمل ہے؟

(۲)ان میں کس چیز میں اشتراک ہے اور کس چیز میں افتراق ہے؟

(۳) عسیٰ اور کادَ کی خبر کیسی ہوتی ہے کرب اور اوشک میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

(۴)امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک مثال کا ممثل لہ متعین کیجئے؟

کادیزیغ قلوب فریق منھم .وما کادو یفعلون.ھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض. کادوا یکونون علیه لبداً.

افعالِ قلوب

یہ سات افعال ہیں:عَلِمْتُ. رَأَیْتُ. وَجَدْتُ. یہ تین یقین کے لیے ہیں. حَسِبْتُ. ظَنَنْتُ. خِلْتُ. یہ تین شک کے لیے ہیں۔ زَعَمْتُ .یہ دونوں کے لیے مشترک ہے۔ان کے اندر چوں کہ شک اور یقین کے معنی پائے جاتے ہیں اس وجہ سے ان کو افعال شک ویقین بھی کہتے ہیں اور چوں کہ شک اور یقین کا تعلق قلب سے ہوتا ہے اس وجہ سے افعال قلوب بھی کہتے ہیں۔

یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔جیسے:عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلاً. زَیْدٌ فَاضِلٌ پہلے مبتدا اور خبر تھے عَلِمْتُ کے

داخل ہونے کے بعد دونوں اس کے مفعول واقع ہوئے اسی طرح باقی افعال کو سمجھئے۔

رَأَیْتُ سَعِیْدًا کَاتِبًا. (میں نے سعید کو کاتب جانا)

وَجَدْتُ خَالِدًا اَمِیْنًا. (میں نے خالد کو امین جانا)

یہ تینوں یقین کے لیے ہیں:

حَسِبْتُ زَیْدًا صَائِمًا. (میں نے زید کو روزہ رکھنے والا گمان کیا)

ظَنَنْتُ عَمْرًوا قَارِیًا. (میں نے عمرو کو قاری گمان کیا)

خِلْتُ خَالِدًا نَائِمًا. (میں نے خالد کو سونے والا گمان کیا)

یہ تینوں شک کے لیے ہیں:

زَعَمْتُ اللّٰہَ غَفُوْرًا (میں نے اللہ کو غفور جانا)

یہ برائے یقین ہے۔

زَعَمْتُ الشَّیْطَانَ شَکُوْرًا. (میں نے شیطان کو شکر کرنے والا گمان کیا)

یہ برائے شک ہے۔

افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے جب ایک کا ذکر کیا جائے تو دوسرے کا ذکر کرنا واجب ہے۔ یہ جائز نہیں کہ ایک کو ذکر کریں اور دوسرے کو حذف کردیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ دونوں کو حذف کردیں۔

افعال قلوب اگر مبتدا اور خبر کے درمیان واقع ہوں یا دونوں کے بعد ہوں تو پھر ان کا عمل باطل ہوجاتا ہے۔ جیسے: زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ اور زَیْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ.

اسی طرح ہمزۂ استفہام سے پہلے یا مانافیہ سے پہلے یا لام ابتداء سے پہلے واقع ہوں۔ تو اس وقت بھی عمل باطل ہوجائے گا۔ جیسے عَلِمت اَزیدٌ عندك ام عمروٌ. علمت مازیدٌ فی الدارِ. عَلِمْتُ لَزیدٌ منطلقٌ.

فائدہ: کبھی ظَنَنْتُ، اِتَّھَمْتُ. کے معنی میں اور عَلِمْتُ عَرَفْتُ کے معنی میں۔ اور رأیتُ، اَبْصَرْتُ کے معنی میں اور وَجَدْتُ اَصَبْتُ کے معنی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے لیے صرف ایک مفعول کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ اس وقت

یہ افعال قلوب میں سے نہیں ہوتے۔اس لیے ان کے معانی کا تعلق قلب سے نہیں ہوتا۔

سوالات

(۱)افعال قلوب کتنے ہیں اور کن معانی کے لیے ہیں اور ان کا عمل کیا ہے؟

(۲)افعال قلوب کی وجہ تسمیہ کیا ہے اور ان کا دوسرا نام افعال شک ویقین کیوں ہے؟

(۳)افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز ہے یا نہیں۔اس کی وجہ استاد سے دریافت کر لیجئے؟

(۴)افعال قلوب کا عمل کتنی صورتوں میں باطل ہو جاتا ہے؟

(۵)ان میں سے کتنے فعل ایسے ہیں جو شک اور یقین کے علاوہ دوسرے معانی میں مستعمل ہوتے ہیں اور اس وقت انکا کیا حکم ہے؟

(۶)مندرجہ ذیل امثلہ کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کا ممثل لہ متعین کیجئے؟

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا. فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ. تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرًا. لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ. زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ یُّبْعَثُوْا. وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ. وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی. رَاَیْتُ اَحَدَعَشَرَ كَوْكَبًا. بَلْ زَعَمْتُمْ اَنْ لَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا. اَیْنَ شُرَكَآءُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ. یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی.

افعال مدح وذم

افعال مدح وذم چار ہیں:

نِعْمَ اور حَبَّذَا۔یہ دونوں مدح اور تعریف کے لیے آتے ہیں۔

بِئْسَ اور سَاءَ. یہ دونوں ذم اور برائی کے لیے آتے ہیں۔

نعم. بئس . ساء. کے فاعل کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)معرف باللام ہو جیسے نعم الرجل زید۔(زید کیسا اچھا آدمی ہے)

(۲)معرف باللام کی طرف مضاف ہو۔جیسے:نعم غلام الرجل زیدٌ (آدمی کا غلام زید کیسا اچھا ہے) یہ دونوں صورتیں زیادہ واقع ہوتی ہیں۔

(۳)فاعل ضمیر ہو جس کی تمیز نکرہ موصوفہ ہو۔جیسے نعم رجلاً زیدٌ۔(کیا ہی اچھا ہے وہ

آدمی ہونے کے اعتبار سے) یعنی زید یہی مثالیں بئس اور ساءکی ہو سکتی ہے۔

افعال مدح وذم کے فاعل کے بعد ایک اسم مرفوع آتا ہے جس کی تعریف یا مذمت کی جاتی ہے اس اسم کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ اور یہ اسم ان افعال کے فاعل کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں۔ (۱) یہ اسم مبتدا مؤخر ہو اور اس کا ماقبل فعل فاعل مل کر علیحدہ جملہ ہو اور یہ اسم مبتدا محذوف کی خبر ہو اس صورت میں دو جملے ہوں گے۔

کبھی مخصوص بالمدح والذم کو قرینہ پائے جانے کی وجہ سے حذف کر دیتے ہیں۔ جیسے نعم المجاهدون یہاں نحن محذوف ہے۔

کبھی نِعْمَ کا فاعل ضمیر مبہم ہوتی ہے اور اس کی تمیز بجائے نکرہ منصوبہ کے کلمہ مَا کے ساتھ لاتے ہیں جیسے فَنِعِمَّا هِیَ اس کی اصل ہے۔ نعم شیئا هی۔ اس میں نعم کا فاعل ضمیر ہے جس کی تمیز ما بمعنی شیئ ہے اور هی ضمیر مخصوص بالمدح ہے۔

ترکیب: نعم الرجل زیدٌ ۔ نعم فعل رجل فعل فاعل سے مل کر خبر مقدم زید مبتدا مؤخر۔ مبتدا مؤخر خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا نعم الرجل فعل فاعل مل کر علیحدہ جملہ فعلیہ ہوا۔ زید خبر۔ ہو ضمیر مبتدا محذوف مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) نعم غلام الرجل زیدٌ۔ نعم فعل غلام الرجل مضاف مضاف الیہ سے مل کر فاعل باقی ترکیب آسان ہے۔

(۳) نعم رجلاً زیدٌ۔ نعم فعل اس میں ضمیر پوشیدہ ممیز رجلاً تمیز۔ ممیز تمیز مل کر فاعل باقی ترکیب آسان ہے۔

حبَّذَا میں حَبَّ فعل مدح ہے اور ذَا اس کا فاعل ہے اس کے بعد جو اسم آئے گا۔ وہ مخصوص بالمدح ہوتا ہے۔

سوالات

(۱) افعال مدح وذم کتنے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) نعم۔ بئس۔ ساء۔ کے فاعل کی کتنی صورتیں ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) ان تینوں میں اور حَبَّذَا میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے؟

(۴) مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کس اسم کو کہتے ہیں اور وہ ترکیب میں کیا واقع ہوتا ہے؟

(۵) ایسی مثال بیان کیجئے جس میں مخصوص کو حذف کیا گیا ہو؟

(۶) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور مثال کا ممثل لہ بتاتے؟

فنعم الماهدون. نعم اجر العاملين. نعم الثواب. بئس مثوى الظالمين. بئس المصير وساء ت مرتفقاً. بئس للظالمين بدلا. ساء سبيلا. ساء ما يحكمون فنعم القادرون.

افعال تعجب

فعل تعجب ایسے فعل کو کہتے ہیں جس سے تعجب ظاہر کیا جائے اس کے دو صیغے ہیں۔

(۱) مَا اَفْعَلَهٗ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا اس میں لفظ ما بمعنی ای شیئ ہے۔ اور ضمیر مفعول کی جگہ زَیْدًا اسم ظاہر واقع ہوا ہے۔

ترکیب: مَا اَحْسَنَ زَیْدًا. مَا مبتدا اَحْسَنَ فعل ضمیر اس میں جو ما کی طرف راجع ہے فاعل۔ زیداً مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ما کی خبر۔ مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا بعض نحویوں کے نزدیک اس کی ترکیب اس طرح ہوگی۔ ما۔ اسم موصول اور احسن زیدا فعل فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مبتدا اور شیئٌ عظیمٌ اس کی خبر محذوف مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) دوسرا صیغہ اَفْعِلْ بِہٖ ہے جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ. اس میں اَحْسِنْ امر کا صیغہ ہے لیکن معنی میں اَحْسَنَ ماضی کے ہے اور با زائدہ ہے۔ زَیْد اس کا فاعل ہے۔ جس فعل سے اسم تفضیل آتا ہے اسی سے فعل تعجب بھی آتا ہے۔ اسم تفضیل کے بنانے کا قاعدہ تسہیل الصرف میں دیکھئے۔ جس فعل سے فعل تعجب نہیں آتا۔ اگر اس سے تعجب کے معنی ادا کرنے ہوں تو جو لفظ شدت اور قوت پر دلالت کرتا ہو اس کو ان دونوں میں سے ایک کے وزن پر لا کر اس فعل کے مصدر سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے جس سے تعجب کے معنی ادا کرنا ہو جیسے: مَا اَشَدَّ اِسْتِخْرَاجَهٗ. اشدد باستخراجه.

سوالات

(۱) فعل تعجب کی تعریف کیجئے؟

(۲) اس کے کتنے صیغے ہیں مع مثال بیان کیجئے؟

(۳) ثلاثی مجرد کے علاوہ دوسرے ابواب سے فعل تعجب کس طرح بنایا جائے گا؟

(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے؟ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ. مَا اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ.

حرف

اسم اور فعل کی بحث کے بعد حرف کا بیان شروع کیا جاتا ہے۔

حرف ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جس کے معنی مستقل نہ ہوں۔ اور بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے اس کے معنی نہ سمجھ میں آئیں۔

حروف کی سترہ قسمیں ہیں: (۱) حروف جر (۲) حروف مشبہ بہ فعل (۳) حروف عطف (۴) حروف تنبیہ (۵) حروف ندا (۶) حروف ایجاب (۷) حروف زیادہ (۸) حروف تفسیر (۹) حروف مصدر (۱۰) حروف تخصیص (۱۱) حروف توقع (۱۲) حروف استفہام (۱۳) حروف شرط (۱۴) حروف ردع (۱۵) تاء تانیث ساکنہ (۱۶) تنوین (۱۷) نونِ تاکید۔

حروف جارہ

حرف جر ایسے حرف کو کہتے ہیں جو فعل یا معنی فعل کو اپنے متصل اسم تک پہنچادے۔ ایسے حروف سترہ ہیں جن کو اس شعر میں جمع کیا گیا ہے۔

باؤ تاؤ کاف لام واؤ منذ ومذ خلا ❁ رب۔ حاشا۔ من۔ عدا۔ فی۔ عن علی۔ حتی۔ الی

(۱) **الباء**: یہ بہت سے معانی کے لیے آتا ہے چند معانی جن میں بار کا استعمال زیادہ ہے وہ بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) الصاق کے لیے۔ الصاق کے معنی ہیں ایک شئ کا دوسری شئ سے ملنا۔ خواہ یہ ملنا

حقیقتاً ہو۔ جیسے بـــہ داءٌ اس کو مرض ہے مرض کا اتصال آدمی کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے۔ یا اتـصـال حـكـمـاً ہو۔ جیسے مـررتُ بِزَيدٍ. (میں زید کے پاس سے گذرا) زید کے پاس سے گذرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں ایسی جگہ سے گذرا کہ اس جگہ سے زید قریب تھا۔

(۲) استعانة: (مدد چاہنے کے لیے) جیسے كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کی مدد سے لکھا)

(۳) تعلیل کیلئے (علت بیان کرنے کیلئے) جیسے اللہ تعالیٰ کا قول. اِنَّـكـم ظـلـمـتـم انفسكم باتخاذكم العجل. اس میں ظلم کی علت بیان کی گئی ہے اور وہ بچھڑے کو معبود بنانا ہے۔

(۴) مصاحبت کے لیے۔ جیسے خرج زيد بعشيرته (زید اپنے قبیلہ کے ساتھ نکلا)

(۵) مقابلہ کے لیے جیسے بعتُ الفرس بمائة دينارٍ. (میں نے گھوڑا سو دینار کے مقابلہ میں بیچا) یعنی اس کی قیمت مجھے سو دینار ملے۔

(۶) تعدیہ کے لے (متعدی بنانے کے لیے) جیسے ذَهَـبْـتُ بِـزيـد. میں زید کو لے گیا ذَهَبَ لازم ہے بار کی وجہ سے متعدی ہو گیا۔

(۷) ظرفیت کے لیے یعنی اس کا مابعد ماقبل کے لیے ظرف ہو جیسے جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدْ (میں مسجد میں بیٹھا)

(۸) کبھی بار زائد ہوتی ہے نفی اور ما استفہامیہ کی خبر میں تو قیاساً زائد ہوتی ہے جیسے مَـا زيدٌ بـقـائمٍ. هل زيدٌ بقائمٍ. اور دیگر مقامات میں سماعاً زائد ہوتی ہے۔ چنانچہ مبتدا ریا اس کی خبر میں جو بار داخل ہو وہ زائد ہوتی ہے۔ جیسے بـحسبك زَيْدٍ یہاں حسبك مبتدا ہے اور بار زائد ہے اور حسبك بـزيدٍ میں زید خبر ہے اس پر بار زائد ہے۔ اسی طرح كـفـىٰ کے فاعل میں جو با ہوتی ہے وہ بھی زائد ہوتی ہے جیسے كفى بالله اس میں لفظ الله ، كفىٰ کا فاعل ہے اس میں با زائد ہے۔

کبھی کبھی مفعول پر بار زائد آجاتی ہے جیسے الـقـى بيده اس میں يده مفعول ہے اس پر بار زائد ہے۔

بار کے اور بھی معانی ہیں جو بڑی کتابوں میں آپ کو معلوم ہوں گے۔

(۲) التار قسم کے لیے اسی طرح واؤ اور بار بھی قسم کے لیے آتے ہیں لیکن ان تینوں میں فرق

یہ ہے کہ تا، اسم ظاہر میں صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے اللہ کے علاوہ باقی ناموں پر داخل نہیں ہوتی۔ صرف تاللہ کہا جائے گا۔ تالرحمٰن وغیرہ نہیں کہہ سکتے۔ اور واؤ اسم ظاہر کے ساتھ تو خاص ہے لیکن اللہ اور اس کے دوسرے صفاتی نام میں بھی داخل ہوتا ہے جیسے: واللہ والرحمن اور باران دونوں سے عام ہے نیز اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں میں داخل ہوتی ہے۔ مثلاً باللہ . بالرحمن بک تینوں صورتیں جائز ہیں۔

جاننا چاہیے کہ قسم کے لیے جوابِ قسم کا ہونا ضروری ہے۔ اگر جوابِ قسم جملہ اسمیہ مشتبة ہو تو اس کے شروع میں إنّ یا لام ابتدار کا لانا ضروری ہے۔ جیسے: واللہ اِنّ زیداً قائمٌ اور واللہِ لِزیدٌ قائمٌ۔

اگر جواب قسم جملہ اسمیہ منفیہ ہو تو اس کے شروع میں ما یا لا یا ان نافیہ لایا جائے گا۔ جیسے واللہ ما زیدٌ قائماً. واللہ لا زَیدٌ فی الدار ولا عمروٌ. (قسم اللہ کی نہ زید گھر میں ہے نہ عمرو) وَاللہِ اِنْ زَیدٌ قائمٌ. (قسم خدا کی زید کھڑا نہیں ہے)

اگر جواب قسم جملہ فعلیہ مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں لام اور قد دونوں۔ یا صرف لام لایا جائے گا۔ جیسے: واللہ لقد قام زیدٌ اور واللہ لافعلنّ کذا۔

اگر جواب قسم جملہ فعلیہ منفیہ ہو تو اگر فعل ماضی ہو تو شروع میں ما لایا جائے گا۔ جیسے واللہ ما قام زیدٌ اور اگر فعل مضارع ہو تو شروع میں ما لایا جائے گا جیسے واللہ ما افعلن کذا واللہ لاأفعلن کذا. واللہ لن افعلَ کذا.

ترکیب: واللہ ان زیداً قائمٌ. واؤ جارہ قسمیہ لفظ اللہ مجرور۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا۔ اُقْسِمُ فعل کے۔ اُقْسِمُ فعل بافاعل اپنے متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر قسم اِنَّ حرف مشبہ بالفعل زیداً اسم قائمٌ خبر انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جواب قسم قسم جواب قسم سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

باقی مثالوں کی ترکیب اس ترکیب کی روشنی میں استاذ کی مدد سے کر لی جائے۔

(۵) **الکاف**: یہ تشبیہ کے لیے ہے جیسے: زَیدٌ کعمروٍ. (زید عمرو کے مشابہ ہے) اور زائد بھی ہوتا ہے۔ جیسے لیس کمثلہ شیئ۔ اور کبھی بجائے حرف کے اسم ہو جاتا ہے۔ جیسے

لبعضھکن کالبرد المنھم (وہ عورتیں ہمستی ہیں برسنے والے اولے کے مثل) یہاں کاف مثل کے معنی میں ہے۔

(۶) اللام: (۱) اختصاص کے لیے یعنی ایک شیٔ کو دوسری شیٔ کے ساتھ خاص کرنے کے لیے جیسے اَلْجُلُ لِلْفَرَسِ (جل گھوڑے کے لیے خاص ہے) المال لزید (مال زید کے لیے خاص ہے)

(۲) تعلیل کے لیے (علت بیان کرنے کے لیے) جیسے: ضربتہٗ للتادیب (میں نے اس کو ادب سکھانے کے لیے مارا)

(۳) کبھی زائد ہوتا ہے جیسے: رَدِفَ لَکُمْ ۔ یہ رَدِفَکُمْ کے معنی میں ہے۔ وہ تمہارا ردیف ہوا۔ یعنی تمہارے پیچھے ایک ہی سواری پر سوار ہوا۔

(۴) عَنْ کے معنی میں آتا ہے۔ جب قول اور اس کے مشتقات کے ساتھ مستعمل ہو۔ جیسے قال الذین کفروا للذین آمنوا۔ (کہا کافروں نے مؤمنوں سے)

(۷) مِــنْ (۱) ابتداء غایت کے لیے یعنی کسی مسافت کی ابتداء بتانے کے لیے جس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں الی کا استعمال درست ہو جیسے سرتُ من البصرۃ الی الکوفۃ (میں بصرہ سے کوفہ تک چلا)

(۲) تبیین کے لیے یعنی کسی شیٔ مبہم کو واضح کرنے کے لیے اس کی علامت یہ ہے کہ من کی جگہ اسم موصول کالانا درست ہو۔ جیسے فاجتنبوا الرجس من الاوثان یہاں من الاوثان کی جگہ الذی ھو الاوثان کہنا درست ہے۔ (ترجمہ: پس بچو گندگی یعنی بتوں سے)

(۳) کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ اگر اس کو ساقط کر دیا جائے تو معنی میں کوئی خرابی نہ ہو۔ جیسے مَاجَاء نی من احد. اس مثال میں اگر من کو حذف کر دیا جائے تو معنی میں خرابی نہ ہوگی۔

(۴) کبھی تبعیض کے لیے۔ یعنی بعض کے معنی میں آتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ مــن کے بجائے لفظ بعض کا استعمال ہو سکتا ہو۔ جیسے اخذتُ من الدراھم ۔ بمعنی اخذت بعض الدراھم.

إلیٰ

یہ انتہا غایت کے لیے ہے یعنی کسی کام کی انتہا کو بتانے کے لیے جیسے سرت من البصرۃ الی الکوفۃ ۔ کبھی مع کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے فاغسلوا وجوھکم وایدیکم إلی المرافق أی مع المرافق ۔ (اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں کے ساتھ دھوؤ)

حتّٰی

(۱) انتہا غایت کے لیے۔ جیسے نمتُ البارحۃ حتی الصباح (میں گذشتہ رات صبح تک سویا) سرت حتی السوق (میں شہر میں چلا بازار تک)

(۲) مع کے معنیٰ میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قدم الحاجُ حتی المشاۃ ۔ (حاجی لوگ پیدل چلنے والوں کے ساتھ آ گئے) اور قرأتُ وردی حتی الدعاء ای مع الدعاء۔ (میں نے اپنا وظیفہ پڑھا دعا کے ساتھ)

حتیٰ اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے۔ اسم ضمیر پر داخل ہونا شاذ ہے۔ چنانچہ حتاہُ کہنا جائز نہیں۔

فی

(۱) ظرفیت کے لیے جیسے زیدٌ فی الدار (زید گھر میں ہے) الماءُ فی الکوز (پانی کوزے میں ہے)

(۲) کبھی کبھی علی کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے وَلا صلبنکم فی جذوع النخل ای علی جزوع النخل (میں تم کو ضرور سولی دوں گا کھجور کے تنوں پر)

علیٰ

(۱) یہ استعلاء یعنی بلندی چاہنے کے لیے ہے۔ خواہ استعلاء حقیقی ہو جیسے زید علی السطح (زید چھت پر ہے) یا استعلاء مجازی ہو جیسے علیہ دَینٌ (اس پر قرض ہے)

(۲) کبھی بار کے معنی میں آتا ہے: جیسے مررت علیه. مررت به کے معنی میں ہے۔
(۳) کبھی فی کے معنی میں آتا ہے جیسے ان کنتم علی سفرٍ ای فی سَفرٍ (اگر تم سفر میں ہو)

عن

یہ بُعد اور تجاوز کے لیے آتا ہے جیسے رَمَیْتُ السَّهْمَ عَنِ القوسِ (میں نے تیر کمان سے پھینکا) یعنی تیر کمان سے تجاوز کر گیا۔

مُذ مُنذ

یہ ابتداء غایت کے لیے آتے ہیں زمانۂ ماضی میں۔ جیسے ما رأیتهٗ مذیوم الجمعة یا منذ یومِ الجمعة میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا۔

کبھی پوری مدت کے معنی میں آتے ہیں جیسے ما رایته مذ یومین یا منذیومین میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا یعنی نہ دیکھنے کی پوری مدت دو دن ہے۔

رُبَّ

یہ تقلیل کے لیے ہے یعنی کسی چیز کی قلت بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ اس کا مجرور ہمیشہ نکرہ موصوفہ ہوتا ہے۔ اس کا متعلق فعل ماضی ہوتا ہے۔ جیسے رُبَّ رجلٍ کریمٍ لقیتهٗ (سخی آدمی کم ہیں جن سے میں نے ملاقات کی)

ترکیب: رُبَّ رجلٍ کریمٍ لقیتهٗ. رُبَّ حرف جار رجل کریم موصوف صفت سے مل کر مجرور جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لقیتُ فعل کے۔ لقیتُ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ رُبَّ کبھی ضمیر مبہم یعنی ضمیر غائب پر داخل ہوتا ہے۔ اور اس کی تمیز نکرہ موصوفہ لائی جاتی ہے۔ جیسے ربهٗ رجلاً جواداً (کم ہے وہ سخی ہونے کے کے اعتبار سے)

ترکیب: ربه رجلاً جواداً. رُبَّ حرف جار ہا ضمیر ممیز رجلا موصوف جواداب صفت۔ موصوف صفت سے مل کر تمیز۔ ممیز تمیز سے مل کر مجرور۔ جار مجرور سے مل کر متعلق ہوا لقیتُ فعل کے باقی ترکیب آسان ہے۔

حاشا خلا عدا

ان میں سے ہر ایک استثناء کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے جاء نی القوم حاشا زید و خلا زید و عدا زید! سب کے معنی ہیں (آئی میرے پاس قوم سوا زید کے)

ترکیب: جاء نی القوم حاشا زید. جاء فعل نون وقایہ یاء متکلم مفعول بہ القوم فاعل۔ حاشا حرف جار زید مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا جاء فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ باقی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

بعض نحویوں کے نزدیک یہ تینوں فعل ہیں۔ ان کے اندر ضمیر فاعل اور اس کے بعد والا اسم مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ جیسے جاء نی القوم حاشا زیداً خلازیداً عدازیداً۔ اس صورت میں افعال اپنے اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر ماقبل سے حال واقع ہوں گے۔

ترکیب: جاء نی القوم حاشا زیداً. جاء نی کی ترکیب حسب سابق القوم ذوالحال حاشا زیداً فعل فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ذوالحال حال سے مل کر فاعل باقی ترکیب آسان ہے۔

خلا اور عدَا اگر مَا کے بعد واقع ہوں جیسے ماخلا زیداً و ما عدا زیداً یا شروع کلام میں واقع ہوں جیسے خَلَا البیت زیداً و عد القوم زیداً۔ ان دونوں صورتوں میں یہ فعل واقع ہوں گے۔

ترکیب: ماخلاف زیداً. مَا خلا۔ فعل اس میں ضمیر فاعل۔ زیداً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوالات

(۱) حروف جارہ کی تعداد مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) باء۔ تاء۔ واؤ میں قسم کے لیے استعمال ہونے کی صورت میں کیا فرق ہے؟

(۳) مندرجہ ذیل صورت میں جواب قسم کس طرح کا ہوگا؟

(۱)جواب قسم جملہ اسمیہ مثبتہ یا منفیہ ہو۔(۲)فعل ماضی مثبت ہو۔(۳)مضارع منفی ہو۔یا ماضی منفی ہو۔

(۴)امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ ان مثالوں میں حرف جار کا استعمال کن معانی میں ہوا ہے۔

لایؤمن باللہ. واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ. کفی بربك وکیلا. ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ. تاللہ لاکیدنّ اصنامکم مثلھم کمثل الذی استوقد ناراً. الحمدللہ رب العالمین. الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم لا تُدلوا بھا الی الحکام. لن تنالوا البر حتی تنفقوا. لا ریب فیہ. ختم اللہ علی قلوبھم. اجعل علی کل جبل. حقیقٌ علی ان لا اقول. فردّوا ایدیھم فی افواھھم. تتلوا الشیاطین علی ملك سلیمان. واعرض عن الجاھلین. ربما یودُّ الذین کفروا.

حروف مشبہ بالفعل

یعنی ایسے حروف جو عمل میں فعل کے مشابہ ہیں۔

یعنی جس طرح فعل ایک اسم کو رفع دیتا ہے جو اس کا فاعل ہوتا ہے اور ایک اسم کو نصب دیتا ہے جو اس کا مفعول ہوتا ہے۔اسی طرح یہ حروف بھی ایک اسم کو رفع اور ایک اسم کو نصب دیتے ہیں۔

یہ حروف چھ ہیں:(۱)اِنَّ (۲) اَنَّ (۳) کاَنَّ (۴)لٰکنَّ (۵) لَیتَ (۶) لَعَلَّ۔

یہ سب اس بات میں تو شریک ہیں کہ اپنے اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں لیکن ہر ایک کے معنی علیحدہ علیحدہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

اِنّ وَاَنَّ: یہ دونوں جملہ اسمیہ کے مضمون کو ثابت کرنے کے لیے آتے ہیں۔اِنَّ شروع کلام میں آتا ہے اور اَنَّ درمیان کلام میں آتا ہے۔جیسے اِن زیداً قائمٌ (بے شک زید کھڑا ہے) یعنی میں نے زید کے قیام کو ثابت کیا ہے۔بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا مُنْطَلِقٌ. یعنی مجھ کو زید کے چلنے کا ثبوت پہنچا۔

ترکیب:اِنَّ زیداً قائمٌ اِنَّ حرف مشبہ بہ فعل۔زیداً. اس کا اسم قائمٌ اس کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ بلغنی ان زیداً منطلقٌ ۔بلغ فعل نون وقایہ یاء ضمیر متکلم مفعولہ بہ اِنَّ زَیْداً منطلق اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفرد کی

تاویل میں ہو کر بلغ فعل کا فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کان: یہ تشبیہ کے لیے آتا ہے جیسے کانَّ زیداً اسدٌ (گویا کہ زید شیر ہے)

ترکیب: انَّ زَیداً قائمٌ کی طرح ترکیب کیجئے۔

لکنَّ: یہ استدراک کے لیے ہے یعنی اس وہم کو دور کرنے کے لیے ہے جو پہلے کلام سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے یہ ایسے دو کلموں کے درمیان آتا ہے جن کا مفہوم ہو مختلف خواہ دونوں مثبت ہوں یا ایک مثبت ہو اور ایک منفی ہو۔ جیسے غاب زیدٌ لکن بکراً حاضرٌ (زید غائب ہے لیکن بکر حاضر ہے) ماجاء نی زیدٌ لکن عمرواً جاء نی (میرے پاس زید نہیں آیا لیکن عمرو میرے پاس آیا)

ترکیب: غاب زید لکن بکراً حاضرٌ۔ غاب زیدٌ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مستدرک منہ۔ لکن حرف مشبہ بہ فعل۔ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مستدرک۔ مستدرک منہ اپنے مستدرک سے مل کر جملہ استدراکیہ ہوا۔

لیت: یہ تمنی یعنی آرزو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ جیسے لیتَ زیداً قائمٌ (کاش کہ زید کھڑا ہوتا) (اس کی ترکیب اِنَّ زَیدًا قَائمٌ کی طرح ہے)

لعلَّ: یہ امید کرنے کے لیے آتا ہے جیسے: لَعَلَّ السلطانَ یکرمنی. امید کہ بادشاہ میری عزت کرے گا)

ترکیب: لعل السلطان یکرمنی۔ لعل۔ حرف مشبہ بہ فعل السلطان اس کا اسم یکرمُ فعل نون وقایہ یاء متکلم مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر لعل کی خبر۔ باقی آسان ہے۔

فائدہ: تمنی کا استعمال ممکنات اور ممتنعات دونوں میں ہوتا ہے اور ترجی کا استعمال صرف ممکن چیزوں میں ہوتا ہے غیر ممکن میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ لعلّ الشباب یعود نہیں کہہ سکتے۔

سوالات

(۱) حروف مشبہ بہ فعل کی تعداد مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۲) اِنَّ اَنَّ کے استعمال میں کیا فرق ہے؟

(۳) لکن کے استعمال کی کیا صورت ہے؟

(۴) لعل اور لیت میں کیا فرق ہے؟

(۵) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے؟

إن الله على كل شيء قدير. يحسب أن ماله أخلده. كأنهم بنيان مرصوص. لكن الله يهدي من يشاء. قال ياليت قومي يعلمون. لعل الله يحدث بعد ذلك أمراً. لعلكم تشكرون.

ماولا مشابہ بہ لیس

یہ دونوں لیس کے ساتھ دو باتوں میں مشابہ ہیں۔

(۱) نفی کے معنی میں (۲) مبتدا اور خبر پر داخل ہونے میں۔

ان کا عمل یہ ہے کہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ ما معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور لا صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے ما زيدٌ قائماً. ما رجلٌ ضارباً. لا رجلٌ ظريفاً.

ترکیب: ما زيدٌ قائماً. ما مشابہ بلیس۔ زیدٌ اسم قائماً خبر۔ ما مشابہ بلیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

باقی مثالوں کی ترکیب اسی طرح کیجئے۔

اگر اِنْ زیادہ کر دیا جائے یا اِلّا کی وجہ سے نفی کے معنی ٹوٹ جائیں۔ یا خبر اسم پر مقدم ہو جائے تو عمل باطل ہو جائے گا جیسے ما إن زيد قائمٌ. ما زيدٌ إلا قائمٌ. ما قائمٌ زيدٌ.

ان تینوں مثالوں میں ما کا عمل باطل ہو گیا ہے۔

سوالات

(۱) ما اور لا لیس کے ساتھ کن باتوں میں مشابہ ہیں؟

(۲) ان دونوں کا عمل بتایئے اور ان میں جو فرق ہے اس کو واضح کیجئے؟

(۳) ما ولا کا عمل کن صورتوں میں باطل ہو جاتا ہے؟

(۴) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ ما ولا نے عمل کیوں نہیں کیا؟ ما الله بغافل عما تعملون. وما محمد الا رسول. لا فيها غول.

لائے نفی جنس

یہ لا، جنس کے صفت کی نفی کے لیے آتا ہے لیکن نام اس کا لا، نفی جنس ہے۔ اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے اور اسم کی حالت مختلف ہوتی ہے۔

(۱) اگر لا، نفی جنس کے بعد نکرہ مفرد بغیر فصل کے واقع ہو تو فتحہ پر مبنی ہوگا۔ جیسے لا رجلَ فی الدار۔

(۲) اگر لا، کے بعد معرفہ ہو یا نکرہ ہو لیکن لا، کے درمیان اور اس کے اسم نکرہ کے درمیان فصل ہو جائے تو پھر لا، کا اسم مرفوع ہوگا اور لا، کا تکرار مع دوسرے اسم کے واجب ہوگا جیسے لا زیدٌ فی الدار ولا عمروٌ۔

اس مثال میں لا، کے بعد معرفہ ہے اس لیے اسم پر رفع ہے اور لا، مکرر ہے۔

لافیھا غولٌ ولا امرأۃٌ اس میں لا، کا اسم نکرہ ہے لیکن اسم کے درمیان اور لا، کے درمیان فیھا کا فصل واقع ہے اس لیے اس لا، کی تکرار واجب ہے۔

(۳) اگر لا، کا اسم نکرہ ہو اور مضاف یا مشابہ مضاف ہو تو اس پر نصب آئے گا۔ جیسے لاغلامَ رجل فی الدار۔ اس میں لا، کا اسم مضاف ہے۔

لاعشرین درھماً فی الکیس. (نہیں ہیں بیس درہم تھیلی میں) اس میں لا، کا اسم مشابہ مضاف ہے۔

(۴) اگر قرینہ موجود ہو تو لا، کا اسم حذف کر دیا جاتا ہے جیسے لا علیک اس میں اسم محذوف ہے۔ اس کی اصل لا بأس علیکم ہے۔ قرینہ یہ ہے کہ لا، نفی جنس ہمیشہ اسم پر داخل ہوتا ہے اور یہاں علی پر داخل ہے جو حرف ہے۔

سوالات

(۱) لا، نفی جنس کا کیا مطلب ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) اس کا عمل کیا ہے مثال سے اس کی توضیح کیجیے؟

(۳) لا، نفی جنس کے اسم کی کتنی حالتیں ہیں۔ ہر حالت کا حکم بیان کیجیے؟

(۴)اس کے اسم کو کس وقت حذف کرنا جائز ہے مع مثال بیان کیجئے؟

(۵)امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر مثال کا ممثل لہ متعین کیجئے؟

لا خیر فی کثیر من نجواھم . لا فیھا غولٌ . لا ملجأ من اللہ الا الیہ . لا شیۃ فیھا .

حروف عطف

عطف کے معنی مائل کرنے کے ہیں۔ یہ حروف بھی معطوف کو حکم اور اعراب میں معطوف علیہ کی طرف مائل کرتے ہیں۔اس لیے اس نام سے موسوم ہوئے یہ دس حرف ہیں۔واؤ۔فاء،ثم۔حتی۔او۔اما۔ام۔لا۔بل۔لکن۔

ان میں چار شروع والے جمع کرنے کے لیے ہیں معطوف کو معطوف علیہ کے ساتھ حکم میں جمع کردیتے ہیں۔

(۱)**واؤ**:مطلق جمع کرنے کے لیے ہے۔خواہ معطوف علیہ اور معطوف میں ترتیب ہو یا نہ ہو۔جیسے جاء نی زیدٌ وعمروٌ ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ زید اور عمرو دونوں آئے۔خواہ زید پہلے آیا ہو یا عمرو۔یا دونوں ساتھ میں آئے ہوں یا آگے پیچھے اور اگر آگے آتے ہیں تو ان دونوں کے آنے میں زیادہ فصل نہ ہو۔یا کم از کم اس قسم کی کوئی تفصیل اس میں نہیں ہوتی۔

(۲)**فاء**:ترتیب کے لیے ہے بغیر مہلت کے یعنی فاء کے ماقبل کے لیے حکم پہلے ثابت ہوتا ہے اور مابعد کے لیے فوراً بعد اس میں تاخیر نہیں ہوتی۔جیسے جاء نی زیدٌ فعمروٌ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ زید کے بعد ہی فوراً عمرو آیا ہے۔

(۳) **ثم**:اس میں ترتیب اور تاخیر دونوں ہوتی ہے یعنی ثم کے ماقبل کے لیے حکم پہلے ثابت ہوتا ہے اور مابعد کے لیے بہت دیر میں۔جیسے جاء نی زید ثم عمروٌ .اس کا مطلب یہ ہے کہ عمرو زید کے بہت دیر بعد آیا۔

(۴)**حتی**:اس میں بھی ثم کی طرح ترتیب اور مہلت ہوتی ہے لیکن اس میں ثم کے اعتبار سے مہلت کم ہوتی ہے اور اس کا معطوف اپنے معطوف علیہ کا جز ہوتا ہے اور کبھی معطوف علیہ سے قوی ہوتا ہے کبھی ضعیف۔جیسے مات الناس حتی الانبیاء اس میں معطوف

علیہ سے معطوف قوی ہے۔

قدم الحاج حتی المشاۃ (حاجی سب آ گئے حتی کہ پیدل چلنے والے بھی آ گئے) اس میں معطوف علیہ سے معطوف ضعیف ہے۔

(۵) او. (۶) اما (۷) ام: یہ تینوں یہ بتانے کے لیے آتے ہیں کہ معطوف علیہ اور معطوف میں سے غیر متعین طور پر کسی ایک کے لیے حکم ثابت ہے۔ جیسے: جاء نی زیدا او عمروٌ (میرے پاس زید آیا یا عمرو) اس میں یہ تو معلوم ہے کہ زید اور عمرو میں سے کوئی ایک آیا ہے۔ لیکن متعین طور پر نہیں معلوم کہ آنے والا کون ہے۔

(۸) اما: عطف کے لیے اس وقت آتا ہے جب اس کے بعد ایک اما یا او اور آئے۔ جب اس کے بعد ایک اما اور او اور آئے جیسے: العدد اما زوجٌ واما فردٌ ۔ (عدد یا زوج ہوگا یا فرد) زید اما کاتبٌ او اُمیٌّ (زید یا کاتب ہے یا ان پڑھ ہے)

(۹) ام: کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) متصلہ اور (۲) منقطعہ۔

ام متصلہ کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) اس سے پہلے ہمزۂ استفہام ہو۔

(۲) جو لفظ ہمزۂ استفہام کے بعد ہو اسی طرح کا لفظ اُم کے بعد بھی ہو۔

اگر ہمزہ کے بعد اسم ہے تو ام کے بعد بھی اسم ہو اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہے تو ام کے بعد بھی فعل ہو۔ جیسے: ازید عندك ام عمروٌ (کیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو) اس میں ہمزہ اور ام دونوں کے بعد اسم ہے۔

اقامَ زیدٌ ام قعدَ (کیا زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے) اس میں دونوں کے بعد فعل ہے۔

(۳) متکلم کے نزدیک معطوف علیہ اور معطوف میں سے کوئی یقینی طور پر ثابت ہو۔ سوال صرف تعیین کے لیے ہو۔ جیسے مثال مذکور۔ اَزید عندك ام عمروٌ میں متکلم کو یہ معلوم ہے کہ زید اور عمرو میں سے کوئی ایک مخاطب کے پاس ہے۔ اب وہ دریافت کرنا چاہتا ہے کہ تم تعیین کر کے بتادو کہ وہ کون ہے۔ اسی لیے ام متصلہ میں ہاں یا نہیں کے ساتھ جواب دینا صحیح نہیں۔ متعین کر کے جواب دینا چاہیے۔ ام منقطعہ پہلے کلام سے

اعراض اور دوسرے کلام میں شک پیدا کرنے کے لیے آتا ہے۔

اس کے استعمال کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) بعد خبر کے واقع ہو۔ جیسے دور سے ایک جانور دیکھ کر کوئی آدمی کہے انھا لابل (یہ اونٹ ہے) بعد میں شک ہو جائے اور اس سے اعراض کر کے کہے۔ ام ھی شاۃ (بلکہ یہ بکری معلوم ہوتی ہے)

ترکیب: انھا لابل ام ھی شاۃ۔ انّ حرف مشبہ بہ فعل۔ ہا ضمیر اس کا اسم لام تاکید ابل خبر انّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ام حرف عطف ھی مبتدا، شاۃ خبر مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰) **لا** (۱۱) **بل** (۱۲) **لکن**: یہ تینوں یہ بتانے کے لیے آتے ہیں کہ معطوف علیہ اور معطوف میں سے ایک متعین کے لیے حکم ثابت ہے لیکن ہر ایک میں تعیین کی صورت مختلف ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

لا: معطوف سے اس حکم کی نفی کرتا ہے جو معطوف علیہ کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ جیسے جاء نی زید لا عمروٌ (میرے پاس زید آیا عمرو نہیں آیا)

ترکیب: جاء نی زید لا عمروٌ۔ جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم مفعول بہ زیدٌ معطوف علیہ لا حرف عطف عمروٌ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بل: یہ معطوف علیہ سے اعراض کر کے معطوف کے لیے حکم ثابت کرتا ہے۔ جیسے جاء نی زید بل عمروٌ۔ (زید کے لیے آنا ثابت کیا گیا تھا۔ بل نے آ کر اس سے اعراض کر کے عمرو کے لیے آنا ثابت کیا)

اگر بل سے پہلے معطوف علیہ منفی ہو تو اس میں دو قول ہیں۔ بعض نحوی کہتے ہیں کہ معطوف علیہ سے حکم کی نفی نہ ہوگی۔ بلکہ معطوف سے ہوگی۔ مثلاً: ما جاء نی زیدٌ بل عمروٌ کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ زید سے آنے کی جو نفی کی گئی ہے وہ غلط ہے عمرو نہیں آیا اور

بعض کا مذہب یہ ہے کہ معطوف علیہ سے جس حکم کی نفی کی گئی ہے اس کی نفی معطوف سے نہ ہوگی بلکہ معطوف کے لیے حکم ثابت ہوگا اور معطوف علیہ سے یا تو حکم کی نفی بدستور باقی رہے گی یا اس کو ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اس کا ذکر ہی نہیں ہوا۔ یعنی اس کے لیے نہ تو کوئی حکم ثابت کیا گیا ہے اور نہ نفی کی گئی ہے۔ ان کے نزدیک مثال مذکور کے معنی یہ ہوں گے کہ عمرو آیا ہے اور زید یا تو نہیں آیا یا وہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہے یعنی ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے۔ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

لکن: یہ استدراک کے لیے ہے۔ یعنی پہلے کلام سے جو وہم پیدا ہوا تھا اس کو دور کرنے کے لیے آتا ہے جس جملہ میں یہ آتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد نفی کا ہونا ضروری ہے۔ جیسے ما جاءنی زیدٌ لکن عمروٌ جاء. پہلے جملہ سے زید کے آنے کی نفی کی گئی ہے اس میں شبہ پیدا ہو گیا کہ جس طرح زید نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ عمرو بھی نہ آیا ہو لکن نے آکر اس وہم کو دور کر دیا کہ ایسی بات نہیں جیسا تم وہم کر رہے ہو عمرو آیا ہے۔

اور جیسے قام بکرٌ لکن خالدٌ لم یقم اس میں پہلے جملہ سے بکر کا کھڑا ہونا معلوم ہوا اس سے وہم پیدا ہوا کہ بکر میں اور خالد میں دوستی ہے بکر کھڑا ہے تو خالد بھی کھڑا ہوگا لکن نے یہ وہم دور کر دیا کہ تمہارا خیال صحیح نہیں خالد نہیں کھڑا ہوا۔

سوالات

(۱) حروف عطف کتنے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) واو، فاء، ثم، حتی، میں کیا فرق ہے مع مثال بیان کیجئے؟

(۳) او، اما، ام۔ یہ تینوں کس امر کے بتانے کے لیے ہیں۔ اما کے لیے کیا شرط ہے۔

(۴) ام کی کتنی قسمیں ہیں۔ ام متصلہ کے لیے کیا شرائط ہیں مثال دے کر اس کی وضاحت کیجئے؟

(۵) ام منقطعہ کا کیا مطلب ہے اور اس کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں؟

(۶) لا، بل، لکن۔ یہ تینوں کس بات میں شریک ہیں اور کس میں مختلف ہیں۔ بل کا استعمال حسب بیان مصنف بیان کیجئے اور مثال سے واضح کیجئے؟

(۷) استدراک کا کیا مطلب ہے؟

(۸) امثلہ ذیل کا ترجمہ کر کے ترکیب کیجئے۔ ہر ایک مثال کو ممثل لہ سے منطبق کیجئے؟

وَلَا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. ولا تسئموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا الی اجلہ کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم. انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ. انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون افتری علی اللہ کذباً ام بہ جنۃ. اما شاکراً واما کفوراً

حروف تنبیہ

یہ تین حروف ہیں۔ الا، اما. ھا۔ یہ مخاطب کو آگاہ کرنے کے لیے آتے ہیں تاکہ کلام اچھی طرح سنے۔

الا. اما۔ یہ جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ دونوں پر آتے ہیں۔ جیسے الا انھم ھم المفسدون. الا لا تنصر. اما لا تفعل.

ھا: جملہ اسمیہ اور مفرد پر آتا ہے۔ جیسے: ھازیدٌ قائمٌ (آگاہ ہو جاؤ زید کھڑا ہے)

ھذا. ھؤلاء. ان دونوں میں ہا رمفرد پر داخل ہے۔

سوالات

(۱) حروف تنبیہ کتنے ہیں اور ان کو حروف تنبیہ کیوں کہتے ہیں؟

(۲) حروف تنبیہ میں آپس میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے اس کو مع التمثیل واضح کیجئے؟

(۳) امثلہ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے؟

ھاانتم ھؤلآء حاججتم. الا انھم ھم السفھاء.

حروف ندا

یہ پانچ حروف ہیں۔ یا. ایا. ھیا. ای. ھمزہ مفتوحہ۔

ای اور ہمزہ مفتوحہ ندائے قریب کے لیے ہے۔

ایا. ھیا۔ ندائے بعید کے لیے ہے اور یا رندائے قریب اور بعید و متوسط تینوں کے لیے ہے۔ ان کا تفصیلی بیان منادی کی بحث میں آچکا ہے۔

سوالات

(۱) حروف ندا کا کیا مقصد ہے اور وہ کتنے ہیں؟

(۲) ان پانچوں حرف میں کیا فرق ہیں مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) منادی کی پوری بحث پھر سے دیکھ کر زبانی یاد کر لیجے؟

(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے؟

یٰاآدم انبئھم باسمائھم. یانار کونی برداوسلاما. یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم یا ایھا الناس اعبدوا ربکم. یا اسفی علی یوسف. یاحسرتیٰ علی مافرطتُ.

حروف ایجاب

یہ چھ حروف ہیں نعم. بلی. اجل. جیر. اِنَّ. اِی.

نعم: یہ اپنے سے پہلے والے کلام کی تقریر کرتا ہے یعنی اس کو اچھی طرح ثابت کرتا ہے۔ خواہ مثبت ہو یا منفی۔

اگر کلام مثبت ہے تو اثبات کو اچھی طرح ثابت کرے گا اور اگر کلام منفی ہے تو نفی کو اچھی طرح ثابت کرے گا۔

اجاء زیدٌ کے جواب میں "نعم" کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ بے شک زید آیا ہے اور "اماجاء زیدٌ" کے جواب میں اگر "نعم" کہا جائے تو یہ مطلب ہوگا۔ ہاں بے شک زید نہیں آیا۔

بلیٰ: یہ کلام منفی کے جواب میں آتا ہے اور اس کو مثبت کر دیتا ہے۔ خواہ نفی استفہام کے ساتھ ہو یا خبر کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) اس کے جواب میں کہا گیا بلی کیوں نہیں بے شک ہمارے رب ہیں۔ اسی طرح الیس اللہ بکاف عبدہٗ وغیرہ کو سمجھئے۔

ان مثالوں میں نفی استفہام کے ساتھ ہے۔ لَمْ یَرْکَبْ زید سوار نہیں ہوا۔ اس کے جواب میں بلی کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کیوں نہیں، بے شک زید سوار ہے۔ اس میں نفی

خبر کے ساتھ ہے۔

ای: یہ استفہام کے بعد اثبات کے لیے آتا ہے۔اور ہمیشہ قسم کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے لیکن فعل قسم کبھی بھی اس کے ساتھ مذکور نہیں ہوتا۔جیسے کوئی آدمی کسی کام کے بارے میں دریافت کرے اور کہے ھل کان کذا کیا ایسا ہوا ہے۔اس کے جواب میں ای واللہ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاں خدا کی قسم ہوا ہے۔

اجل۔جیر۔ انّ: یہ تینوں خبر دینے والے کی تصدیق کے لیے آتے ہیں۔خواہ مثبت ہو یا منفی۔جیسے کوئی شخص کہے جاء ك زيدٌ ۔زید تیرے پاس آیا اور اس کے جواب میں اجل یا جیر یا اِنَّ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ٹھیک کہتے ہیں میرے پاس زید آیا ہے۔یہ کلام مثبت کے جواب میں ہے اور اگر کہا جائے "لم يأتك زيدٌ" زید تیرے پاس نہیں آیا۔اور اس کے جواب میں ان تینوں کلموں میں سے کوئی کلمہ کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ کا کہنا بالکل درست ہے۔واقعی میرے پاس زید نہیں آیا۔

سوالات

(۱) حروف ایجاب کتنے ہیں اور ان کا کیا مقصد ہے؟

(۲) نعم اور بلی میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے مثال سے سمجھائیے؟

(۳) ای کا استعمال کس وقت ہوگا اور اس کی کیا صورت ہوگی؟

(۴) اجل جیر۔ان یہ تینوں کلام میں کس مقصد کے لیے آتے ہیں؟

(۵) امثلہ ذیل کا ممثل لہ بتایئے اور ترکیب کیجئے؟

الست بربكم قالوا بلى قالوا نعم. هل وجدتم ما وعد ربكم. قل اى وربى انه لحق. قالوا نعم.

حروف زیادۃ

یہ آٹھ حروف ہیں۔ان. ان. ما. لا. من. کاف. با. لام.

یہ حروف فعل اور اسم دونوں کے شروع میں بغیر کسی معنی کے مستعمل ہوتے ہیں۔ان

سے مقصود کلام کی زینت ہوتی ہے۔اسی وجہ سے قرآن پاک میں بھی ان کا استعمال آیا ہے۔

اِن:اس کے زیادہ ہونے کے تین مواقع ہیں۔

(۱)ما نافیہ کے ساتھ۔جیسے:ماان زیدٌ قائمٌ. زید کھڑا نہیں ہے)

(۲) ما مصدریہ کے ساتھ۔جیسے:انتظر ما ان یجلس الامیر. (امیر کے بیٹھنے تک تو انتظار کر)

(۳)لما کے ساتھ جیسے لما ان جلست جلست(جب تو بیٹھے گا تو میں بیٹھوں گا)

اَنْ:اس کے زیادہ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱)لَمَّا کے ساتھ۔جیسے فلما ان جاء البشیر (جب خوشخبری دینے والا آئے گا)

(۲)لَوْ اور اس سے پہلے آنے والی قسم کے درمیان واقع ہو۔جیسے واللہ اَنْ لو قمتَ قمتُ. (اللہ کی قسم اگر تو کھڑا ہو تو میں بھی کھڑا ہوں گا)اس میں واللہ قسم ہے۔اس کے اور لو کے درمیان اَنْ زائد ہے۔

ما:یہ ان حروف پر زائد ہوتا ہے اذا. متی. ایّ. انی. این. اِنْ. بشرطیکہ یہ کلمات شرط کے معنی میں ہوں۔جیسے اذا ماصمتَ صمتُ. (جب تو روزہ رکھے گا میں بھی رکھوں گا)
مَتٰی مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ. (جب تو نکلے گا میں بھی نکلوں گا)ایًّاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ. (جس نام کے ساتھ بھی تم اللہ کو پکارو۔اس کے لیے اچھے اچھے نام ہیں۔اَنَّما تذھب اذھب .(جہاں تو جائے گا میں بھی جاؤں گا)اینما تجلِسْ اَجْلِسْ (جہاں تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا)اِمَّا تقم اقم. (اگر تو کھڑا ہو گا میں بھی کھڑا ہوں گا)

ان کلمات شرط کے علاوہ ان حروف کے بعد بھی ما زائد ہوتا ہے۔ب.عن.مِن. کَانَ. جیسے فبما رحمة من اللہ. عما قلیلٍ لیصبحن ندمین. مما خطیئٰتھم اغرقوا. زید صدیقی کما ان عمرو أخی.

لا:اس کے زائد ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

(۱)واوٌ کے بعد جبکہ نفی کے بعد آئے۔جیسے: ما جاء نی زیدٌ ولا عمروٌ .(میرے پاس

نہ زید آیا اور نہ عمرو)

(۲) اَنْ مصدریہ کے بعد جیسے: ما منعك ان لا تسجد اذا امرتك. (تجھ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جب کہ میں نے تجھ کو حکم دیا تھا)

(۳) قسم سے پہلے جیسے لَا اُقْسِمُ بِهٰذا البلد. (میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی)

من، کاف، باء، لام. ان چاروں کا ذکر حروف جر میں گذر چکا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمایئے۔

سوالات

(۱) حروف زیادت کتنے ہیں اور یہ کس مقصد کے لیے کلام میں لائے جاتے ہیں؟

(۲) اِنْ کب زائد ہوتا ہے مع مثال بتایئے؟

(۳) اَنْ کب زائد ہوتا ہے اس کی صورتیں اور مثال بیان کیجئے؟

(۴) مَا کن حروف کے بعد زائد ہوتا ہے مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۵) لا کے زائد ہونے کی تین صورتیں کیا ہیں۔ مثالوں کے ساتھ بیان کیجئے؟

(۶) امثلہ ذیل کا محل لہ بتایئے؟

لیس کمثله شیئ. ولا تلقوا بایدیکم الی التهکة. فما اوجفتم من خیل ولا رکابٍ. قلیلا ما تذکرون. وما منعك ان لاتسجد. رَدِفَ لکم.

حروف تفسیر

یہ دو حروف ہیں۔ اَیْ اور اَنْ۔ جو امر مبہم کی تفسیر کرتے ہیں۔

اَیْ: یہ مفرد کی بھی تفسیر کرتا ہے اور جملہ کی بھی جیسے نصرك جاری ای عمرو. (تیری مدد کی میرے پڑوسی نے) یہاں جَارِیْ یعنی پڑوسی مفرد ہے۔ اس کی تفسیر ای عمرو ہے۔ قتل زیدٌ بکراً ای ضربه ضرباً شدیداً. اس مثال میں اَیْ سے جملہ کی تفسیر ہے۔

اَنْ: یہ ایسے فعل کی تفسیر کرتا ہے جو قول کے معنی میں ہو۔ جیسے نادینه ان یا ابراهیم۔ اس مثال میں نادینا قلنا کے معنی میں ہے۔ اس کی تفسیر ان یا ابراهیم ہے (ہم نے پکارا یعنی کہا کہ اے ابراہیم)

سوالات

(۱) حروف تفسیر کتنے ہیں؟

(۲) ای سے کس کی تفسیر ہوتی ہے مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) ان کس فعل کی تفسیر کرتا ہے؟

(۴) امثلۂ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ممثل لہ متعین کیجئے؟

وَما قلت لهم الاما امرتني به ان اعبدوا الله. اذ اوحينا الى امك مايوحىٰ ان اقذفيه.

حروف مصدر

یہ حروف جملہ کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں اس لیے ان کو حروف مصدریہ کہتے ہیں۔ یہ تین حروف ہیں۔ ما. اَنْ. اَنَّ.

مَــا اور اَنْ: یہ دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ ضاقت عليهم الارض بما رحبت ای برحبها. (ان پر زمین تنگ ہوگئی باوجود اپنی وسعت کے) ما کی وجہ سے رحبت فعل۔ مصدر کے معنی میں ہوگیا اور جیسے اللہ تعالیٰ کا قول۔ فما كان جواب قومه الا ان قالوا ای قولهم.

اس مثال میں ان جملہ فعلیہ قالوا پر داخل ہے اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیا ہے۔

اَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ جیسے علمت اَنَّكَ قائمٌ. ای قيامك (میں نے تیرے کھڑے ہونے کو جانا)

سوالات

(۱) حروف مصدر کتنے ہیں اور وہ کیا عمل کرتے ہیں؟

(۲) ما اور اَن کا عمل مع مثال بیان کیجئے؟

(۳) اَنّ کا کیا عمل ہے اس میں اور ما اور اَن میں کیا فرق ہے؟

(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور ہر ایک کے ممثل لہٗ کی تعیین کیجئے؟

ان تصوموا خير لكم. ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين. وان اهتديت فبما يوحى الى ربى. يوحىٰ الى انما الهكم والٰهٌ واحدٌ.

حروف التحضیض

تحضیض کے معنی ابھارنا اور آمادہ کرنا ہے یہ حروف فعل کے کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو حروف تحضیض کہتے ہیں۔ ایسے حرف چار ہیں۔

ھلا، الا، لولا، لوما، یہ چاروں ہمیشہ فعل پر داخل ہوتے ہیں۔ خواہ فعل مضارع ہو یا ماضی۔ جب فعل مضارع پر داخل ہوں گے تو حقیقتاً تحضیض کے لیے ہوں گے جیسے ھلا تضرب زیداً (تو زید کو کیوں نہیں مارتا)

اور جب ماضی پر داخل ہوں گے تو ملامت اور شرمندہ کرنے کے معنی میں ہوں گے۔ اس وقت ان کو حروف تحضیض کہنا مجازاً ہوگا۔ جیسے ھلا اکرمتَ زیداً (تو نے زید کا اکرام کیوں نہیں کیا)

اسی طرح باقی حروف کو سمجھئے۔

اگر ان حروف کے بعد بجائے فعل کے اسم آئے تو اس وقت فعل پوشیدہ ہوگا۔ جیسے: ھلا زیدا ضربته اور ھلازید اتضربه یہ اصل میں ھلاضربتَ زیداً اور ھل لا تضرب زیداً تھے۔

سوالات

(۱) حروف تحضیض کیا ہیں اور وہ کس مقصد کے لیے آتے ہیں؟

(۲) فعل مضارع پر داخل ہونے کی حالت میں کیا معنی ہوتے ہیں اور ماضی پر داخل ہونے میں کیا معنی ہوں گے۔ اگر فرق ہو تو مثال دے کر اس کی توضیح کیجئے؟

(۳) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ یہ کس کی مثالیں ہیں؟ لولا تستغفرون الله لعلكم ترحمون. لولا اخرتنا الى اجلٍ قريب. لولا تاتينا بالملئكة ان كنتَ من الصّدقين.

حروف توقع

توقع کے معنی امید کے ہیں۔

حرف توقع صرف ایک لفظ قد ہے حرف توقع سے ایسی خبروں کو بیان کیا جاتا ہے جن
کی امید ہوتی ہے اسی لیے اس حرف کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔
یہ کبھی مضارع پر داخل ہوتا ہے اور کبھی ماضی پر۔
اگر مضارع پر داخل ہوگا تو تقلیل کے معنی ہوں گے جیسے انَّ الکذوب قد یصدُقُ
(جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے) و ان الجواد قد یبْخلُ (سخی کبھی بخل بھی کرتا ہے)
اور اگر ماضی پر داخل ہو تو تقریب کے معنی ہوں گے۔ یعنی زمانہ ماضی کو حال کے
زمانہ سے قریب کردے گا۔ جیسے قد رکب (ابھی سوار ہوا ہے)
قد کبھی تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے قد یعلمُ اللہُ المعوقین (اللہ پاک خوب
جانتا ہے روکنے والوں کو)
کبھی قد اور اس کے فعل کے درمیان قسم کے ذریعہ فصل واقع ہوجاتا ہے۔ جیسے
قدواللہ احْسنْتَ (خدا کی قسم تو نے اچھا کام کیا)

سوالات

(۱) حرف توقع کیا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ بھی بیان کیجئے؟
(۲) مضارع اور ماضی پر داخل ہونے کی صورت میں اس کے کیا معنی ہوں گے مع مثال بیان کیجئے؟
(۳) ایسی مثال بیان کیجئے جس میں قد تحقیق کے لیے ہو؟
(۴) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتائیے کہ قد کس معنی کے لیے ہے؟ قد نعلم انہ لیحزنک. قد علمنا
ماتنقص الارض منھم.

حروف استفہام

حروف استفہام دو ہیں۔
(۱) ہمزہ (۲) ہل۔ یہ دونوں حرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں۔ خواہ جملہ اسمیہ
ہو یا فعلیہ۔ جیسے ازید قائمٌ. ھل زیدٌ قائمٌ اقام زیدٌ. ھل قام زیدٌ (کیا زید کھڑا ہے)
ہمزہ کا استعمال بہ نسبت ہل کے زیادہ ہوتا ہے نیز ہمزہ ایسے مواقع پر بھی آتا ہے جہاں

ہل نہیں آ سکتا چنانچہ استفہام انکاری کے موقع پر ہمزہ لانا درست ہے۔ ہل کالانا جائز نہیں ہے۔ جیسے اتضرب زیداً وھو اخوك. (کیاتو زید کو مارتا ہے حالاں کہ وہ تیرا بھائی ہے)

اسی طرح ام متصلہ کے ساتھ ہمزہ آتا ہے ہل نہیں آسکتا ازید عندك ام عمروٌ (کیازید تیرے پاس ہے یا عمرو)

حروف عاطفہ پر ہمزہ داخل ہوسکتا ہے ہل نہیں جیسے اثم اذا ماوقع. افمن کان. اومن کان.

سوالات

(۱) حروف استفہام کیا ہیں اور وہ کس جملہ پر داخل ہوتے ہیں۔ مع امثال بیان کیجئے ؟

(۲) ہمزہ اور ہل کا فرق مع امثلہ بیان کیجئے ؟

(۳) امثلہ ذیل کا ممثل لہٗ بیان کیجئے ؟

ھل اتاك حديث الغاشية. ھل يستوى الاعمىٰ والبصير. الم تر كيف فعل ربك باصحب الفيل. ءَاِلٰهٌ معَ اللهِ.

حروف شرط

حروف شرط تین ہیں: اِن. لو. اما. یہ سب شروع کلام میں آتے ہیں۔ تاکہ مخاطب کو پہلے ہی سے کلام کی نوعیت معلوم ہو جائے۔

اِنْ: یہ استقبال کے لیے ہے اور فعل مضارع اور ماضی دونوں پر آتا ہے۔

اگر ماضی پر داخل ہو گا تو اس کو مستقبل کے معنی میں کر دے گا۔ جیسے اِنْ اکرمتنی اکرمك. اس میں اِن ماضی پر داخل ہے۔ اور اِنْ تکرمنی اکرمك. اس مثال میں ان مضارع پر داخل ہے۔

دونوں مثالوں کے ایک ہی معنی ہیں کہ اگر تو میری عزت کرے گا تو میں تیری عزت کروں گا۔

لو: یہ ماضی کے لیے ہے خواہ مضارع پر داخل ہو چنانچہ لو ضربت ضربت. اور

لو تضرب اضرب۔ دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی اگر تو زمانہ ماضی میں مجھے مارتا تو میں بھی تجھے مارتا۔

اَمَّا: یہ تفصیل کے لیے ہے۔ یعنی متکلم نے جس بات کو اجمالاً بیان کیا ہے امّا اس کی تفصیل کے لیے آتا ہے۔ جیسے الناس سعیدٌ وشقیٌّ اما الذین سعدوا ففی الجنة واما الذین شقوا ففی النار (کچھ لوگ نیک بخت ہوتے ہیں اور کچھ بدنصیب ہوتے ہیں۔ جو لوگ نیک بخت ہوتے ہیں وہ جنت میں ہوں گے اور جو لوگ بدبخت ہیں وہ دوزخ میں ہوں گے)

اما کے بعد ہمیشہ فعل محذوف ہوتا ہے اور اس کے جواب میں فاء آتی ہے۔ جیسے اما زید فمنطلقٌ (بہرحال زید پس وہ چلنے والا ہے)

سوالات

(۱) حروف شرط کتنے ہیں اور یہ کس مقصد کے لیے کلام میں آتے ہیں؟

(۲) ان اور لو کے استعمال میں کیا فرق ہے۔ ہر ایک کی مثال بیان کیجئے اور فرق واضح کیجئے؟

(۳) اما کس مقصد کے لیے آتا ہے اس کے بعد فعل لفظوں میں آتا ہے۔ یا نہیں؟

(۴) امثلہ ذیل کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے؟

اما من ثَقُلت موازینه فهو فی عیشةٍ راضیة. ان احدمن المشرکین استجارك فاجره. لو کان فیهما آلهة اِلاَّ الله لفسدتا.

حروف ردع

یہ صرف ایک حرف کلّا ہے۔ ردع کے معنی جھڑکنے اور روکنے کے ہیں۔ یہ حرف متکلم کو اس کے کلام سے روکتا ہے۔ اس لیے اس کو حرف ردع کہتے ہیں۔ یہ کبھی خبر کے بعد آتا ہے اور کبھی امر کے بعد جیسے کسی نے کہا فلانٌ یبغضك (فلاں شخص تجھ سے بغض رکھتا ہے) اور جیسے کوئی شخص کہے۔ اضرب زیدا (زید کو مارو) اور تم اس کے جواب میں کہو کلا (ہرگز نہیں) یعنی میں اس کو ہرگز نہ ماروں گا۔

کلا کبھی حقًّا کے معنی میں آتا ہے یعنی جملہ کی تحقیق کے لیے آتا ہے جیسے کلا ان

الانسان لیطغی. (یہ بات یقینی ہے کہ آدمی سرکشی کرتا ہے)

سوالات

(۱) حرف ردع کیا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے؟

(۲) حرف ردع کے استعمال کی کتنی صورتیں ہیں؟

(۳) امثلہ ذیل کی ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ ان مثالوں میں کس معنی میں مستعمل ہوا ہے؟ کلا سوف تعلمون. کلا ان کتب الفجار لفی سجین

(۴) ایسی پانچ مثالیں قرآن پاک سے بتایئے جن میں کلا حقاً کے معنی میں ہو؟

تاء تانیث ساکنہ

تاء تانیث ساکنہ فعل ماضی کے صیغہ واحد مؤنث غائب میں آتی ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مسند الیہ یعنی فاعل اور نائب فاعل مؤنث ہے جیسے ضربت هند ضُرِبَتْ هند.

اگر مسند الیہ اسم ظاہر ہو اور مؤنث حقیقی نہ ہو تو پھر تانیث کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہے۔ جیسے طلع الشمس اور طلعت الشمس۔ اس کی پوری تفصیل فاعل کے بیان میں گذر چکی ہے۔

سوالات

(۱) تاء تانیث کا محل اور اس کا فائدہ بیان کیجئے؟

(۲) امثلہ ذیل میں غور کر کے ہر ایک کا ممثل لہ بتایئے؟

قالت الیهود لیست النصاری علی شیئ. قالت نملة یا ایها النمل ادخلوا. لقد همّت به کانت امرأتی عاقرٌ.

تنوین

تنوین ایسے نون ساکن کو کہتے ہیں کہ جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہو اور فعل کی تاکید کے لیے نہ ہو۔ تنوین کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) تمکن (۲) تنکیر (۳) عوض (۴) مقابلہ (۵) ترنم۔

تمکن: یہ ایسی تنوین ہے جو اسم کے متمکن یعنی منصرف ہونے پر دلالت کرے جیسے: زیدٌ رجلٌ.

تنکیر: یہ ایسی تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے صَہٍ اس کے معنی ہیں کسی وقت خاموش ہو جا۔ اگر بغیر تنوین کے اس کو پڑھیں تو یہ معرفہ ہوگا۔ جس کے معنی ہوں گے کہ ابھی خاموش ہو جا۔

عوض: یہ ایسی تنوین ہے جو مضاف پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے۔ جیسے حینئذ یومئذ. ان کا مضاف الیہ کان کذا محذوف ہے۔ اس کے عوض میں ذ پر تنوین لاتے ہیں۔

مقابلہ: یہ ایسی تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں آتی ہے جیسے: مسلماتٍ یہ تنوین جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں ہے۔ اس لیے اس کو تنوین مقابلہ کہتے ہیں۔

ترنم: یہ ایسی تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں آتی ہے تا کہ آواز میں درازگی اور خوبصورتی پیدا ہو جائے۔ یہ تنوین اسم۔ فعل۔ حرف۔ تینوں پر داخل ہوتی ہے۔ جیسے۔

اَقِلِّی اللوم عاذلُ و العتابن ۞ وقولی ان اصبتُ لقد اَصَابَنْ

اے ملامت کرنے والی ملامت اور عتاب کو کم کر۔ اگر میں اچھا کام کروں تب تو کہہ دے کہ اچھا کام کیا۔ اس میں عتاب اسم ہے اور اصاب فعل ہے ان دونوں کے آخر میں تنوین ترنم لاحق ہوئی ہے۔

سوالات

(۱) تنوین کی تعریف کیجئے اور اس کے اقسام بتائیے؟

(۲) تنوین کے اقسام خمسہ کی تعریف اور وجہ تسمیہ مع امثلہ بیان کیجئے؟

(۳) امثلہ ذیل میں تنوین کی قسم متعین کیجئے؟

(۱) مسلمات مؤمنات.

(۲) النجوم مسخراتٌ باهره.

(۳) ملائکة غلاظ شدادٌ.

(۴) قال رجل مؤمن من آل فرعون

(۵) لهم عذابٌ عظيمٌ.

(٦) على ابصارهم غشاوةٌ.

(۷) فضّلنا بعضهم على بعضٍ.

(۸) والله بصيرٌ بالعباد.

نون تاکید

نون تاکید ایسے نون کو کہتے ہیں جو امر اور مضارع میں تاکید کے معنی پیدا کرے۔
اس کی دو قسمیں ہیں۔(۱) ثقیلہ (۲) خفیفہ۔
س کا تفصیلی بیان تسہیل الصرف میں دیکھئے۔

سوالات

(۱) نون تاکید کا فائدہ بتایئے؟
(۲) اس کی کتنی قسمیں ہیں اور ان میں استعمال کے اعتبار سے کیا فرق ہے سمجھ کر جواب دیجئے؟
(۳) امثلہ ذیل میں نون تاکید کی قسم متعین کیجئے؟

وَلَاضِلَّنَّهم. ولا تكونن من الممترين. لنسفعاً. وليكوناً من الصاغرين.

تمت بعون الله وتوفيقه.

۱۵/صفر ۱۴۱۰ھ۔ گیارہ بج کر ۲۰/منٹ بروز جمعہ